شانِ صلیب

ایس۔ ایم۔ زویمر

پنجاب ریلجس بک سوسائٹی۔ انارکلی۔ لاہور

Scanned with CamScanner

شانِ صلیب

مُصنّفہ

ریورنڈ۔ ایس۔ ایم۔ زویمر

پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی

انارکلی لاہور

۱۹۶۶ء

بار سوم　　　　　　　　　　　　تعداد ۱۰۰۰

Scanned with CamScanner

فہرست مضامین

باب اوّل ۔ سب سے پہلے مسیح مصلوب ہُوا ۔ 5
باب دوم ۔ ہم نے دغا بازی کی گھڑی ہُوئی کہانیوں کی پیروی نہیں کی ۔ ۲۱
باب سوم ۔ اَور اُنہوں نے اُس کی آنکھیں بند کیں ۔ ۳۷
باب چہارم ۔ اُنہوں نے یسُوع کو باندھا ۔ اُنہوں نے اُس کے مُنہ پر تھُوکا ۵۳
باب پنجم ۔ اُنہوں نے ..... اُس کے کپڑے قُرعہ ڈال کر بانٹ لئے ۷۱
باب ششم ۔ اَے میرے خُدا ۔ اَے میرے خُدا تُو نے مُجھے کیوں چھوڑ دیا ہے ؟ ۸۶
باب ہفتم ۔ دیکھو خُدا کا برّہ ۔ ۱۰۱
باب ہشتم ۔ اُنہوں نے .... جلال کے خُداوند کو صلیب دی ۱۲۰
باب نہم ۔ اُس نے اپنے ہاتھ اُنہیں دکھائے ۔ ۱۳۷
باب دہم ۔ اُس کے جی اُٹھنے کی قُدرت ۱۵۰

Scanned with CamScanner

چونکہ خدا ایک ہے لہٰذا انجیل بھی ایک ہے۔ اگر خدا نے واقعی مسیح کے وسیلہ سے کوئی ایسا کام کیا ہے جس پر دُنیا کی نجات منحصر ہے اور اگر اُس نے اُسے ظاہر بھی کر دیا ہے تو پھر مسیحیوں پر فرض ہے کہ ہر ایک ایسی شے کو دُور کریں جو اُسے بگاڑتی، اُس کی تردید کرتی اور اُس کو نظرانداز کرتی ہے۔ وہ جو اِس خوشخبری میں بگاڑ پیدا کرتا ہے، خدا اور انسان کا بدترین دُشمن ہے۔ گلتی ۱: ۸ کے سخت و تند الفاظ پولُس کی تُند خوئی اور اُس کی تنگ خیالی کا نتیجہ نہ تھے بلکہ اُن کا سبب خدا کی وہ غیرت ہے جو مسیح کے خُون سے نجات یافتہ رُوح میں نجات دہندہ کے لئے ویسی ہی غیرت کی آگ مشتعل کر دیتی ہے۔ اِس قسم کی غیر رواداری دینِ حقہ کا ایک ضرُوری عنصر ہے اور اِن معانی میں غیر رواداری فہم کی کُنجی ہے۔

باب اوّل

"سب سے پہلے مسیح مصلوب ہوا"

مقدّس پولوس کرنتھیوں کی کلیسیا کے پہلے خط میں یوں رقم طراز ہے:-
"میں نے سب سے پہلے تم کو وہی بات پہنچا دی جو مجھے پہنچی تھی کہ مسیح کتابِ مقدّس کے بموجب ہمارے گناہوں کے لئے مؤا" غور و توجہ سے مطالعہ کرنے والا قرینہ سے معلوم کرے گا (جیسے ڈاکٹر مافٹ نے اپنے ترجمہ میں بخوبی ظاہر کر دیا ہے) کہ یہ حقیقت پولوس رسول کے پیغام کا لبِّ لباب، اُس کی تعلیم کا مرکز اور اُس کی خوشخبری کا خاص موضوع تھی۔ اُس کے ترجمہ میں "خوشخبری" کا لفظ چار مرتبہ استعمال کیا گیا ہے تاکہ اُس بشارت کے معانی کو روشن کرے۔ پولوس رسول فرماتا ہے کہ اُس نے یہ خوشخبری فقط قدیم کلیسیا کے مشرکاء سے نہ سُنی تھی بلکہ اس کا الہام اُس پر براہِ راست ہوا۔ (گلتیوں ۱: ۱۵-۱۹)
پس کلیسیا اور خود مقدّس پولوس کا یہ اعتقاد تھا کہ مسیح کا ہمارے گناہوں کے لئے اپنی جان دینا مسیحی دین کی اصل و بُنیاد ہے۔
پولوس رسول نے مسیح کی موت کے بعد سات سال کے عرصہ کے

اندر ہی اندر اس حقیقت کا احساس کیا ہوگا اور اُس کی مُنادی کی ہوگی بلکہ بعض بیانات کے مطابق تو شاید اس سے بھی پیشتر۔

جس یُونانی لفظ کا ترجمہ "سب سے پہلے" کیا گیا ہے اُس کا مطلب "ابتدا میں" یا "تمام سچّائی کا شرُوع" بھی کیا جا سکتا ہے یہی الفاظ سیپٹو اجنٹ میں بھی مُستعمل ہیں جہاں یعقُوب نے دو لونڈیوں اور اُن کے بیٹوں کو "سب سے آگے رکھا (پیدائش ۲:۳۳) اور اُس مقام پر بھی جہاں داؤد نے اُس شخص کے لئے بھاری انعام کا وعدہ کیا جو یبُوسیوں کو "سب سے پہلے" مارے۔ (۲ سموئیل ۵ : ۸)

مقدّس پولُوس کے نزدیک مسیح کی صلیبی موت سب سے اہم ترین واقعہ، اُس کے ایمان کا سب سے افضل و گراں قدر عقیدہ اور اُس کا بُنیادی اصُول ہے اور سچائی کی ہیکل کے محراب کا درمیانی پتّھر اور کونے کے سرے کا پتّھر ہے۔ اس امر کی تصدیق اس سے بھی ہوتی ہے کہ کُتبِ مقدّسہ پیغامِ رُسل اور جملہ کلیسیاؤں میں ہر دو ساکرمینٹوں کے ادا کرنے کے قواعد و قوانین اور پُرانے اور نئے گیتوں کی کتاب میں اس حقیقت کو سب سے افضل و اعلیٰ ترین جگہ حاصل ہے۔ اس حقیقت کے اس قدر ثبوت موجُود ہیں کہ حیرت ہوتی ہے۔ صلیبِ مسیحیّت کا فقط عالمگیر نشان ہی نہیں بلکہ لاریب یہ اس کا عالمگیر پیغام بھی ہے۔ یہ انجیل کا مرکز ہے اور ایک زبردست اور پُر زور کلام ہے جو دو دھاری تلوار سے زیادہ تیز ہے کیونکہ فقط صلیب ہی ہے جو لوگوں کو گُناہ سے قائل کر سکتی ہے۔ صلیب

کے پاس آکر ہم مسیح کے چہرے کے جلوے میں اپنے پوشیدہ گناہوں کو دیکھ سکتے ہیں جس کی آنکھیں آگ کے شعلہ کی مانند روشن ہیں۔ ذرا آپ غور و توجہ سے سُنئے کہ بشپ لینس لاٹ اینڈریوز اپنی شخصی عبادت کے وقت صلیب کے پاس آکر کس رقت اور دِل سوزی کے ساتھ اپنے دِلی جذبات کا اظہار کرتا ہے:-

"اے تُو کہ جس نے اپنے جلالی سر کو میری خاطر زخمی کیا جانا گوارا کیا جو گُناہ میرے سر کے حواس کے ذریعہ سے سرزد ہُوئے ہیں، اُنہیں اپنے اُس مُبارک سر کی خاطر مُعاف فرما۔"

"اے تُو کہ جس نے اپنے پاک ہاتھوں کا میری خاطر زخمی کیا جانا قبُول کیا جو گُناہ میرے اِن ہاتھوں سے ناپاک اشیاء کو چھُونے سے سرزد ہُوئے ہیں اُنہیں اپنے پاک ہاتھوں کی خاطر بخش دے۔"

"اے تُو کہ جس نے اپنے قیمتی اور مقدّس پہلُو میں بھالا کھانا میری خاطر منظُور کیا، میرے تمام گُناہ جو نفسانی خواہشات اور خیالات کے ذریعہ سے سرزد ہوتے ہیں، اُسے اپنے زخمی پہلُو کی خاطر مُعاف فرما۔"

"اے تُو کہ جس نے اپنے مُبارک پاؤں کا میری خاطر توڑا جانا گوارا کیا جو گناہ میرے پاؤں کے بَدی کی جانب تیز رفتاری سے جانے کے باعث سرزد ہُوئے ہیں اُنہیں اپنے اُن پاک پاؤں کی خاطر مُعاف فرما۔"

"اے تُو کہ جس نے اپنے تمام بدن کا میری خاطر گھائل کیا جانا قبُول کیا جو گناہ میرے اعضا سے سرزد ہُوئے ہیں اُنہیں اپنے اُس جسمِ اطہر

ا LANCELOT ANDREWS.

کی خاطر معاف فرما۔"

"اے میرے خُدا! میری رُوح نہایت ہی زخمی اور بے حال ہے تُو میرے زخموں کی زیادتی اور اُن کے طول و عرض اور اُن کی گہرائی پر نظر کر اور اپنے زخموں کی خاطر میرے زخموں کا اندمال کر۔"

خُداوند مسیح کی صلیب خُدا کا وُہ زبردست نُور ہے جو خُدا کی محبّت اور انسان کے گناہ کو، خُدا کی قُدرت اور انسان کی عاجزی کو، خُدا کی پاکیزگی اور انسان کی نجاست کو ظاہر کرتا ہے جس طرح عہدِ عتیق میں مذبح اور قُربانی "سب سے پہلے" ہیں، اسی طرح صلیب اور کفّارہ عہدِ جدید میں "سب سے پہلے" ہیں۔ جس طرح دائرہ کے ہر ایک نقطہ سے مرکز کی جانب ایک خطِ مُستقیم کھینچا جا سکتا ہے بعینہٖ عہدِ عتیق و عہدِ جدید کے عقائد و تعلیم نجات اور تمام ایسی اشیا جو اُن سے متعلّق ہیں مثلاً ایک نیا دِل، ایک نئی جماعت اور ایک نئے آسمان کے وسیع دائرے سے ایک خطِ مُستقیم مرکز کی جانب کھینچا جا سکتا ہے یعنی اُس برّہ کی جانب، جو بنائے عالم سے پہلے ذبح کیا گیا۔

ذرا غور کیجیے کہ عہدِ جدید میں خُداوند مسیح کی صلیبی موت کے بیان کو کیسی اہمیّت حاصل ہے۔ یہ بیان تین مُختصر خطُوط کے سوا انجیل جلیل کی تمام کُتب میں مرقوم ہے یعنی صرف فلیمُون اور یُوحنّا کے دُوسرے اور تیسرے خطُوط میں اس کا ذِکر نہیں۔ اجمالی اناجیل خُداوند مسیح کی تعلیم اور اُس کی زندگی کے اس پہلو پر بمقابلہ دیگر پہلوؤں کے کہیں زیادہ زور

دیتی ہیں۔ مقدّس متّی (اُن مقامات کے علاوہ جہاں خُداوند مسیح کی مَوت کی پیشین گوئی کی گئی ہے) اس افسوسناک اَور اندوہناک بیان کو دو طول طویل ابواب میں تحریر کرتا ہے جن کی آیات شمار میں ایک سو اکتالیس ۱۴۱ ہیں۔ مقدّس مرقس اس کو ۱۱۹ آیات میں بیان کرتا ہے یعنی سولہ ابواب کی کتاب میں سے دو بڑے ابواب ہیں۔ مقدّس لُوقا نے بھی مسیح کی گرفتاری اَور اُس کی صلیبی مَوت کے بیان کے لئے دو بڑے ابواب وقف کر دیئے ہیں۔ مقدّس یُوحنّا کی کتاب کا نصف سے زیادہ حصّہ خُداوند مسیح کے دُکھ اُٹھانے اَور صلیب پر کھینچے جانے کے حال سے پُر ہے۔

اعمال کی کتاب میں مُنادی اَور بشارت کا مرکز خُداوند مسیح کی مَوت اَور اُس کا زندہ ہونا ہے "یہی خُوش خبری" ہے۔ "اُس نے اپنے دُکھ سہنے کے بعد اپنے آپ کو ظاہر کیا۔" (اعمال ۱: ۳) پنتِکُوست کے دِن مقدّس پطرس کے وعظ کا لُبِّ لُباب یہ تھا کہ "جب وُہ خُدا کے مقرّرہ انتظام اَور علمِ سابق کے موافق پکڑوایا گیا تو تُم نے بے شرع لوگوں کے ہاتھ سے اُسے صلیب دلوا کر مار ڈالا۔"

"خُدا نے اُسی یسُوع کو جسے تُم نے صلیب دی خُداوند بھی کیا اَور مسیح بھی۔" (اعمال ۲: ۳۶) پھر ہیکل میں بھی پطرس وُہی پیغام دیتا ہے "تُم نے درخواست کی کہ ایک خُونی تمہاری خاطر چھوڑا جائے مگر زندگی کے مالک کو قتل کیا۔" پطرس کا دعوٰی یہ تھا کہ "خُدا نے سب

نبیوں کی زبانی پیشتر خبر دی تھی کہ اُس کا مسیح دُکھ اُٹھائے گا۔" لیکن "خُدا نے اپنے خادم کو اُٹھا کر پہلے تمہارے پاس بھیجا تاکہ تم میں سے ہر ایک کو اُس کی بدیوں سے پھیر کر برکت دے"۔ (اعمال ۳: ۱۸ و ۲۶) دُوسرے دِن پھر اُس نے اُسی مضمون پر وعظ کیا یعنی "یسُوع ناصری جسے تُم نے صلیب دی"۔ (اعمال ۴: ۱۰)۔ کلیسیائے سابق کی پہلی رسمی دُعائیں "تیرے صادق بندے یسُوع کی مَوت اور اُس کے دُکھ اُٹھانے کا حوالہ ہے۔ (اعمال ۴: ۲۷) ایسے پیغام کا نتیجہ ایسے صریح الفاظ میں بیان کیا جاتا ہے جن سے اُس کے مطلب اور مُعانی کے متعلّق کوئی شک وشبہ باقی نہیں رہتا یعنی "تُم نے تمام یروشلیم میں اپنی تعلیم پھیلا دی اور اُس شخص کا خُون ہماری گردن پر رکھنا چاہتے ہو" (اعمال ۵: ۲۸) رسُولوں نے اُس کے جواب میں یُوں فرمایا "جسے تُم نے صلیب پر لٹکا کر مار ڈالا تھا اُسی کو خُدا نے مالک اور مُنجیؔ ٹھہرا کر اپنے دہنے ہاتھ سے سربلند کیا"۔ اِستفنس کی تقریر کا خلاصہ خُداوند مسیح کی صلیبی موت کا بیان تھا جس کا نتیجہ اُس کی شہادت ہُوئی (اعمال ۷: ۵۱-۵۴) مقدّس فلپّس نے اپنی زبان کھول کر حبشی خوجہ کو یسعیاہ نبی کے ترپنویں ۵۳ باب میں سے خُداوند یسُوع کی مَوت کی خُوشخبری دی (اعمال ۸: ۳۵) کرنیلیس کو بھی اُسی کا پیغام پہنچایا گیا "جسے اُنہوں نے صلیب پر لٹکا کر مار ڈالا۔ اُس کو خُدا نے تیسرے دِن جِلایا اور ظاہر بھی کر دیا"۔

(اعمال ۱۰: ۴۰) مقدس پولوس نے انطاکیہ میں وعظ کرتے ہوئے خُداوند مسیح کی خبر مندرجہ ذیل الفاظ میں دی:-

"اُنہوں نے پیلاطُس سے اُس کے قتل کی درخواست کی اور جو کچھ اُس کے حق میں لکھا تھا جب اُس کو تمام کر چکے تو اُسے صلیب پر سے اُتار کر قبر میں رکھا لیکن خُدا نے اُسے مُردوں میں سے جلایا۔" (اعمال ۱۳: ۲۸-۲۹) تھسلنیکے میں پولوس متواتر تین سبتوں تک کتاب مقدس کے حوالے دے کر اُن کے ساتھ بحث کرتا رہا اور دلیلیں پیش کرتا رہا کہ "مسیح کو دُکھ اُٹھانا اور مُردوں میں سے جی اُٹھنا ضرور تھا۔" (اعمال ۱۷: ۳)

اتھینے میں پولوس نے خُداوند مسیح کی موت اور اُس کے جی اُٹھنے کی منادی کی (اعمال ۱۷: ۳۱) کرنتھس میں پولوس نے یہ ارادہ کر لیا تھا کہ اُن کے "درمیان یسوع مسیح بلکہ مسیح مصلوب کے سوا اور کچھ نہ جانوں گا۔" وہ "خوشخبری" کے معنی کی تشریح کرتے ہوئے "صلیب کا پیغام" (۱-کرنتھیوں ۱: ۱۸) اور "میل ملاپ کی خدمت" (۲-کرنتھیوں ۵: ۱۰) کو مترادف الفاظ کی طرح استعمال کرتا ہے۔ فیستُس کے پیغام کے متعلق بیان کرتے ہوئے کہتا ہے "وہ کسی شخص یسوع کی معرفت اُس سے بحث کرتے تھے جو مر گیا تھا اور پولوس اُسے زندہ بتاتا ہے" (اعمال ۲۵: ۱۹) فیستُس سے اپنے لئے بولنے کی اجازت پا کر پولوس رسول نے فرمایا "میرے

پاس اُور کوئی پیغام نہیں، فقط "چھوٹے اُور بڑے کے سامنے گواہی دیتا ہُوں اُور اُن باتوں کے سوا کُچھ نہیں کہتا جن کی پیشین گوئی نبیوں اُور مُوسیٰ نے بھی کی ہے کہ مسیح کو دُکھ اُٹھانا ضرور ہے اُور سب سے پہلے وُہی مُردوں میں سے زندہ ہو کر اُس اُمّت کو اُور غیر قوموں کو بھی نُور کا اشتہار دے گا۔" (اعمال ۲۶: ۲۲-۲۳)

مقدّس پولُوسؔ کے خطُوط میں اُس کی گواہی اُور اُن دلائل کی کثرت کو دیکھ کر جو اُس نے اس امر کے متعلق پیش کئے ہیں ہمیں حیرت ہوتی ہے۔ اُس کے پیغام کا موضُوع اُور اُس کا لُبِ لُباب محض صلیب اُور کفّارہ تھا۔ اِن خطوط کو معرضِ تحریر میں لانے سے پیشتر وُہ پندرہ سال تک برابر اس بشارت کی اشاعت میں ہمہ تن مصرُوف رہا۔ اگر اُس کے پہلے اُور پچھلے خطُوط کا مقابلہ کیا جائے تو اُس کے جوش اُور اُس کی غیرت میں ہرگز کسی قسم کی کمی یا کسر نظر نہیں آتی۔

جو پیغام اُس نے دیا اُس کا بھی یہی مرکز تھا۔ گلتی کلیسیا کے خط کے دیباچہ میں وُہ لکھتا ہے "اُسی نے ہمارے گُناہوں کے لئے اپنے آپ کو دے دیا۔" پھر ذرا آگے چل کر وُہ جوش میں آ کر یُوں بول اُٹھتا ہے "لیکن اگر ہم یا آسمان کا کوئی فرشتہ بھی اُس خوشخبری کے سوا جو ہم نے تمہیں سُنائی کوئی اَور خوشخبری تمہیں سُنائے تو ملعُون ہو۔" پولُوس رسُول کے تمام خطُوط سے یہ خُوب عیاں ہے کہ کہ بیت لحم نہیں بلکہ کلوری اُس کی خوشخبری کا مرکز ہے۔ تجسّم کی

غرض کفّارہ تھی۔ صلیب خُدا، انسان اور دُنیا کے نزدیک ایک سب
سے اعلیٰ و برتر اور فیصلہ کُن چیز ہے کہ "جب ہم گنہگار ہی تھے تو مسیح
ہماری خاطر مُؤا" کون ہے جو مجرم ٹھہرائے گا؟ مسیح یسُوع وُہ ہے
جو مر گیا" "مگر ہم اُس مسیح مصلوب کی منادی کرتے ...... کیونکہ
خُدا کی بے وقوفی آدمیوں کی حکمت سے زیادہ حکمت والی ہے
اور خُدا کی کمزوری آدمیوں کے زور سے زیادہ زور آور ہے۔" خُدا
کی کلیسیا ...... جسے اُس نے خاص اپنے خُون سے مُول لیا"
تمام مسیحیوں سے کہا گیا ہے کہ "جب کبھی تم ...... اس پیالہ میں
سے پیتے ہو تو خُداوند کی موت کا انتظار کرتے ہو جب تک وُہ
نہ آئے۔" "خُدا نہ کرے کہ میں کسی چیز پر فخر کروں سوا اپنے خُداوند
یسُوع مسیح کی صلیب کے، جس سے دُنیا میرے اعتبار سے مصلوب
ہُوئی اور میں دُنیا کے اعتبار سے۔" مسیح وُہ "عزیز" ہے جس کے
ذریعہ سے "ہم کو اُس کے خُون کے وسیلے سے مخلصی یعنی قصُوروں
کی مُعافی ...... حاصل ہے۔" ہر زمانوں کا کلید اور خُدا کی
چند در چند اور گُوناگُوں حکمت ہے جو ریاستوں اور حکومتوں
اور اختیارات پر کلیسیا کے ذریعہ سے ظاہر ہُوئی۔ پولُس رسُول
ہمیں رو رو کر بتاتا ہے کہ وُہ جو "مسیح کی صلیب کے دشمن ہیں"
وُہ اپنی شرم کی باتوں پر فخر کرتے ہیں اور اُن کا انجام ہلاکت ہے۔
سب باتوں میں مسیح کا اوّل درجہ ہونا چاہیئے کیونکہ "وُہ اپنے اُس

Scanned with CamScanner

خُون کے سبب سے جو صلیب پر بہا "ہمارے گُناہوں کی مُعافی اور ہماری نجات ہے"۔ (کلسیوں ۱ : ۱۸) صلیب دُنیا اور اُس کی تاریخ کا مرکز ہے۔ وُہ وقت ضرُور آئے گا جب خُدا اُس کے خُون کے سبب سے جو صلیب پر بہا سب چیزوں کا اپنے ساتھ میل کرے گا خواہ وُہ زمین کی ہوں خواہ آسمان کی۔ (کلسیوں ۱ : ۲۰)

عبرانیوں کے خط میں خُداوند مسیح (جو خود کاہن، قُربانی اور قربانگاہ ہے) کی موت کا ایسا واضح اور روشن بیان پایا جاتا ہے کہ حوالے پیش کرنے کی کوئی ضرُورت نہیں۔ وُہ ایک ایسا اعلیٰ سردار کاہن ہے جو زمانوں کے آخر میں" ایک بار ظاہر ہُوا تاکہ اپنے آپ کو قُربان کرنے سے گُناہ کو مِٹا دے"۔ خُداوند مسیح کا خُون عہد کا خُون ہے۔ خُداوند مسیح ہمارے ایمان کا بانی اور اُس کا کامل کرنے والا ہے کیونکہ اُس نے صلیب پر دُکھ اُٹھایا۔ اُس کا چھڑکاؤ کا خُون ہابل کے خُون کی نسبت زیادہ بہتر باتیں کہتا ہے۔ وُہ ایک ازلی عہد کا خُون ہے جو اُس بزرگ چرواہے نے اپنی بھیڑوں کے لئے بہایا۔

مقدس پطرس کے خطوط میں اُس کی ابتدائی تعلیم کی صدا گونجتی ہُوئی سُنائی دیتی ہے اور وُہ خُداوند مسیح کے دُکھ اُٹھانے کے حوالوں سے بھرپُور ہے۔ "وُہ آپ ہمارے گُناہوں کو اپنے بدن پر لئے ہُوئے صلیب پر چڑھ گیا۔۔۔۔۔۔ اور اُس کے مار کھانے سے تم نے شفا پائی"۔ (۱۔ پطرس ۲ : ۲۴)

آخر میں جب ہم مقدّس یُوحنّا کے خطُوط اور مکاشفات تک پہنچتے ہیں تو ہم کو معلُوم ہوتا ہے کہ وہاں بھی صلیب کو سب سے اعلیٰ اور افضل درجہ حاصل ہے۔ اُس کے ذریعہ سے خُداوند مسیح یسُوع "ہمارے گُناہوں کا کفّارہ ہے اور نہ صرف ہمارے گُناہوں کا بلکہ تمام دُنیا کے گُناہوں کا بھی"۔ "اُس نے ہمارے واسطے اپنی جان دی اور ہم پر بھی بھائیوں کے واسطے جان دینی فرض ہے"۔ "جس نے اپنے خُون کے وسیلے سے ہم کو گُناہوں سے خلاصی بخشی...... اُس کا جلال اور سلطنت ابدالآباد رہے"۔ "دیکھو وُہ بادلوں کے ساتھ آنے والا ہے اور ہر ایک آنکھ اُسے دیکھے گی اور جنہوں نے اُسے چھیدا تھا وُہ بھی دیکھیں گے"۔

ان دونوں ساکرمینٹوں میں جو مشرقی اور مغربی ہردو کلیساؤں میں مقبُول ہیں اس امر کے متعلّق صاف و صریح اشارات موجُود ہیں کہ خُداوند مسیح کی موت ہمارے گُناہوں کے لئے لازمی تھی یہ نہ صرف اُن قوانین اور اُس تعلیم سے ظاہر ہوتا ہے جو انجیل شریف میں اُن کے متعلّق درج ہے بلکہ ان مختلف آداب نماز سے بھی عیاں ہے جو اُن سے علاقہ رکھتے ہیں۔ یہاں بھی ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ "سب سے پہلے" وُہ مسیح کی موت اور کفّارہ کی تعلیم دیتے ہیں بپتسمہ یا اصطباغ مسیحی کلیسیا میں شامل ہونے کی ایک رسم ہے۔ عہدِ جدید میں غیر اصطباغ یافتہ مسیحیوں کا ذکر کہیں نہیں پایا جاتا اور اُن اوّلین مسیحیوں کو بخُوبی معلُوم

تھا کہ مقدس پولوس کی کیا مُراد تھی، جب اُس نے فرمایا "ہم جتنوں نے ...... بپتسمہ لیا تو اُس کی موت میں شامل ہونے کا بپتسمہ لیا" وہ اُس سے خُوب واقف تھے کہ گناہوں کی مُعافی اور اصطباغ اور اُس آب اور خُون میں بہت قریبی مناسبت اور تعلق تھا جو خُداوند مسیح کے زخمی پہلو سے بہے تھے۔ دونوں ساکرمنٹوں کی مُراد یہ تھی کہ انجیل کا پیغام صحیح علامات و نشانات کے ذریعہ سے پہنچایا جائے جب تک وہ کلیسیا میں موجود رہیں گی تو باوجود اُن رسُوم اور توہمات کے جن کا اضافہ ان پر کیا گیا ہے وہ ہمیشہ خُداوند مسیح کی موت کی نجات بخش تاثیر، اُس کی طبعی راستی، اُس کی ضرورت اور اُس کی مرکزی خاصیت کی شہادت دیتی رہیں گی۔ ابتدائی کلیسیا کے شرکا "روٹی توڑنے میں مشغول رہے" کیونکہ اُس کے ذریعہ سے وہ خُداوند مسیح کی مَوت اور اُس کے خُون کے سبب گناہوں کی مُعافی کا اظہار کرنا چاہتے تھے۔ یہ جسم اور خُون کی شراکت (۱-کرنتھیوں ۱۰: ۱۶) اُس کی رُوح میں شریک ہونا۔ (۱-کرنتھیوں ۱۲: ۱۳) گُناہوں کی معافی (متی ۲۶: ۲۸) قرض کی دستاویز مٹا ڈالنا (کلسیوں ۲: ۱۴) اور دلوں کو مُردہ کاموں سے پاک کرتا ہے (عبرانیوں ۹: ۱۴) اُسی نے ابتدائی کلیسیا اور اُس کے مابعد کی کلیسیاؤں کے لئے روٹی توڑنے کو اُنیس ۱۹ صدیوں تک اس قدر گراں بہا اور اہم بنا دیا۔

جب ہم رسمیات سے غزلیات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو

وہاں بھی ہم اس کی تصدیق پاتے ہیں۔ اگر ہم ابتدائی لاطینی اور یونانی عربوں اور ارمنی اور قبطی کلیسیاؤں بلکہ اس کے علاوہ اصلاحِ دین کے زمانہ کی کلیسیاؤں کے گیتوں کو دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ وہاں صلیب کو سب سے افضل اور اعلیٰ درجہ حاصل ہے اور ہمارے خداوند کی موت رُوحوں کو تحریک دینے والی ہے۔ ہم کلیسیا کے گیتوں میں وُہ یگانگی پاتے ہیں اور الٰہیات کے اُس عمق کا ملاحظہ کرتے ہیں جو بعض اوقات ہمیں عقائد میں بھی نظر نہیں آتا۔

"ذبح کیا ہُوا برّہ ہی قدرت اور دولت اور حکمت اور طاقت اور عزّت اور تمجید اور حمد کے لائق ہے"۔ برّہ تخت کے درمیان ہے۔ ہر ایک مخلوق ہلیلُویاہ کے نعرے بلند کرنے میں مشغول ہوتی ہے۔ ہر ایک سرزمین اور ہر ایک مُلک کے بچّے مختلف زبانوں میں نہایت خوش الحانی سے انجیل کی مرکزی تعلیم کے گیت گاتے ہیں۔

یسُوع مجھ کو کرتا پیار مجھ پہ ہُوا جان نثار
وُہ گناہ مٹاتا ہے بچّوں کو بُلاتا ہے

کلیسیا کے گیتوں اور غزلوں کا زیادہ تر حصّہ خداوند مسیح کی موت کے بیان سے متعلّق ہے یا صلیب پر خداوند مسیح کے کفارہ ہونے کے خیال کو ظاہر کرتا ہے۔ کون اس خوب صورت گیت کے الفاظ Haupt voll Blut und Wunden کو بھول سکتا ہے جو مختلف زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے یا کون ہے جس نے جرمن

مسیحیوں کو یہ گیت ایک مرتبہ گاتے سُنا ہو اور اُس کے سُروں کی دلسوزی اور دِل گدازی کو قبول جائے ۔ اسی مضمون کا ایک اَور گیت (STABAT. MATER DOLORAS) ہے جو لاطینی زبان میں ہے لیکن وُہ فقط لاطینی کلیسیا ہی کی ملکیت نہیں بلکہ تمام ایمان داروں کی جو مریم کے ہمراہ مسیح کی صلیب کے پاس آتے ہیں ۔ اسی قسم کے یہ گیت ہیں مثلاً "مَیں جیسا ہُوں نہ عُذر کر" "صلیب پر جب مَیں کروں دھیان" "ایک چشمہ شفائی جاری ہے" اور "یسُوع تُو ہے میری آس" وغیرہ وغیرہ سب کے سب جن سے قریباً تمام مسیحی جماعت واقف ہے ، خُداوند مسیح کی موت کے بیان سے متعلق ہیں ۔ اسی طرح کے اَور گیت بھی ہیں مثلاً

"داغ دِل کے دھوئے کون — لہُو جو کہ کرُوس سے جاری" اور
"خالی ہاتھ مَیں آتا ہُوں — کرُوس پر تکیہ کرتا ہُوں
ننگا ہُوں فقیر بدحال — مجھ ناچار کو کر نہال
دے تُو مجھے صاف پوشاک — کر تُو میرے دِل کو پاک"

اگر خُداوند یسُوع ناصری ہمارے ایمان کے مطابق ابن اللہ اور ہمارا منجی ہونے کے برعکس فقط ایک انسان ہی ہوتا تو بھی اُس کی ہولناک موت تاریخ انسانی میں ایک سب سے اہم واقعہ ہوتی ۔ اُس کے مصلوب ہونے اور دُکھ اُٹھانے کے متعلق اُس کے ہم عصروں کے بیانات کی کثرت ، نظامِ قدرت میں خوفناک اور عجیب واقعات

کا ظہور میں آنا، صلیب پر کے ہفت کلمات اور دیکھنے والوں اور ازمنہ و اقوامِ عالم پر اُس کا حیرت انگیز اثر یہ سب کے سب اُس کی عالم گیر اہمیّت کا ایک بیّن اور زبردست ثبوت ہیں۔ چاہیئے کہ ہم اُس کی اہمیّت کو اُس سے جُدا نہ کریں۔ مسیح کی زندگی کا سب سے اعلیٰ اور افضل واقعہ ہمارے گُناہوں کے لئے اُس کا صلیب پر مارا جانا تھا۔ جیمس ڈینی کے مُندرجہ ذیل الفاظ اُس کی اہمیّت کو یُوں ظاہر کرتے ہیں :-

"اگر کفّارہ کا مطلب اس کی مختلف تعریفوں کے علاوہ انسان کے نزدیک کُچھ بھی معنی رکھتا ہے تو فی الحقیقت وُہی سب کُچھ ہے۔ وُہ تمام حقیقتوں میں سب سے اعلےٰ اور افضل ہے اور تمام باتوں کا مُوجد ہے۔ وُہ سب سے زیادہ ہمارے ذہن میں خُدا کا، انسان کا تاریخ کا حتّٰی کہ قُدرت کا تصوّر پیدا کرتا ہے۔ وُہ اُن کا تعیّن کرتا ہے کیونکہ ہمیں ایسی ترکیب اور ترتیب سے اُن کی تخصیص کرنی ہے کہ اُن میں باہمی مطابقت اور موافقت پائی جائے۔ وُہ ہمارے تمام خیالات کو تحریک دینے والا ہے اور آخرکار مُصیبت اور غم کے وقت چارہ جوئی کرنے میں ہماری ہدایت و راہنمائی کرتا ہے۔ کفّارہ ایک ایسی حقیقت ہے جس میں باہمی سمجھوتہ کی مطلقاً گنجائش نہیں۔ پس انسانی عقل خواہ زمانہ سابق کی خواہ دَورِ حاضرہ کی ہو ہر دو کے لئے مسیحیّت کی کشش یا اُس کی شکست دونوں اسی ایک

نقطہ پر مرکوز ہیں ۔ خُداوند مسیح کی صلیب یا تو انسان کی عظمت یا آخرکار اُس کی گمراہی کا باعث ٹھہرتی ہے"۔

مسیحی مذہب فقط ایک دماغی یا عقلی تصوّر ہی نہیں بلکہ انسانی زندگی سے متعلق ہے ۔ "اور راست باز ایمان سے جیتا رہے گا"۔ لیکن یہ خالی از فائدہ نہ ہوگا کہ اِن وابستہ حالات کی حقیقت کا اظہار کیا جائے ۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ مسیحیت کا آغاز کذب و دروغ سے نہیں ہُوا اور ہم پر واجب ہے کہ اس امر کو ظاہر کریں کیونکہ ایسا کرنا ہمارے لئے ممکن بھی ہے ۔ اپنے آغاز کے متعلق مسیحیت کا اپنا بیان تاریخی مطالعہ کے اصُول سے پرکھا جا سکتا ہے اور مزید دریافت کے ذریعہ سے اس بیان کی صداقت ثابت ہو سکتی ہے بلکہ ہو چکی ہے لیکن تو بھی ابھی بہُت کچھ کرنا باقی ہے ۔ اگر ہم دیکھنا چاہیں تو ثبوت موجود ہے ۔ اقتباس از "جدید دریافت اور عہدِ جدید کا معتبر کتاب ثابت ہونا"۔ من تصنیف سر ولیم ۔ ایم رمیسے ۔

(SIR WILLIAM M. RAMSAY IN RECENT DISCOVERY AND THE TRUSTWORTHINESS OF THE NEW TESTAMENT.)

باب دوم

"ہم نے دغابازی کی گھڑی ہوئی کہانیوں کی پیروی نہیں کی"

وُہ جو خُدا کے اُن بیانات پر یقین لاتے ہیں جو اُس نے اپنے بیٹے کے متعلّق اناجیل میں رُوح کی ہدایت سے لکھوائے ہیں، اُن کی صداقت کے متعلق اپنے دِلوں میں کسی قسم کے شک و شبہ کو جگہ نہیں دیتے۔ اُن کے پاس رُوح کی گواہی موجُود ہے کہ جو کچھ لکھا ہے وُہ واقعی سچ ہے۔ وُہ مقدّس پطرس کے ساتھ اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ مسیح کی مَوت اور اُس کے دُکھ اُٹھانے کے تمام واقعات اور اُس کا جلالی طور سے زندہ ہونا "دغابازی کی گھڑی ہوئی کہانیاں نہیں ہیں"۔ پطرس مسیح کی مُصیبت اور اُس کے دُکھ اُٹھانے کا چشم دید گواہ تھا اور مرقس اُس کا شاگرد تھا۔ مقدّس یُوحنّا نے اُس کا بیان کیا جو اُس نے خُود سُنا، اپنی آنکھوں سے دیکھا بلکہ غور سے دیکھا اور اپنے ہاتھوں سے چُھوا تھا۔ (۱۔ یُوحنّا ۱:۱) مقدّس متّی بارہ شاگردوں میں سے ایک تھا۔ مقدّس لُوقا بتاتا ہے کہ کس طرح اُس نے اپنے بیان کے لئے نہایت احتیاط کے ساتھ چشم دید گواہوں کی تلاش کی تاکہ "ہمیں اصل حقیقت

معلوم ہو جائے"۔

اس پُر تذبذب، شک وشبہ اور نکتہ چینی کے زمانہ میں ایسے لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے جو نہ صرف انجیلی بیانات کا بلکہ اُن کے معتبر ہونے اور اُن کی صداقت کا بھی انکار کرتے ہیں۔ بعض ہمیں علیحدہ بتاتے ہیں کہ خُداوند یسُوع مسیح محض ایک فرضی اور خیالی شخصیّت ہے اور اُس کی زندگی کی داستان درحقیقت "دغا بازی کی گھڑی ہُوئی کہانیاں ہیں" جن کی ابتدا ابتدائی اور وقتی رُومی، یُونانی اور مصری توہمات سے ہُوئی تھی۔ قدیمی مُلحدین نے اپنے عقاید کی بنا پر خُداوند مسیح کی مَوت کا انکار کیا ہے۔ قرآن میں یہ تفصیل یہ بیان پایا جاتا ہے کہ مسیح نہ تو قتل کیا گیا اور نہ مصلُوب ہُوا۔ "اللہ نے اُن پر (یعنی اہلِ یہُود پر) اُن کی بے ایمانی کی مُہر لگادی، اس وجہ سے کہ اُنہوں نے کہا تھا یقیناً ہم نے خُداوند مسیح یسُوع ابنِ مریم اور خُدا کے رسُول کو قتل کیا لیکن فی الحقیقت نہ تو اُنہوں نے اُسے قتل کیا اور نہ اُسے صلیب دی بلکہ اُن کی خاطر اُس کا ہم شکل بھیجا گیا تھا"۔ (۴ : ۱۵۶)

راسخ الاعتقاد مسلمان محض عُلمائے دین اور مفسّرین کے اس بیان سے متعلق تشریحوں اور تفسیروں کو اپنی بے اعتقادی کی بنا قرار دے کر ہمیشہ مسیح کی تصلیب کی تردید کرتے رہے ہیں۔ اُن کے درمیان عموماً یہ خیال رائج ہے کہ خُدا نے اُس کے ستانے والوں

پر جادو ڈال کر مسیح کو اس ہولناک موت سے بچا لیا اور اُس کے عوض بیہودا اسکریوتی کو یہ سزا اُٹھانی پڑی۔ اس کے متعلق مختلف تشریحات موجود ہیں لیکن اس امر پر سب مسلمان متفق ہیں کہ مسیح صلیب پر نہیں مارا گیا۔ اُس نے ہمارے گناہوں کی خاطر اپنی جان فدیہ میں نہیں دی۔ وہ مُردوں میں سے ہرگز زندہ نہیں ہوا اور اُس نے اِس جہان سے دُوسرے جہان کی جانب صلیب کی راہ سے انتقال نہ کیا۔

سٹراس (STRAUS) اور دیگر عقل پرستوں کے اُس نظریہ کو کہ عین موت سے پیشتر خداوند مسیح کا جسم صلیب پر سے اُتار لیا گیا تھا اور کہ وہ قبر میں مختلف مصالحوں کے زیرِ اثر زندہ اور تازہ دم ہو گیا تھا۔ پنجاب کے احمدیہ فرقہ نے فوراً تسلیم کر لیا اور اس فرقہ کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی نظریہ مذکور کو ایک رُوسی قصہ نویس نونووچ (NONOVITCH) کی کتاب "مسیح کی نامعلوم زندگی" سے اخذ کیا۔ اس کتاب کے بیان کے مطابق یسوع سفر کرتا ہوا ہندوستان میں آیا اور یہاں تعلیم دیتا رہا۔ کچھ عرصہ بعد مرزا غلام احمد نے کشمیر میں مسیح کی قبر دریافت کی اور اپنے آپ کو مسیح ثانی مشہور کیا۔ اس جماعت نے نہایت چالاکی اور سرگرمی سے تمام اسلامی دُنیا کو اس نئے مخالفِ مسیح کی تعلیم سے بھر دیا ہے۔ ملک آئرلینڈ کا فسانہ نگار جارج مور (GEORGE MOORE)

کیا گیا اُور ہماری ہی بدکاریوں کے باعث کچلا گیا۔ ہماری ہی سلامتی کے لئے اُس پر سیاست ہُوئی تاکہ اُس کے مار کھانے سے ہم چنگے ہوں"۔ الفاظ مافوق خُداوند مسیح سے ۴۲۹ برس پہلے افلاطون کے زمانہ سے ذرا پیشتر لکھے گئے۔ افلاطون اپنی کتاب پولیٹیہ (POLITIA) جلد چہارم میں ایک ایسے قُربان ہونے والے نجات دہندہ کا ذکر کرتا ہے جس کی از حد ضرُورت تھی تاکہ دُنیا کی راست بازی کو از سرِ نو بحال کرے "ایک کامل راستباز بندہ جس کے ساتھ نہایت بے انصافی کا سلُوک روا رکھا جائے بلکہ جو کوڑے کھائے ستایا جائے، باندھا جائے جس کی آنکھوں کی بصارت بھی جاتی رہے اُور ان تمام مُصیبتوں کے برداشت کرنے کے بعد ستون سے باندھا جائے، وُہی اس دُنیا کی اصلی اُور حقیقی راستبازی کو بحال کر سکتا ہے ہمیں اس سے کچھ سروکار نہیں کہ افلاطون نے ایک بے گناہ شخص کا گنہگاروں کے لئے دُکھ اُٹھانے اُور خُدا سے پھر اُن کا میل کرانے کا خیال کہاں سے لیا۔ ہمارے مطلب کے لئے یہی کافی ہے کہ یہ خیال موجُود ہے اُور قریب قریب اسی قدر واضح اُور روشن ہے جس طرح یسعیاہ نبی کی کتاب میں الٰہی پیغام۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ کوئی "مردِ غمناک" اُور ذلیل و خوار ہُوئے بغیر یا مصلُوب ہُوئے بغیر کامل راست بازی کی زندگی بسر کر سکے۔

صلیبی مَوت خُود خُداوند مسیح کے لئے بھی کوئی ناگہانی اُور غیر متوقع آفت نہ تھی، اس سے اُس کی اُمیدیں شکستہ و معدُوم

نہ ہُوئی تھیں بلکہ برعکس اس کے اُسے یہ خُوب معلُوم تھا کہ یہ بات اٹل ہے۔ اُس نے اِس ہولناک واقعہ کا یقینی طور سے وقُوع میں آنے کا بارہا ذِکر کیا تھا۔ اپنی خدمت کے آغاز ہی میں اُس نے اِس مُصیبت کے عکس کو دیکھ لیا تھا۔ اپنے بپتسمہ کے وقت اُس نے جو گُناہ سے بالکل ناواقف تھا اپنے آپ کو گُنہگاروں کے ساتھ شمار کیا۔ اپنی خدمت کے آغاز ہی میں اُس نے شاگردی کی تعریف کرتے ہُوئے اس کی مثال صلیب برداری سے دی تھی۔ اپنی مسیحائی کا اقرار کرنے کے بعد سے "یسُوع اپنے شاگردوں پر ظاہر کرنے لگا کہ مُجھے ضرور ہے کہ یروشلیم کو جاؤں اور قتل کیا جاؤں۔ چُنانچہ آپ نے فرمایا کہ" ابن آدم آدمیوں کے ہاتھ میں حوالے کیا جائے گا اور وُہ اُسے قتل کریں گے اور تیسرے دِن وُہ زندہ کیا جائے گا"۔ اجمالی اناجیل کے بیان کے مطابق ہمارے خُداوند کی زندگی کے آخری ایّام بالخصُوص اپنے کم فہم شاگردوں کو اپنی ہولناک مَوت کی خبر دینے اور اُنہیں اس کا یقین دلانے میں صرف ہُوئے۔

خُداوند مسیح کے صلیب پر کھینچے جانے کا مفصّل بیان جو اکثر اوقات چشم دید گواہوں کی شہادت پر مبنی ہے، ایسا صاف اور صریح ہے کہ اس میں شک و شُبہ کی ہرگز گنجائش نہیں رہتی۔ اُنہوں نے اُس کی شہادت ایسے سنجیدہ اور صاف الفاظ میں

دی ہے کہ گویا اُنہیں پہلے ہی سے یہ خیال مدِّ نظر تھا کہ اس حقیقت کے متعلق کسی قسم کے شک کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے۔
"یسُوع بڑی آواز سے چلّایا اور دم دے دیا اور جو صُوبہ دار اُس کے سامنے کھڑا تھا، اُس نے اُسے یُوں دم دیتے ہُوئے دیکھ کر کہا کہ" یہ آدمی بے شک خُدا کا بیٹا تھا"۔ (مرقس ۱۵: ۳۷)
مُقدّس یُوحنا بیان کرتا ہے "اُن میں سے ایک سپاہی نے بھالے سے اُس کی پسلی چھیدی اور فی الفور اُس سے خُون اور پانی بہہ نکلا"۔ پھر آگے چل کر یُوں کہتا ہے:-
"جس نے یہ دیکھا ہے اُس نے گواہی دی ہے اور اُس کی گواہی سچّی ہے اور وُہ جانتا ہے کہ سچ کہتا ہے تاکہ تُم بھی ایمان لاؤ"۔ یہ الفاظ کسی ایسے شخص کے نہیں جو سادہ لَوح اور زُود اعتقاد ہو یا جس نے دھوکا کھایا ہو۔ اُس صُوبہ دار نے باقاعدہ اپنی منصبی حیثیت میں پیلاطُوس کو اس امر کی خبر دی اور اُسے خُداوند مسیح کی مَوت کا یقین دلایا۔ (مرقس ۱۵: ۴۴) ارمتیہ کے یُوسف نے مسیح کی لاش کو قبر میں دبایا جہاں مریم مگدلینی اور یسُوع کی ماں نے اُسے قبر میں مُردہ دیکھا۔ (مرقس ۱۵: ۴۷)
عہدِ جدید کے تمام مُصنّفین نے خُداوند مسیح کی مَوت کا اصل واقعہ سُپردِ قلم کیا ہے۔ اعمال کی کتاب میں کسی مقام پر بھی کوئی آواز خُداوند مسیح کے مصلُوب ہونے کا انکار کرتی ہُوئی سُنائی نہیں دیتی، بلکہ

سی صدیاں بیت جانے کے بعد حضرتِ انسان کو یہ جسارت اور دلیری ہوتی ہے کہ اُس تاریخی واقعہ کے متعلق شک کو جگہ دے اور اپنی دغابازی کی گھڑی ہُوئی کہانیوں کو مشتہر کرے۔ قدیم تحریرات کا زبردست مطالعہ کرنے والا اور نکتہ سنج جوزف کلاسز اپنی جدید تصنیف "ناصرت کا یشوع" میں لکھتا ہے کہ اجمالی اناجیل معتبر ہیں اور خُداوند یسُوع اُن کے بیان کے مطابق دُنیا میں پیدا ہُوا اور مر گیا، چند سال کا عرصہ گزرا کہ سموئیل ای سٹوکس (SAMUEL, E. STOKES) نے مسیحی بیانات کی صداقت کا اظہار کرنے کے لئے یہُودی اور بُت پرست مصنفین کی شہادتوں کو فراہم کیا۔ ممکن ہے کہ بہُت سے لوگ اس انجیل کی تائید و تصدیق کے متعلق جس پر وُہ شک کرتے ہیں، پلنی (PLINY) ٹیکیٹس (TACITUS) لوشین (LUCIAN) یوسیفس (JOSEPHUS) بلکہ سیلسس (CELSUS) کی آراء کو سُننا چاہیں کیونکہ یہ لوگ مسیحی جماعت کے دائرہ سے باہر تھے۔ ٹیکیٹس روما کی آتش زدگی کا ذکر کرتے ہُوئے بتاتا ہے کہ کس طرح نیرو نے اپنے اُوپر سے شُبہ مٹانے کی کوشش کی اور لکھتا ہے "پس اس خبر کو فرو کرنے کے لئے نیرو نے اپنے عوض اُن لوگوں کو مُجرم ٹھہرایا جن سے عوام الناس اُن کے پوشیدہ جرائم کے باعث نفرت کرتے ہیں۔ اُنہیں مسیحی کہہ کر پُکارتے ہیں۔ خُداوند مسیح جس کے نام سے وُہ نامزد ہیں، قیصر طبریاس کے عہد میں پنطوس پیلاطوس حاکم کے حُکم سے مارا گیا

تھا اور وُہ مرض توہّمات کچھ عرصہ کے لئے دب گئے تھے۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد وُہ از سرِ نو نہ صرف یہودیہ میں جہاں اُس بدعت کا آغاز ہُوا تھا بلکہ رُومہ میں پھُوٹ نکلے جہاں ہر قسم کے قتل اور نجس بے شرمیاں اور قبائح باہم مل کر رائج ہو جاتے ہیں۔ پس سب سے پہلے اُن میں سے بعض کو گرفتار کیا اور اُن سے جبراً اقرار کرایا، پھر اُن کے اطلاع دینے پر ایک انبوہ کثیر مجرم قرار دیا گیا، محض اس لئے نہیں کہ اُن پر جُرم آتش زدگی ثابت ہُوا تھا بلکہ زیادہ تر اس لئے کہ وُہ انسانی نسل سے نفرت رکھنے کے جُرم کے مُرتکب تھے۔ وُہ نہ صرف قتل ہی کئے گئے بلکہ نہایت بے عزّتی کے ساتھ مارے گئے یعنی اُن میں سے بعض کو جنگلی درندوں کی پوستینیں پہنائی گئیں اور پھاڑ ڈالنے والے کُتّوں سے پھڑوائے گئے یا صلیب پر لٹکائے گئے اور پھر اُن کو آگ لگا دی گئی۔ اکثر اوقات غروبِ آفتاب کے بعد اُن کے جسموں کو جلایا گیا تاکہ رات کے وقت روشنی کا کام دیں (اینیلز ۱۵: ۴۴)۔
(ANNALES 15:44)

ساموسٹہ کا لوشین (LUCIAN OF SAMOSATA) جو سنہ ۱۰۰ء میں پیدا ہُوا تھا، اپنی کتاب "پریگرینس کی وفات" (DEATH OF PERIGRINS) میں یُوں کہتا ہے۔ "وہ مسیحی اب تک اُس بزرگ شخص کی پرستش کرتے ہیں جو مُلکِ فلسطین میں مصلوب کیا گیا تھا، اس لئے کہ وُہی دُنیا میں اس نئے مذہب کا بانی تھا۔

ان کم بختوں کو یہ یقین واثق ہے کہ وُہ غیر فانی ہیں اور تاابد زندہ رہیں گے، چنانچہ اسی سبب سے وُہ موت کی چنداں پرواہ نہیں کرتے بلکہ بہت سے اُن میں سے خوشی کے ساتھ اپنے آپ کو موت کے حوالے کر دیتے ہیں۔ اُن کے پہلے شریعت دہندہ نے انہیں یقین دلایا ہے کہ جب وُہ ایک مرتبہ یونانی دیوتاؤں کا انکار کر دیتے ہیں اور اپنے اُس مصلوب سوفسطی پر ایمان لے آتے ہیں اور اس کے احکام و فرامین کے مطابق اپنی زندگیاں گذارتے ہیں تو وُہ ایک دُوسرے کے بھائی بن جاتے ہیں"۔

یوسیفس کی کتاب اینٹیکوٹیز (ANTIQUITIES) کے دو مشہور مقامات سے سب واقف ہیں اور غالباً وُہ اصلی اور صحیح ہیں۔ بہر حال یوسیفس کی تمام تاریخ انجیل کی تائید کرتی ہے۔ ہیرودیس اعظم اُس کا بیٹا آرکیلاس۔ ہیرودیس انتیپاس۔ ہیرودیاس اور اُس کی بیٹی سلومی۔ یوحنا اصطباغی۔ حنا۔ کائفا۔ پنطس۔ پیلاطوس۔ فیلکس اور اُس کی بیوی ڈروسلا جو یہودن تھی، ہیرودیس، اگرپہ برنیکی۔ فریسی اور صدوقی یہ تمام یوسیفس کی تاریخ میں مذکور ہیں بلکہ اُن کا ذکر اور اُن کا باہمی تعلق بھی بعینہٖ وُہی ہے جو عہدِ جدید میں مرقوم ہے۔

سیلسس ۱۸۰ء میں ایک ایپیکیورین فلاسفر گذرا ہے جو مسیحیت کا ایک نہایت زبردست مخالف تھا۔ اُس کی تصنیف "دی ٹرو ڈسکورس"[ل]

ل THE TRUE DISCOURSE.

کے جواب میں اوریجن لکھتا ہے کہ سیلسس خداوند مسیح کی جان کنی
کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اُس کا مضحکہ اُڑاتا ہے اور اُس کے
ثبوت میں مسیح کا یہ کلمہ پیش کرتا ہے "اے باپ! اگر ممکن ہو تو یہ پیالہ
مجھ سے ٹل جائے"۔ وہ مسیح کو "مصلوب مسیح" کہتا ہے اور اُن
کی بابت جنہوں نے اُسے صلیب دی تھی، یوں کہتا ہے "تم
جنہوں نے اپنے خدا کو صلیب پر کھینچا"۔ وہ مسیحی عقیدہ یعنی اس
پر کہ مسیح نے یہ مصیبت بنی نوع انسان کے فائدہ کے لئے
اُٹھائی" حملہ کرتا ہے اور خداوند مسیح کے زندہ ہونے کی حقیقت
کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ فرشتوں کی طرف اشارہ
کرتا ہے جو خداوند مسیح کی قبر پر ظاہر ہوئے اور جنہوں نے قبر پر
سے پتھر لڑھکایا تھا۔ وہ جسم کے زندہ ہونے کے متعلق مسیحیوں
کے ایمان کی بیوقوفی ظاہر کرنے کی کوشش کرتا ہے اور اُن کی تضحیک
کرتا ہے، اس لئے کہ اُنہوں نے کہا کہ "دُنیا میرے اعتبار سے
مصلوب ہوئی اور میں دُنیا کے اعتبار سے"۔ ہمارے خداوند کی
موت اور زندہ ہونے کے متعلق انجیل کے ایک مخالف کی یہ شہادت
ایک نہایت اہم بات ہے۔ اقتباس "یہودیوں اور بُت پرستوں کے
مطابق انجیل" سموئیل سٹوکس صفحہ ۴۸ SAMUEL E. STOKES
THE GOSPEL ACCORDING TO THE JEWS AND PAGANS)

ہمیں یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ اگر انسانی تاریخ میں کوئی ایسا واقعہ

ہے جس کا ثبوت موجود ہے تو وہ خداوند مسیح کی موت کا بیان ہے۔ عشائے ربّانی کے مقرر کئے جانے اور خداوند کے پاک دن کے مانے جانے سے بھی اس امر کی تائید و تصدیق ہوتی ہے۔ روٹی کا توڑنا اور پیالہ میں سے پینا، اُسی رات سے شروع ہوتا ہے جس رات یسوع پکڑوایا گیا تھا۔ اُس نے خود اس ساکرمنٹ کو مقرر کیا اور مسیحی کلیسیا میں عام طور پر مقبولیّت حاصل کرنا بھی ایک قسم سے خداوند مسیح کی موت کا یقینی اور معقول ثبوت ہے، خواہ اس رسم کے متعلق مختلف تشریحات کیوں نہ کی جائیں یا طریق عبادت ایک دوسرے سے متفرق کیوں نہ ہو۔ ایسی مسلسل روایت ایک قسم کا تاریخی ثبوت ہے جس سے انکار کرنا ناممکن ہے۔

خداوند مسیح نے فرمایا تھا کہ وہ "سبت کا مالک" ہے اور اُس نے اس حقیقت کا ثبوت یوں دیا کہ اُس کی موت اور اُس کے پھر زندہ ہونے کے بعد کلیسیا نے فوراً یہودیوں کے ساتویں روز کے بجائے ہفتہ کے پہلے دن کو پاک ماننا شروع کر دیا پس خداوند کا دن بذاتِ خود مسیح کی موت اور اُس کے جی اُٹھنے کا ثبوت ہے۔ غیر مسیحی مذاہب میں سے ہر ایک کا جداگانہ نشان ہے مثلاً کنول کی کلی۔ سواستکہ (卐) اور ہلال کے نشانات وغیرہ۔ صلیب مسیحی مذہب کا نشان ہے۔ پس وہ جو پہلے ذلت، شرم، رسوائی، جرم و خطا اور انتہائی بیچارگی اور درماندگی کا نشان تھی اب کیونکر عظمت و سرفرازی

شجاعت، شفقت اور رحمت کا نشان بن گئی۔ اس کا جواب بجز اس
کے اور کچھ نہیں کہ یہ اُس کے ذریعہ سے ہُوا جو صلیب پر کھینچا گیا
تھا۔ اُس نے ہمیں اور صلیب دونو کو اس لعنت سے مخلصی بخشی۔

آخر میں اگر اب بھی کوئی اصحاب ایسے ہوں جنہیں عہدِ جدید کی
تعلیم کی مرکزی حقیقت کے تاریخی بیان کے متعلق کچھ شک و شبہ ہو
تو ہنوز ابتدائی مسیحی یادگاریں اور آثار اور تہ خانے موجود ہیں جو زبانِ
حال سے اپنے مخصوص نشانات اور صلیب کی جانب اپنے اشارات
سے یہ صدا بلند کر رہے ہیں کہ خداوند مسیح کتابِ مقدس کے مطابق
ہمارے گناہوں کے واسطے قربان ہُوا۔

کارلائل (CARLYLE) اور ایمرسن (EMERSON) کی باہمی خط
وکتابت میں ہم دیکھتے ہیں کہ آخرالذکر نے ایک مرتبہ کارلائل کے وہ
الفاظ یاد کئے جو اُس نے اپنی ملاقات کے موقعہ پر کہے تھے یعنی "مسیح
نے صلیب پر اپنی جان دی اور اُس کے اس فعل سے اِس سامنے
کے گرجا گھر یعنی ڈنسر کور کرک کی بُنیاد رکھی گئی اور اُس نے ہم دونوں
کو باہم ملا دیا۔ امتدادِ زمانہ تو فقط باہم ملانے والا رشتہ ہے"۔

ہمیں ایمان کے ثبوت کے لئے اور کس شہادت کی ضرورت ہے؟
بے اعتقادی کی حد اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتی ہے کہ اُس نے
ایسے نظریے پیش کئے ہیں جو خداوند مسیح کی زندگی اور اُس کی موت اور
اُس کے جی اُٹھنے کی تاریخی حقیقت کی تردید کرتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

خُداوند مسیح کتابِ مُقدّس کے بموجب مرا اور دوبارہ جی اُٹھا۔ انبیا نے اُس کی موت کی پیشین گوئی کی۔ رسُولوں نے اُسے قلم بند کیا۔ تمام دینی کُتب کفّارہ پر مرکوز ہیں اور ایک مصلُوب اور زندہ نجات دہندہ کی گواہی دیتی ہیں۔ وُہ بُنیادی اور عالم گیر موضُوع جو بائبل شریف کے پیغام کا مرکز ہے اس سوال کا جواب ہے کہ گنہگار انسان پھر خُدا کے حضُور کیونکر راست باز ٹھہر سکتا ہے یعنی خُداوند مسیح کی موت کے ذریعہ سے جو ہمارا کفّارہ ہے بجُز اُس کے کوئی دُوسرا طریقہ نہیں، کوئی اور خُوشخبری نہیں، اگر یہ باطل ہے تو ہمارا ایمان بھی جس پر مسیحیّت کا دار و مدار ہے، بے فائدہ ہے کیونکہ ہمارے پاس ماسوائے اس کے اور کوئی خُوش خبری نہیں کہ خُداوند مسیح ہمارے لئے مرا اور ہماری عدالت کے لئے پھر زندہ ہُوا۔

"نہ تو ہم تیری خالی گور کے پاس کھڑے ہُوئے کہ جس میں تیرا جسم اطہر رکھا گیا، نہ ہم اُس بالا خانہ میں بیٹھے، نہ راہ چلتے ہوں کہیں ہم نے تجھے دیکھا، لیکن ہم جو فرشتوں نے کہا سر آنکھوں سے مانتے ہیں کہ "زندہ کو مُردوں میں کیوں ڈھونڈتے ہو"؟

خُداوند! تُو اپنے گاڑھے خُونی پسینے کی خاطر۔
اپنی رُوحانی جان کندنی کی خاطر۔
اپنے خار دار اور زخمی سر کی خاطر۔
اپنی اشک بار آنکھوں کی خاطر۔

اپنے توہین اور طنز آمیز کلمات سے پُر کانوں کی خاطر۔
اپنے پت اور سرکہ سے نم دہن کی خاطر۔
اپنے اُس چہرہ کی خاطر جس پر تھُوکا گیا تھا۔
اپنی اُس گردن کی خاطر جو صلیب کے بار سے خم ہو رہی تھی۔
اپنی اُس کمر کی خاطر جو کوڑوں کی مار سے زخمی ہو رہی تھی، اپنے مجروح ہاتھ اور پاؤں کی خاطر جس سے آب و خُون رواں تھے، اپنے زخمی بدن کی خاطر جس سے جُوئے خُون جاری تھی۔
اپنے بندے کی بدی کو مُعاف فرما اور اُس کے تمام گناہوں کی پردہ پوشی کر۔

Scanned with CamScanner

باب سوم

اُنہوں نے اُس کی آنکھیں بند کیں

(لُوقا ۲۲: ۶۴ ۔ مرقس ۱۴: ۶۵ ۔ متی ۲۶: ۶۸)

تاریخ کے مطابق خُداوند مسیح کا دُکھ اُٹھانا ایک دیرینہ واقعہ ہے۔ وُہ ایک مرتبہ گناہوں کی خاطر مر چکا اور ہر روز نہیں مرتا۔ موت کا اب اُس پر کوئی اختیار نہیں لیکن رُوحانی طور سے اُس کا دُکھ برابر برقرار ہے۔ رُوحانی طور سے وُہ انسان کی ماہیت میں ہر روز دُکھ اُٹھاتا ہے۔ ہم اُسے از سرِ نو صلیب پر کھینچتے ہیں۔ ہم مننوا تو خُداوند مسیح سے سرکشی و رُوگردانی کرتے ہیں، اُسے فراموش کرتے، اُس کا اِنکار کرتے، اُس کی آنکھیں بند کر کے اُس پر تھوکتے ہیں، اُسے کوڑے مارتے، اُس کا مضحکہ اُڑاتے اور اُسے صلیب دیتے ہیں۔

اُس کے دُکھ اُٹھانے کا ہر ایک واقعہ کسی خاص بات کا نشان ہے "جب وُہ کتابِ مُقدّس کے بمُوجب مرا" تو ہم سب وہاں گویا رُوحانی طور سے موجُود تھے۔ "مَیں مسیح کے ساتھ مصلُوب ہُوا ہُوں"۔ ہوراشیس بونر (HORATIUS BONAR) نے ہم سب کی طرف سے کیا خُوب اور سچ کہا ہے:۔

"مَیں ہی تو تھا جس نے مسیح کا خُونِ پاک بہایا اور اُسے صلیب

پر کیلیں جڑیں۔

ہاں۔ مَیں ہی تو تھا جس نے خُدا کے مسیح کو صلیب دی اور اُس کے ٹھٹھا کرنے والوں میں شامل ہُوا۔

مَیں محسُوس کرتا ہُوں کہ اُس غوغائی انبوہِ کثیر میں مَیں بھی ایک ہُوں اور اُن ناشائستہ اور کرخت آوازوں کے درمیان مَیں اپنی آواز خُوب پہچانتا ہُوں۔

صلیب کے چوگرد مَیں ایک بڑا مجمع دیکھتا ہُوں جو اُس ستم رسیدہ شخص کی آہ پُردرد کا تمسخر کرتا ہے لیکن وُہ مجھے اپنی ہی آواز معلُوم پڑتی ہے۔ گویا اکیلا مَیں ہی ہُوں جو اُس کا مضحکہ اُڑا رہا ہُوں"۔

اور جو آدمی خداوند یسُوع کو گرفتار کئے ہُوئے تھے اُس کو ٹھٹھے میں اُڑاتے اور مارتے تھے اور اُس کی آنکھیں بند کر کے اُسے یہ کہہ کر پُوچھتے تھے نبوّت سے بتا تجھے کس نے مارا؟ تب بعض اُس پر تھُوکتے اور اُس کا مُنہ ڈھانکتے اور اُس کے مُکّے مارتے اور اُسے کہتے "نبوّت کی باتیں سُنا اور پیادوں نے اُسے طمانچے مار مار کے اپنے قبضے میں لے لیا"۔

دُنیا کے مشہُور اور نامور مصوّروں نے بجُز اس خاص واقعہ کے خُداوند مسیح کے دُکھ اُٹھانے کے دیگر تمام واقعات کی تصویر کھینچی ہے لیکن یہ نظارہ اس قدر ہولناک اور پُرمعنی ہے کہ حیرت ہوتی ہے کہ کسی مصوّر کے مُوئے قلم نے کیوں اس عجیب و غریب نظارہ

کے معانی کی گہرائی کا نقشہ نہیں کھینچا۔ صبح صادق سے پیشتر کا عالم
ہے اور کائفا کے محل کا صحن تمام جگہ ماہتاب کی روشنی سے منور ہو
رہا ہے اور آگ جو حاضرین کو گرم رکھنے کے لئے روشن کی گئی ہے صحن
میں چہار سُو اپنے شعلوں کا عکس پھینک رہی ہے۔ عین درمیان میں چشم
بستہ خُداوند مسیح کو بٹھایا گیا ہے۔ اُس کے چوگرد ایسے لوگوں کا مجمع ہے
جو اپنی نفرت کے باعث بالکل اندھے ہو رہے ہیں۔ اس مجمع کے بعض
عُنصر کا غالباً سنہیڈرم کے خدمت گذار اور سردار کاہن کے بھاڑے
کے ٹٹو تھے اور غالباً سب خُداوند مسیح کے ہم قوم ہی ہوں گے۔ بعض نے
اُن میں سے ضرور خُداوند مسیح کو دیکھا ہوگا اور اُس کا کلام بھی سُنا ہوگا اور
شاید اُس کے معجزات کا بھی مشاہدہ کیا ہوگا۔ باغ گتسمنی میں وُہ اُس
کی نگاہ سے گریز کرتے رہے لیکن یہاں وُہ اُس کی آنکھیں بند کر کے
اُس کا مضحکہ اُڑا رہے ہیں۔ آہ! اُن کے دِلوں پر کس قدر ظلمت طاری
ہو گئی ہوگی جو اُنہوں نے ایسا کیا اور خُداوند مسیح کے ساتھ ایسا سلوک
جائز قرار دیا۔ آہ! کیا یہ محبّت اور صداقت کا انتہائی عدمِ احساس
نہیں؟ اور کیا یہ پاکیزگی کے حُسن و جمال کی طرف کور چشمی اور اندھا پن
نہیں۔ مقامِ صد افسوس ہے کہ یہ شرمناک سلوک اُنہوں نے اُس
یسُوع ناصری کے ساتھ کیا جس نے یروشلیم میں ایک نابینا شخص
کو بینائی بخشی تھی۔ اُنہوں نے اُس کی آنکھوں پر پٹی باندھی۔ کیا
ملخس بھی اُن کے درمیان تھا اور کیا کائفا نے اس میں حِصّہ لیا

تھا۔کیا مقدّس پطرس نے باہر جاکر زار زار رونے سے پیشتر اس نظّارہ کو دیکھا تھا؟ بعد میں اُس نے اِس خوفناک رات کا حال بیان کیا جب وُہ آگ تاپ رہا تھا لیکن اُس کی رُوح کانپ رہی تھی۔

"کیونکہ مسیح بھی تمہارے واسطے دُکھ اُٹھاکر تمہیں ایک نمونہ دے گیا ہے..... اور نہ اُس کے مُنہ سے کوئی مکر کی بات نکلی نہ وُہ گالیاں کھاکر گالی دیتا تھا اور نہ دُکھ پاکر کسی کو دھمکاتا تھا بلکہ اپنے آپ کو سچّے انصاف کرنے والے کے سپُرد کرتا تھا...اور اسی کے مار کھانے سے تُم نے شفا پائی"۔

ہاں مقدّس پطرس نے کُچھ فاصلے پر سے ضرُور اُس کا مشاہدہ کیا ہوگا، کیونکہ اُس واقعہ کی شرمندگی اور جان کنی سے اُس کا دِل نہایت افسردہ و بے قرار تھا۔ خُداوند یسُوع کی آخری نگاہ پیشتر اس سے کہ اُس کی آنکھیں باندھی گئیں، پطرس پر تھی جس نے ملازمین کے رُوبرُو اپنے خُداوند کا اِنکار کیا تھا۔

خواہ خُداوند مسیح کی موت اور اُس کے دُکھ اُٹھانے کا بیان کتنا ہی مُختصر کیوں نہ ہو ہم اس بُزدلی، ظُلم اور بعید از عقل اور غیر واجب حسد کا اندازہ لگا سکتے ہیں جو ہمارے نجات دہندہ کے ساتھ روا رکھے گئے۔ کیا وجہ تھی کہ اُنھوں نے اُس کی آنکھوں پر پٹّی باندھی؟ کیا اس کی یہ وجہ نہ تھی کہ اُس کی آنکھوں میں اُن کی

بے اعتقادی کے باعث ایک پاکیزہ استعجاب اور اُن کی جہالت کے سبب ترس موجود تھا لیکن باوجود اس کے اُن سے ایک ایسا نُور روشن تھا جو شعلۂ نار بن کر اُن کے ضمیروں کو جلا رہا تھا اور اُس کو رُو برُو دیکھنے کی تاب نہ لا سکے۔ پس بقول مقدس مرقس "بعض نے اُس پر تھوکنا شروع کیا" بعض نے "جب اُسے ٹھٹھوں میں اُڑا چکے تو اُس پر سے ارغوانی چوغہ اُتار کر اُسی کے کپڑے اُسے پہنائے"۔ اُن کی بزدلی کا مقابلہ فقط اُن کا حسد کر سکتا تھا۔ اُنہوں نے اُسے مارا اور اُنہوں نے اُسے ٹھٹھوں میں اُڑایا اور "اُنہوں نے طعنے اور بہت سی باتیں اُس کے خلاف کہیں"۔

اُن کا حسد بعید از عقل اور غیر واجب تھا۔ اُنہوں نے ایسے موقع پر ثبوت کے لئے اصرار کیا، جہاں ثبوت کی کچھ ضرورت ہی نہ تھی۔ اُنہوں نے نبوت کا فال گوئی سے مقابلہ کیا اور چشم بستہ قیدی اور عاجز یسوع مسیح کو تھپڑ مار مار کر چاہا کہ وہ اُن کی مُتفقہ تحقیر کے متعلق جداگانہ طور پر بتائے اور اس طریق سے اُنہوں نے نبوت کی کسرِ شان کی۔ اُنہوں نے کہا "نبوت سے ہمیں بتا کہ تجھے کس نے مارا؟ کسی ایک شخص نے اُسے نہیں مارا تھا بلکہ ایک قوم اور تمام انسانی نسل نے اُسے مارا تھا۔ "وہ مردِ غمناک اور رنج کا آشنا ہوا اور لوگ گویا اُس سے رُوپوش تھے"۔ یا گویا جب ہم آپ اُس سے رُوپوش نہ ہو سکے تو ہم نے اُس کی آنکھوں پر پٹی باندھی اور

Scanned with CamScanner

اُس کے چہرے کو چھپا دیا۔

زمانوں کی بے اعتقادی اُور کُفر اِس واقعہ سے وابستہ ہے، بعض ہمیشہ سے ڈرتے رہے ہیں اُور اِس وجہ سے اُنہوں نے خُداوند مسیح کے چہرے کو دیکھنا نہ چاہا۔ تاریخ سے ظاہر ہوتا ہے کہ لوگ خُداوند مسیح کا اقرار کرنے سے یہ کہہ کر گریز کرتے رہے ہیں کہ وُہ محض ایک افسانہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ پس اس لئے اُنہوں نے اُس کے چہرے پر نگاہ کرنے سے اِنکار کیا۔ کس قدر مشہور تاریخیں اُور مدارس کی درسی کُتب محض ایک نامکمل اُور سرسری سے بیان سے خُداوند مسیح کی آنکھوں پر پٹّی باندھتی ہیں۔

بے اعتقادی بائبل کے اوراق کو بند کر کے آنکھوں پر پٹّی باندھتی ہے اُور اس طور سے اُس کے مُبارک پیغام کو بچّوں تک پہنچنے سے روکتی ہے یا یہ کہہ کر اُسے الماری کے تختہ پر پڑا رہنے دیتی ہے کہ "یہ ایک مُستند تصنیف ہے جس کے متعلّق سب کو علم ہے لیکن کوئی اِس کا مطالعہ نہیں کرتا"۔ لوگ منبروں پر سے اُور اپنے بدعت آمیز خیالات کی نشر و اشاعت سے خُداوند مسیح کی آنکھوں پر پٹّی باندھتے ہیں اُور بعدازاں اُس کے نبوّتی منصب اُور اُس کے مسیحائی جلال کا مضحکہ اُڑاتے ہیں۔ جب کُفر اُور الحاد مُنجّیِ عالمیان کی آنکھوں پر پٹّی باندھ چکتے ہیں تب وُہ اُس کے مُنہ پر تھپیڑ مارتے ہیں۔ والٹیر (VOLTAIRE) نیٹشے (NIETZSCHE) اُور رینن (RENAN) بیسل (BASEL)

پین (PAINE) انگرسول (INGERSOLL) اُور اسی قماش کے دیگر اشخاص نے جو حالانکہ مذکورہ بالا ملحدین کی مانند مشہور نہ تھے لیکن تو بھی عقائد میں اُن کے ہم زبان اُور ہم خیال تھے، اِس امر پر اتفاق کیا ہے کہ پہلے خُداوند مسیح کی آنکھ پر پٹی باندھیں اُور پھر اُس کی اُلوہیت کا انکار کریں یعنی اِس سے پیشتر کہ وُہ اُس کے جلال اُور اُس کی عظمت پر حملہ کریں اُس کے چہرہ کو چھپا دیں۔

شہر تھیگیور (THE GUIR) رینن کا زاد بوم ہے اُور ایک خانقاہ سے متعلّق قدیم شہر ہے۔ اس کے باشندے نہایت نیک اُور دین دار ہیں۔ وُہ جوڈی دریا کے ساحل پر ایک کوہ پر واقعہ ہے۔ عین لبِ دریا ایک ایسے مقام پر جس پر ہر راہ گُذرنے والے کی نظر یک دم پڑتی ہے سفید پتّھر کی ایک موری بنی ہے جس میں پُورے قد کے تین صلیب نصب ہیں اُور درمیانی صلیب کے نیچے تین زبانوں میں یہ الفاظ کندہ ہیں :-

"یہ آدمی بے شک خُدا کا بیٹا تھا"۔ اس کلوری کے متعلّق قصّہ مشہور ہے کہ جب رینن کی شان میں اُس کا بُت شہر کے کیتھیڈرل کے قُرب میں نصب کیا گیا تو بعض نے اپنے اظہارِ ناراضگی کے لئے اس کلوری کو بنوایا تھا۔

اس چشم بستہ خُداوند مسیح کی تصلیب کا انجیلی بیان نہایت دردناک ہے اُور اس کا مطالعہ کرتے ہُوئے دِل کو بہُت رنج اُور صدمہ

ہوتا ہے لیکن جب اس بات پر غور کرتے ہیں کہ کس طرح اُنیس ۱۹ صدیوں تک برابر لوگ اُسے چشم بستہ کر کے ٹھٹھوں میں اُڑاتے رہے ہیں تو ہمارے غم والم کی کوئی انتہا نہیں رہتی۔ نیٹشے کے مندرجۂ ذیل الفاظ سے بڑھ کر کفر آمیز اور رنج آلود الفاظ اور کیا ہو سکتے ہیں: "وہ انجیل یا خوشخبری" کا خاتمہ صلیب پر ہو گیا۔ وہ جو اُس کے بعد انجیل کہلائی وہ اُس انجیل کے برعکس تھی جو خداوند مسیح کی زندگی سے وابستہ تھی۔ درحقیقت وہ بد اور منحوس خبر تھی"۔ حالانکہ نیٹشے بعض اوقات خود خداوند مسیح کی ذات کے متعلق نہایت مشفقانہ طریق سے اشارہ کرتا ہے اور شاذ و نادر ہی "یہودیوں کے اس مختصر سے فرقہ کے بانی" کی مذمت کرتا ہے لیکن تو بھی وہ مسیحیت کے نام سے اور پولوس رسول کے نام سے جو انجیل جلیل کا مبشر تھا سخت متنفر تھا۔

کفر و بے دینی کا حسد عصر حاضرہ میں بھی ٹھیک ویسے ہی نمایاں ہے جیسے کائفا کے کمرۂ عدالت میں تھا۔ لوگ خداوند مسیح سے گریز نہیں کر سکتے۔ اُس کا چہرہ ازبس جاذبِ توجہ ہے۔ اُس کی آنکھیں شعلۂ آتش کی مانند ہیں یا تو وہ انسان کو اپنی جانب کھینچ لیتا ہے یا وہ اُس سے بالکل دُور ہو جاتا ہے۔ خداوند مسیح کا یہ وصف خصوصی زمانہ گذشتہ کی طرح اب تک برقرار ہے۔

"کیا یہی وہ چہرہ ہے جس کی دہشت سے سرافیم عالمِ بالا پر

اپنا مُنہ چھُپا لیتے ہیں؟ کیا یہی وُہ چہرہ ہے جس پر کوئی داغ یا جھُری نہیں۔ ہاں! وُہ چہرہ جو محبّت کا چہرہ ہے؟ بلاشک یہی وُہ چہرہ ہے جو گو اب بدنما اُور بے بھان ہے تاہم تمام مخلوقات کی محبّت کے لئے شگفتی ہے جس سے محبّت الٰہی کا اقتضا پُورا ہوگیا ہے۔ ہاں! وُہ چہرہ خُداوند یسُوع مسیح کا چہرہ پاک ہے۔"

عہدِ عتیق کے مُقدّسین ازبس آرزُومند تھے کہ خُدا کے جلال کا دیدار اُس کے خُداوند مسیح کے چہرے سے حاصل کریں۔ یہی مُوسے کی دُعا تھی۔ یہی داؤد کی اُمید تھی۔ یہی یسعیاہ کی تمنّا تھی۔ "کب تک تُو اپنا مُنہ مجُھ سے چھپائے گا؟" "اپنے بندے کو اپنے چہرہ کا جلوہ دِکھلا۔" "اپنے ممسُوح کے چہرے کو مت پھرا۔" "مجُھ سے مُنہ نہ موڑ نہیں تو مَیں اُن کی مانند ہو جاؤں گا جو گڑھے میں گرتے ہیں"۔ جب یسعیاہ نے اُس کا جلال دیکھا اُور اُس کی مُصیبت کا بیان کیا تو اُس نے اُس خوفناک دِن کی پیشین گوئی اِن الفاظ میں کی۔

"مَیں اپنی پیٹھ مارنے والوں کو دیتا اُور اپنے گال اُن کو جو بال کو نوچتے ہیں۔ مَیں اپنا مُنہ رسوائی اُور تھُوک سے نہیں چھپاتا" "وُہ مردِ غمناک اُور رنج کا آشنا ہُوا۔ لوگ اُس سے گویا رُوپوش تھے"۔ "بلکہ تُمہاری بدکاریاں تُمہارے اُور تُمہارے خُدا کے درمیان جُدائی کرتی ہیں اُور تُمہارے گناہوں نے اُسے تُم سے رُوپوش کیا"۔ "اُنہوں نے اُس کی آنکھوں پر پٹّی باندھی" اُور شاید یسعیاہ

کی پیشین گوئی یُوں پُوری ہُوئی "اندھا کون ہے مگر میرا بندہ؟ اور کون ایسا بہرہ ہے جیسا میرا رسُول جسے مَیں بھیجوں گا۔ اندھا کون ہے جیسا کہ وُہ جو کامل ہے اور خُداوند کے خادم کی مانند اندھا کون ہے؟"

جب ہم ایسے الفاظ پر غور کرتے ہیں تو اُس وقت ہم اندازہ لگا سکتے ہیں کہ خُداوند یسُوع کیسی سخت مُصیبت اور تکلیف کی حالت میں سے گذرا ہوگا جب اُس نے چشم بستہ ہو کر عمداً و قصداً و بیدینی و جہالت کا شخصی تجربہ حاصل کیا ہوگا۔ بے دینی اور کُفر کی بے اعتقادی کوئی نئی بات نہیں۔ زمانوں کے شرُوع سے لوگ انبیائے کرام سے جنہوں نے خُدا کی شہادت دی ہے، ایسے ثبُوت طلب کرتے رہے ہیں جو آج تک اس چرخِ کہن کے نیچے کبھی کسی بات کے لئے طلب نہیں کئے گئے۔ جب کبھی یہ کہا گیا ہے کہ خُداوند مسیح پر ایمان لاؤ تو اس قِسم کے سوالات کا انبار لگ جاتا ہے مثلاً اُس کے مُعجزات کہاں ہیں؟ کیا وُہ کوئی نشانات ظاہر کرتا تھا؟ ہم کیوں اُس کے کلام پر ایمان لائیں؟ کیا اُس کی کوئی پیشین گوئی پُوری ہُوئی ہے؟ ہمارے پیغام پر کون اعتقاد لایا اور خُداوند کا بازو کس پر ظاہر ہُوا؟"

ہم یا تو خُداوند مسیح سے مُنہ پھیر لیتے ہیں یا خُود اُسے چشم بستہ کر دیتے ہیں اور یُوں قائل ہُوئے بغیر یا اطمینانِ کُلّی حاصل کئے بغیر

رہ جاتے ہیں ۔سردار کاہن کے ملازموں نے کچھ نہ دیکھا تھا لیکن اُس کی ایک نگاہ نے مُقدّس پطرس کی ضمیر پر ایسا اثر کیا تھا کہ وُہ نہایت رنجیدہ اَور نادم ہو گیا تھا۔اُس کے لئے توبہ ممکن ہُوئی کیونکہ اُس نے خُداوند مسیح کی آنکھوں پر پٹّی نہ باندھی تھی اَور اسی طرح برابر ہوتا چلا آیا ہے۔جیرمی ٹیلر (JEREMY TAYLOR) نے بھی اپنے وعظ میں جو مُقدّسین کے ایمان اَور صبر کے متعلّق ہے اسی خیال کو مدِّنظر رکھا ہے۔

"اُس کی موت دفعتہً اَور یک بارگی نہ ہُوئی بلکہ وُہ ایک برّہ تھا جو دُنیا کے شرُوع سے ذبح کیا گیا تھا، کیونکہ وُہ مقدّس ہابیل میں قتل کیا گیا تھا۔ وُہ نُوح کی صُورت میں سُمندر کی لہروں سے ٹکرایا گیا تھا۔جب ابرہام اپنے شہر سے بُلایا گیا اَور وہاں سے نکل کر آوارہ پھرا تو مسیح ہی اُس کی ذات میں پھرتا رہا۔ اضحاق کی صُورت میں قُربانی کے لئے نذر کیا گیا۔یعقُوب کی صُورت میں ستایا گیا۔ یُوسف کی صُورت میں بیچا گیا۔سمسُون کی صُورت میں اندھا کیا گیا۔مُوسیٰ کی صُورت میں اُس کی توہین ہُوئی یسعیاہ کی صُورت میں آرے سے چیرا گیا۔یرمیاہ نبی کی صُورت میں کنُوئیں میں ڈالا گیا کیونکہ یہ سب مسیح کی مُصیبت کے نمونے اَور نشان تھے۔پھر اُس کا دُکھ اُس کے زندہ ہونے کے بعد جاری رہا کیونکہ وُہی اپنے بندوں کی ذات میں ستایا جاتا ہے۔وُہی تمام بدکاروں

کے انکار کی برداشت کرتا ہے۔ وُہی زندگی کا مالک ہے جو اپنے
خادموں کی مُصیبت اور تکلیف، سرکشوں کی بغاوت، منحرفوں اور
مُنکروں کے انکار اور ظالموں کے ظُلم، غاصبوں کی بے انصافی اور
کلیسیا کی ایذارسانی کے وقت بے عزّت کیا جاتا اور دوبارہ
صلیب پر کھینچا جاتا ہے۔ مُقدّس ستفنسؔ میں وُہی پتھراؤ
کیا گیا۔ مقدّس برتلمائی کی صُورت میں اُسی کی جلد کھینچی گئی۔ مُقدّس
لارنس کی صُورت میں وُہی آگ کے شعلوں پر بریاں کیا گیا۔ مُقدّس
اگنیشیُس (IGNATIUS) کی ذات میں وُہی شیروں کے آگے ڈالا گیا۔
پولی کارپ کی صُورت میں جلایا گیا اور وُہی اُس جھیل میں سردی کے
باعث یخ ہو گیا جہاں کپدُوکیہ کے چالیس شہید کھڑے کئے گئے
تھے۔ مُقدّس ہلیری (St. HILARY) کا قول ہے کہ خُداوند مسیح
کی موت کی ساکرمینٹ ہرگز پُوری نہیں ہو سکتی تھی جب تک انسانیت
کے تمام مصائب برداشت نہ کئے جاتے۔

پس اگر ہمارے زمانہ میں بھی لوگ ہمارے مُنجّی کو رُوپوش کرتے
یا اُس کو بے عزّت کرتے اور اُس کا مضحکہ اُڑاتے ہیں تو ہمیں یہ دیکھ
کر حیرت زدہ نہیں ہونا چاہیئے۔

ہر نیا مذہب یا فلسفۂ جدید جو لوگوں کو انجیل سے مُنحرف کرتا ہے
تب ہی کامیاب ہوتا ہے، جب پہلے خُداوند مسیح کو رُوپوش کر لے۔
وُہ جو اُس کی آنکھوں میں ایک بار دیکھ لیتے ہیں اُنہیں کسی اور

نُور کی ضرُورت نہیں رہتی۔ وُہ جنہوں نے اُس کے چہرے کا دیدار حاصل کر لیا، کسی اَور ہادی اَور راہنما کی پیروی کرنا پسند نہیں کرتے۔ "اگر ہماری خُوش خبری پر پردہ پڑا ہے تو ہلاک ہونے والوں ہی کے واسطے پڑا ہے یعنی اُن بے ایمانوں کے واسطے جن کی عقلوں کو اس جہان کے خُدا نے اندھا کر دیا ہے تاکہ مسیح جو خُدا کی صُورت ہے، اُس کے جلال کی صُورت کی روشنی اُن پر نہ پڑے کیونکہ ہم اپنی نہیں بلکہ یسُوع مسیح کی منادی کرتے ہیں کہ وُہ خُداوند ہے اَور اپنے حق میں یہ کہتے ہیں کہ یسُوع کی خاطر تمہارے غلام ہیں، اس لئے خُدا ہی ہے جس نے فرمایا کہ تاریکی میں سے نُور چمکے اَور وُہی ہمارے دِلوں میں چمکا تاکہ خُدا کے جلال کی پہچان کا نُور یسُوع مسیح کے چہرے سے جلوہ گر ہو۔"

وُہ جو عقل کی آنکھیں بند کر کے تاریکی میں چلتے ہیں، اکثر اوقات خود پہلے خُداوند مسیح کو رُوپوش کرنے سے روشنی کو چھپا دیتے ہیں۔ خواہ اِن الفاظ یعنی "دُنیا کے سردار" کا مطلب کُچھ ہی ہو لیکن اس میں یقیناً وُہ شیطانی اختیار ضرُور شامل ہے جو لوگوں کو ہمارے نجات دہندہ کے جلال کا مشاہدہ کرنے سے باز رکھتا ہے اَور وُہ زمانہ کی اُس رُوح سے متعلق ہے جو بدعتی خیالات دُنیاداری کے مسائل اَور عقیدے، عیارانہ چالیں اَور فتنہ سازیاں، نجس اَور ناپاک تحریکیں اَور مروجّہ عقائد جو زمانہ میں شک و شبہ اَور کُفر و بے دینی کا ماحول پیدا کر کے ایمان کی بیخ کنی کرتی ہے۔ کور باطنی بے دینی کا پیش رو بلکہ اُس کا سبب ہے۔ کور باطنی انجیل بمہ

Scanned with CamScanner

پردہ ڈالنے، خُدا کے صریح اور روشن کلام کو پیچیدہ بنانے اور صداقت کی جانب سے آنکھیں موند لینے کا نتیجہ ہے۔ خُداوند مسیح نے فرمایا ہے "مَیں دُنیا میں عدالت کے لئے آیا ہُوں تاکہ جو نہیں دیکھتے وُہ دیکھیں اور جو دیکھتے ہیں وُہ اندھے ہو جائیں۔"

پھر ایک مرتبہ چشم بستہ خُداوند مسیح کی اُس دردناک تصویر پر غور کرو جو سینہیڈرن کے بدمعاشوں کے درمیان کھینچی گئی ہے۔ اس چہرہ پر نظر کرو جو صبحِ صادق اور اُلوہیّت کے نُور سے منوّر ہے لیکن چشم بستہ ہے اور تھپڑوں کی مار سے اُس کے سُرخ رُخساروں سے جوُئے خُون جاری ہے۔ زبُور نویس فرماتا ہے، اپنے مسیح کے مُنہ پر نگاہ رکھ اور یہاں پر ہم اُس کے چہرے کو مُصیبت زدہ نجات دہندہ کی اصلی صُورت میں دیکھتے ہیں۔

دیکھو وُہ مردِ غمناک جو مارا کُوٹا ستایا ہُوا، ذلیل کیا ہُوا اور بندھا ہُوا ہے لیکن اپنی زبان سے ایک آواز تک نہیں نکالتا اور جان نثاری کی خاموشی نے اُس کے لبوں پر مُہر سکُوت لگا دی ہے۔ "ہمیں نبوّت سے بتا کہ کس نے تجھے مارا"۔ اس آیت کا جواب ہم اپنے دِلوں سے طلب کریں۔ خُداوند مسیح نے فقط اس لئے مُصیبت نہ اُٹھائی کہ ہمیں گناہ اور اس کی لعنت سے رہا کرے بلکہ وُہ دُکھ اُٹھا کر ہمیں ایک نمونہ دے گیا ہے تاکہ اُس کے نقشِ قدم پر چلیں۔ اپنی مصلُوبیّت کے ایک ایک واقعہ سے

Scanned with CamScanner

دُنیا کا صلیب بردار ہمارے کانوں میں یہ کہہ رہا ہے کہ "میری پیروی کرو، جُرأت اَور دلیری کے ساتھ زندگی گذرانو اَور ہر ایک مُصیبت کا بغیر گڑگڑائے، کمال عاجزی اَور بُردباری کے ساتھ مقابلہ کرو۔ رنج و الم اَور غُصّہ و غضب، دِل شکن زجر و توبیخ کو خُوشی سے قبُول کرو۔ اپنے عیب لگانے والوں کے سامنے خاموش کھڑے رہو۔ انجیل اَور میری خاطر دلیری سے برداشت کرو۔ میرے ساتھ ناکامیابی کے پیالہ میں سے پینے سے انکار نہ کرو جو اکثر اوقات جامِ موت سے بھی تلخ تر ہوتا ہے یعنی تضحیک کی جان کنی جو مَوت کی جان کنی سے بھی زیادہ پُر درد اَور الم ناک ہوتی ہے۔"

جب ہم عدالت کے کمرے اَور چشم بستہ خُداوند مسیح پر نظر ڈالتے ہیں اَور دیکھتے ہیں کہ کس طرح اُس نے اُن گنہگاروں کی مخالفت اَور توہین کی برداشت کی تو اُس وقت ہم اپنی ملامت اَور حقارت کو برداشت کرنے میں پست ہمّت اَور آزُردہ خاطر نہیں ہوں گے۔ "جب میرے سبب لوگ تمہیں لعن طعن کریں گے اَور ہر طرح کی بُری باتیں تمہاری نسبت ناحق کہیں گے تو تم مُبارک ہو گے۔ خُوشی کرنا اَور نہایت شادمان ہونا، کیونکہ آسمان پر تمہارا اجر بڑا ہے۔ اس لئے کہ لوگوں نے نبیوں کو بھی جو تم سے پہلے تھے اسی طرح ستایا تھا۔" یہ آخری اَور سب سے عظیم خُوشخبری ہے۔ ہاں یہ

Scanned with CamScanner

اُن کی خوشخبری ہے جو مسیح کی از ابتدا تا انتہا پیروی کرتے ہیں یعنی گتسمنی سے لے کر گلگتھا تک۔

خُدا کے دوستوں کی خفیہ جماعت میں شریک ہونے کی پہلی شرط یہ ہے کہ ہم دُنیا کی مسندِ عدالت کے سامنے اُس کے ہمراہ کھڑے ہوں اور دُنیا کے مذہب اُس کی تہذیب اور اُس کے اختیار و حکومت کے ہاتھوں کبھی تو اُس کے ساتھ ٹھٹھوں میں اُڑائے جائیں، کبھی اُن کی خوشنودی بھی حاصل کر لیں اور کبھی باہمی غلط فہمیوں کا بھی شکار ہو جائیں۔ حکمتوں کے ہاتھوں جن کو دُنیا نے حقیقت کو موردِ الزام ٹھہرانے کے لئے معیار مقرر کر رکھا ہے۔ جب ہم یہ اعلان کرتے ہیں کہ دُنیا اس قابل نہیں کہ وہ ہمیں وُہ حقیقی بادشاہت دے سکے جس کی ہم تلاش کر رہے ہیں اُس وقت ہم دُنیا کی ہمدردی کھو بیٹھتے ہیں اور اُس کی حسِ مُشترک کی توہین کرتے ہیں۔ وُہ مسندِ عدالت کے رُوبرُو اس خیال کے ساتھ داخل ہوتی ہے کہ ہماری طبیعت کے سرکش عنصر کے ساتھ عقلمندی سے پیش آئے گی اور ہماری بیوقوفی کی برداشت کرے گی۔ پھر جہالت کاہلی اور بُزدلی بڑی تسکین سے ہمیں ملامت کرتی ہیں جس طرح سے کہ اُنہوں نے اوّل اور واحد بے عیب ہستی کی کی تھی۔ (اقتباس از "دی پاتھ اوف ایٹرنل وزڈم"
تصنیف جان کارڈ ڈیلیئر۔

باب چہارم

"اُنہوں نے یسُوع کو باندھا۔ اُنہوں نے اُس کے مُنہ پر تھُوکا"

خُداوند یسُوع مسیح اپنی صلیب اُٹھا کر عین اُسی طرح لے گیا جس طرح اضحاق پہاڑ پر لکڑیاں لے گیا۔ خُداوند یسُوع اُسی طرح باندھا گیا جس طرح اضحاق باندھا جا کر مذبح پر رکھا گیا" اور جب وُہ اُس مقام پر جس کی بابت خُدا نے اُس سے کہا تھا پہنچے، تب وہاں ابرہام نے ایک قُربان گاہ بنائی اور لکڑیاں چُنیں اور اپنے بیٹے اضحاق کو باندھا اور اُسے قُربان گاہ پر لکڑی کے اُوپر رکھ دیا۔" (پیدائش ۲۲: ۹) پس اہل یہُود کا اضحاق کی اُس قُربانی کو اس قدر اہمیّت دینا اور ہر سال نہایت سنجیدہ طور سے کوہِ موریا کے اس واقعہ کی یاد کو تازہ رکھنا بلا وجہ نہ تھا۔ راسخ الاعتقاد یہُودیوں کا عقیدہ اُن کے نئے سال کی مقررّہ ترتیبِ نماز میں مرقُوم ہے اور وُہ مندرجہ ذیل ہے:۔

"اَے خُداوند خُدا تُو ہمارے حق میں اپنا وُہ وعدہ یاد فرما جو تُو نے ہمارے باپ ابرہام سے کوہ موریا پر کیا تھا۔ اُس کی اُس محبّت پر غور فرما جو اُس سے اُس وقت ظاہر ہُوئی جب اُس نے اپنے بیٹے

اضحاق کو باندھ کر قُربان گاہ پر رکھا۔ اُس نے اپنی مہرِ پدری کو ضبط کیا تاکہ تیری مرضی اپنے تمام دِل سے بجالائے۔ اِسی طرح تیری محبّت تیرے اُس قہر کو جو ہمارے خلاف بھڑکتا ہے فرو کرے اور تیری بڑی خُوبی کے باعث تیرا غضب وعتاب تیری قوم، تیرے شہر اور تیری میراث کی طرف سے ہٹ جائے۔ آج تُو اُس کی اولاد کے حق میں اضحاق کا باندھا جانا یاد کر۔" ڈاکٹر میکس لینڈسبرگ (DR. MAX LANDSBERG) فرماتے ہیں۔" زمانہ کی رفتار کے ساتھ **عقیدہ** کی اہمیت بھی بہت بڑھ گئی ہے۔ ہگادیسی (HAGGADISTIC) کُتب میں اس کی جانب بے شمار اشارات موجُود ہیں۔ اسی کی بنا پر مغفرت کے حقُوق قائم کر کے روزانہ نمازِ صبح میں درج کئے گئے۔ جرمن یہُودیوں کے توبہ کے ایّام کی نمازوں پر ایک اور حِصّہ کا اضافہ کیا گیا جو **عقیدہ** کے نام سے نامزد ہے"۔

کیا یہ دُعا خُداوند مسیح کے زمانہ میں رائج تھی؟ اکثر اوقات قُربانیاں مذبح کے سینگوں سے باندھی جاتی تھیں اور ذبیحہ کے باندھے جانے کے موقع پر خاص رسُوم ادا کی جاتی تھیں۔ ہیکل کی قُربانیوں سے متعلّق خواہ کُچھ ہی رسُوم رائج ہوں، لیکن ممکن ہے کہ جب خُداوند یسُوع کو باغ گتسمنی سے باندھ کر لے جا رہے تھے تو اُس کے شاگردوں کو یہ خیال گُزرا ہو کہ "**خُدا کا برّہ**" اُس عظیم الشان قُربانی کے لئے لے جایا جاتا ہے، اضحاق کی قُربانی جس کا محض ایک نمونہ تھی۔

تین انجیل نویس بالخصوص خُداوند مسیح کے باندھے جانے کا ذکر کرتے ہیں اور پیلاطُس کے رُوبرُو باندھے جانے کا تکرار بیان کرتے ہیں۔ یُوحنّا مقدمہ سے پیشتر کا بیان کرتے ہُوئے یُوں رقم طراز ہے "تب سپاہیوں اور اُن کے صُوبہ دار اور یہُودیوں کے پیادوں نے یسُوع کو پکڑ کر باندھ لیا اور پہلے اُسے حنّا کے پاس لے گئے کیونکہ وُہ اُس برس کے سردار کاہن کائفا کا سُسر تھا۔ پس حنّا نے اُسے بندھا ہُوا سردار کاہن کے پاس بھیج دیا۔" وہاں اُنہوں نے یسُوع کو ٹھٹھوں میں اُڑایا اور اُس کے مُنہ پر تھُوکا۔ پھر جب صبح ہُوئی تو سب سردار کاہنوں اور قوم کے بزرگوں نے یسُوع کے خلاف مشورہ کیا کہ اُسے مار ڈالیں اور اُسے باندھ کر لے گئے اور پیلاطُس حاکم کے حوالہ کیا۔" (متی ۲۷: ۱-۲) مرقس فرماتا ہے "سردار کاہنوں نے بزرگوں اور فقیہوں اور سارے عدالت والوں سمیت صلاح کر کے یسُوع کو بندھوایا اور لے جا کر پیلاطُس کے حوالہ کیا۔"

پس ہمارے خُداوند نے سب سے پیشتر باغ گتسمنی میں زیتُون کے درخت کے نیچے اپنے ہاتھ پھیلائے تاکہ وُہ اُسے باندھ لیں۔ مُقدّس پطرس کا بے نشانہ تلوار چلانا ہی سپاہیوں کے ڈرانے کے لئے کافی تھا۔ اُنہوں نے اُس کے ہاتھ باندھ لئے اُس کا آخری کام یہ تھا کہ اپنے ہاتھ باندھے جانے سے پیشتر ملخس کے کان کو چنگا کرے۔ شاید دُشمنوں نے پسِ پُشت اُس کے ہاتھ رسیّوں سے باندھے

ہوں، بعد ازاں اُس کے شاگرد اُسے اکیلا چھوڑ کر فرار ہو گئے۔
اِس طرح اُس رات کے ہولناک کھیل کا پہلا سین تمام ہُوا۔

اُسے یعنی بندھے ہُوئے خُداوند یسُوع کو کوئی بڑا فاصلہ نہ طے کرنا پڑا۔ وُہ اُسے اُسی دروازہ سے باہر لے گئے جس سے وُہ عیدِ فسح کی عشاء کے بعد اپنے شاگردوں کے ہمراہ باغ کے اندر داخل ہُوا تھا۔ وُہ اُسے حنّا کے محل میں لے گئے جو گذشتہ سال سردار کاہن تھا۔ وہاں سپاہیوں نے اُس کے ہاتھ کھول دیئے اور اپنے اپنے گھر چلے گئے کیونکہ اس کے بعد رُومی سپاہیوں کا کچھ ذکر نہیں پایا جاتا۔ یہاں خُداوند مسیح نے حنّا اور کائفا کے رُوبرُو اُن کے خفیہ اور دلی بُغض اور حسد کا تجربہ کیا جن کے متعلق کہا گیا ہے "ہارُون کی اولاد۔ نہایت گستاخ، کمینے اور شہوت پرست" جن کے نام اُن کے ہمعصر لعنت کے ساتھ دبی آواز سے اپنی زبان پر لاتے تھے۔ یہاں ہمارے خُداوند کو مُنہ پہ پہلا تھپڑّ لگایا گیا۔ شاید وُہ کسی ملازم کے ہاتھ سے ہو یا چھڑی سے ہو۔ لُوقا کے بیان کے مُطابق اِس مقدمہ کی جھُوٹی سماعت کے بعد جو اُن جھُوٹے گواہوں کے سامنے ہُوئی اور مَوت کے فتوے کے بعد کہ جس کا فیصلہ پہلے ہی ہو چُکا تھا، کائفا کے ملازموں اور سپاہیوں نے اُس بیکس ولاچار قیدی خُداوند یسُوع کا مضحکہ اُڑایا۔ اُسے بے عزّت وذلیل کر کے سخت بے رحمی سے اُس کے ساتھ پیش آئے لیکن ان تمام

طعنہ زنی اور ذلّت و خواری اور ضربوں نے جو اُس بے چارے تنہا مُصیبت زدہ پر لگائی گئیں "جو درحقیقت بے کس و لاچار نہ تھا بلکہ خُود ہی اراداتاً مقابلہ نہ کرتا تھا جو واقعی شکست خوردہ نہ تھا بلکہ برعکس اس کے فقط فساد سے گریز کرتا تھا جو دراصل عاجز نہ تھا بلکہ فقط اپنی مرضی سے آپ کو دُشمنوں کے حوالے کئے ہُوئے تھا" نہ فقط انسانیت کے سفلہ پن اور اُس کی لعنت کو عالم آشکارا کیا بلکہ اُنہیں مسیح ابنِ اللہ پر ڈال کر اُنہیں بیخ و بُن سے اُکھاڑ پھینکا۔ اس اثنا میں جبکہ وُہ اپنی قوم کے ذریعہ سے ٹھکرایا جا رہا تھا اور اُن کی نفرت اور کینہ کا اظہار ہو رہا تھا، لیسُوع بندھا کھڑا تھا۔

دُنیا کے آغاز سے لے کر اب تک ایسے ہاتھ پہلے نہیں باندھے گئے تھے۔ عہدِ عتیق کے بندھے ہُوئے ہاتھوں کا بیان خُداوند لیسُوع کے ذہن میں روشن تھا۔ کیا وُہ اُس کے سنانے والوں کو بھی یاد تھا؟ کیا شمعوؔن نے اپنے ہاتھوں کو اپنی رضامندی سے پیش کیا جب یُوسفؔ نے اُسے ضامن قرار دے کر قید کرلیا تاکہ وُہ یعنی یُوسفؔ اپنے بھائی بنیامین کو پھر ایک مرتبہ دیکھ سکے؟ سُورما سمسُون کئی بار باندھا گیا لیکن اُس نے اُن کا مضحکہ اُڑایا جنہوں نے اُسے رسّیوں اور بید کی چھالوں سے باندھا تھا۔ اُس نے اپنے بندھنوں کو اس طرح توڑا "جس طرح سن کے تار جس میں آگ سے جُھلسنے کی بُو آئے" توڑے جاتے ہیں اور خُدا نے اُسے اُس وقت

تک نہ چھوڑا جب تک اُس نے خُدا کو نہ چھوڑا۔ یرمیاہ رسّیوں سے باندھا ہُوا ایسے کُنوئیں میں پھینکا گیا تھا جس میں پانی کے عوض کیچڑ تھا لیکن خُدا نے اُسے رہائی بخشی۔ خُدا نے دانی ایل کے تینوں رفیقوں کو بچایا جو باندھے ہُوئے آگ کی بھٹی میں ڈال دیئے گئے تھے۔ اِن سب کے ہاتھ باندھے گئے لیکن یہ فقط اُن کے جسمانی ہاتھ تھے۔ خُداوند مسیح آگ کی بھٹی میں اُس چوتھے شخص کی مانند تھا جس کی صُورت دیوتاؤں کے بیٹے کی سی تھی۔ نہیں نہیں خُدا کے بیٹے کی سی۔ خُداوند مسیح کے ہاتھوں پر نظر کرو! چارلس بیل (CHARLES BELL) اپنے مشہُور و معرُوف مضمُون یعنی "خطبہ بر دستِ انسانی" (ESSAY ON THE HUMAN HAND) میں قُدرت میں عجیب و غریب ترکیب کی موجُودگی کا ثبوت دیتے ہُوئے ہاتھوں کی بناوٹ کا بیان کرتے ہُوئے لکھتا ہے کہ دستِ انسانی کی ترکیب و ساخت میں بڑے سے بڑے حیوان کے پنجوں کے مقابلہ میں کیسی عجیب و زبردست طاقت موجُود ہوتی ہے کہ وُہ انسانی ہُنرمندی اور دستکاری کے کس قدر مناسب حال ہے لیکن خُداوند یسُوع کے ہاتھوں کا بیان کون کرسکتا ہے جو دیگر انسانی ہاتھوں کی طرح پکڑے جاسکتے ہیں اور جن سے نہ فقط اُس کے ایک کامل شخصیّت بلکہ کامل اوصاف اور چال چلن کے مالک ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ یہ بندھے ہُوئے ہاتھ کبھی معصُوم بچّوں کے

ننھے ننھے ہاتھوں کی مانند مُقدسہ مریم کی چھاتیوں پر رکھے جاتے ہوں گے۔ یہ ہاتھ بڑھئی کے کام کو محنت وجفاکشی سے انجام دیتے ہوں گے اور شہر ناصرت کے دہقانوں کے لئے ہلوں کو ہلکا بنا کر بیلوں کے لئے اُن کے بار کو کم کرتے ہوں گے۔ ہاں یہ ہاتھ کوڑھیوں۔ لنگڑوں۔ ٹنجوں اور اندھوں کو شفا بخشنے کے لئے پھیلائے جاتے تھے۔ یہ ہاتھ پُرمحبت اور پُرشفقت تھے۔ جب مائیں اپنے بچوں کو اُس پاس لاتی ہوں گی تو وہ اُنہیں گود میں لے کر اپنی ہاتھوں کو اُن کے سروں پر رکھ کر اُنہیں برکت دیتا ہوگا۔ اُس کی انگلیاں اُن کے نرم نرم رُخساروں اور اُن کے خُوب صُورت بالوں کو محبت سے چھُوتی ہوں گی۔ یہی ہاتھ تھے جنہوں نے ہیکل میں مٹی گوندھ کر ایک مادرزاد نابینا شخص کی آنکھوں پر لگا کر اُسے بینائی بخشی تھی جس کے باعث اُن عقل کے اندھوں کا غضب اور کینہ اور بھڑکا اور جن کی کور باطنی لیشوع کے عجیب وغریب کاموں اور اُس کے معجزانہ کلام کے باوجود بھی برابر قائم رہی۔ یہی دو ہاتھ تھے جنہوں نے رسیّوں کا کوڑا بنایا اور جائز اور واجب غضب کے ساتھ اُن کے لگایا جنہوں نے اُس کے باپ کے گھر کو تجارت کا گھر اور چوروں کا کھوہ بنا لیا تھا۔ یہ وُہ ہاتھ تھے، جنہوں نے مشرقی مہمان نوازی

کے دستُور کے مُطابق آخری عشاء کے موقع پر یہُوداہ اسکریوتی کو جس نے اُسے پکڑوایا تھا۔ نوالہ دیا تھا۔ انہی ہاتھوں سے خُداوند یسُوع نے یہ جان کر کہ باپ نے سب چیزیں میرے ہاتھ میں کر دی ہیں اور مَیں باپ کے پاس سے آیا ہُوں اور خُدا ہی کے پاس جاتا ہُوں، تولیہ لیا اور اپنی کمر باندھ کر اپنے شاگردوں کے پاؤں دھوئے تھے بلکہ یہُوداہ اسکریوتی کے بھی یہی وُہ ہاتھ تھے جو سُنسان پہاڑوں کی چوٹیوں پر دُعا میں اُٹھتے تھے اور آخرکار یہی ہاتھ باغِ گتسمنی میں جان کنی کی حالت میں دُعا و شفاعت کے لئے جوڑے جاتے تھے۔ اس وقت یہ بندھے ہیں اور کچھ عرصہ کے بعد ان میں میخیں ٹھونکی جائیں گی۔ انہی ہاتھوں سے شکر کرتے ہُوئے یسُوع نے روٹی توڑی اور پیالہ اُٹھایا جبکہ اُس نے فرمایا "لو کھاؤ یہ میرا بدن ہے...... تم سب اس میں سے پی لو کیونکہ عہد کا میرا وُہ خُون ہے جو بہتیروں کے گناہوں کی مُعافی کے لئے بہایا جاتا ہے۔

اب اُس آخری پیشین گوئی کی تکمیل کا وقت آپہنچا۔ اُس کا بدن جلد توڑے جانے کو ہے اور اُس کا عہد کا خُون گنہگاروں کے لئے بہائے جانے کو ہے" اور اُنہوں نے یسُوع کو باندھا۔ اَے باپ اِن کو مُعاف کر کہ یہ جانتے نہیں کہ کیا کرتے ہیں؟

جب مُقدّس پولُوس کے برخلاف لوگوں نے شور مچایا کہ اُسے کوڑے لگائے جائیں تو رُومی پلٹن کے سردار کو معلُوم تھا کہ ایک رُومی

Scanned with CamScanner

آدمی کو بغیر فتوے لگائے کوڑے لگوانا خلافِ قانون ہے" اور
پلٹن کا سردار بھی یہ معلوم کر کے ڈر گیا"۔ لیکن یہ لوگ نہ ڈرے۔
عبرانیوں کے خط کے راقم نے خداوند مسیح کے باندھے جانے کا بیان
چشم دید گواہوں سے لیا تھا اور اُس نے اپنے زمانہ کے مرد و زن کا
حال لکھتے ہوئے جو اُن دنوں میں اپنے ایمان کے باعث قید
کئے جاتے تھے، یوں فرمایا ہے "قیدیوں کو اس طرح یاد رکھو کہ
گویا تم اُن کے ساتھ قید ہو"۔ لیکن خداوند مسیح کو یاد کرنے والا کوئی
نہ تھا یہاں تک کہ پطرس نے بھی اُس کی قید سے شرما کر یہ کہا میں
اس آدمی کو نہیں جانتا"۔

وہ کون تھا جس نے ہمارے نجات دہندہ کے ہاتھوں کو
پہلے باغ گتسمنی اور پھر کمرۂ عدالت میں باندھا؟ کیا رُومی سپاہیوں
نے اُس کے ہاتھ باندھے؟ ہاں! اُنہوں نے ایسا کیا۔ محض سپاہی
ہونے کی حیثیت میں اپنا فرض ادا کر رہے تھے۔ کیا یہوداہ نے
اپنی قبیح اور شرم ناک حرکت پر اس علامتِ خوف کا اضافہ کیا؟
ہم یہ پڑھتے ہیں کہ بعد میں حنّا نے اُسے بندھا ہوا کائفا سردار
کاہن کے پاس بھیج دیا۔ کیا پیلاطُس اس جرم کا مرتکب نہ ٹھہرا
جب اُس نے اس قیدی کو بندھا ہوا رہنے دیا اور اُس کو
کوڑے لگوانے کا حکم دیا جس کا ابھی مقدمہ بھی نہ ہوا تھا اور
نہ جس پر ہنوز فتویٰ ہی لگا تھا اور جس میں اُس نے کوئی قصور نہ پایا تھا۔

دیکھو دیکھو اُس مردِ غم ناک کو! یہاں ایک اَور
پرومتھیئس (PROMOTHEUS) قید ہے۔ یہ وُہ ہے جو بغیر دھوکا
اَور فریب دیئے آسمان سے آگ، زندگی اَور نُور لاتا ہے۔ یہ وُہ
ہے جو انسان کو ازسرِنو پیدائش اَور اُسے آسمان کی بہترین اَور
بیش بہا نعمتیں عنایت کرتا ہے۔ پرومتھیئس کو تو تیس سال کی سخت
قید کے بعد ہرکیولیز (HERCULES) نے رہا کیا تھا۔ خُداوند مسیح کو
حنّا، کائفا، یہُوداہ اَور مَیں نے اَور آپ نے بندھوایا تھا۔ وُہ
اب تک قید و بند میں مُبتلا ہے اَور اُنیس ۱۹ صدیوں سے برابر ازسرِنو
صلیب پر کھینچا جاتا ہے۔ دست بستہ خُداوند مسیح اِس وقت
ہمارے پاس موجُود ہے۔ رابرٹ کیبل (ROBERT KEABLE) کہتا
ہے کہ دست بستہ یسُوع ناصری اب تک قریب قریب نصف
دُنیا کے گلی کُوچوں میں پھرتا رہتا ہے۔ جب کبھی کسی جگہ کوئی بے
دست و پا لنگڑا لُنجا بچّہ اپنے والدین کے گُناہ کے باعث اس
رنج آلُود دُنیا میں پیدا ہوتا ہے تو خُداوند مسیح کو اُس وقت پھر وُہ
پیالہ پینا پڑتا ہے جو ٹل نہیں سکتا، حالانکہ اُس کے ایسا کرنے
سے آخرکار باپ کی مرضی کہ "اِن چھوٹوں میں سے ایک بھی
ہلاک نہ ہو" پُوری ہوتی ہے۔ جہاں کہیں کوئی گمراہ اَور مسلُول
رُوح بھٹکتی پھرتی ہے وہاں ضرُور کوئی یہُوداہ اپنے خُداوند کو
چند نقرئی درموں کے عوض پکڑواتا ہے۔ جب کبھی خُداوند مسیح کا

Scanned with CamScanner

کوئی لاف زن شاگرد یاروں اور دوستوں کی مجلس میں بیٹھ کر اپنی کم ہمتی اور کم اعتقادی کی وجہ سے آزمائش کے وقت اپنے خُداوند کا اِنکار کرتا ہے تو اس وقت مسیح پھر دوبارہ اپنے ساتھیوں اور دوستوں کے درمیان ذلیل و رُسوا کیا جاتا ہے بلکہ یہ ضربیں رُومی سپاہیوں کی ضربوں سے شدید تر ہوتی ہیں لیکن جہاں کہیں قصداً اور ارادتاً گُناہ کیا جاتا ہے، وہاں پر تو گویا خُداوند مسیح کو صلیب پر لٹکا کر اُس کا دِل برچھی سے چھیدا جاتا ہے۔

II

"اُنہوں نے اُس کے مُنہ پر تھوکا"۔ اُس کے جسم پر نہیں بلکہ اُس کے مُنہ پر تھُوکا۔ یُونانی میں جو لفظ استعمال ہُوا ہے وہ بالخصوص اس حرکت کی کمینگی پر زور دیتا ہے۔ مرقس اور یُوحنّا نے جہاں خُداوند مسیح کے تھُوک کر مٹی سانے اور اُس نابینا شخص کی آنکھوں پر لگانے اور اُس کو بینائی بخشنے کا ذِکر کیا ہے وہاں ایک اور یُونانی لفظ استعمال کیا ہے (مرقس ۷: ۳۳ و ۸: ۲۳ و یُوحنّا ۹: ۶) تھُوکنا زمانہ قدیم سے لے کر اس وقت تک دُنیا میں بے عزّت کرنے کے طریقوں میں سے ایک تصوّر کیا جاتا ہے۔ بعض ایسے جانور ہیں مثلاً مینڈک، بلی اور زہریلے پھنیر سانپ جنہوں نے شاید وحشی انسان کو یہ بیہودہ حرکت سکھائی ہو۔

میرا ایک ہم خدمت تھا جو مدّت دراز سے مُلک عرب میں

Scanned with CamScanner

مشنری ڈاکٹر کی حیثیت میں خدمت کر کے وہاں کے باشندوں
کے نزدیک ہر دل عزیز بن گیا تھا۔ وہ اُس کی عزت و توقیر بھی
کرنے لگے تھے۔ ایک روز وہ ایک مکان میں بیٹھا تھا کہ صحرا سے
ایک مُتعصّب وہابی اندر داخل ہُوا۔ وہ علاج کی خاطر نہ آیا تھا
بلکہ محض اِس لئے کہ ڈاکٹر کے مُنہ پر تھُوکے۔ مشنری نے فوراً اَزراست
و واجب غصّہ اور تمام مریضوں کی رضامندی کے ساتھ اُس شخص
کو اپنے جسمانی زور کا ایسا مزا چکھایا جس کا وہ بجا طور پر مستحق تھا۔
اہلِ مشرق کے نزدیک اس سے بڑھ کر اور کوئی بے عزتی نہیں۔
عہدِ عتیق میں اِس کی مثالیں موجود ہیں "تب خُدا نے مُوسےٰ
کو فرمایا کہ اگر اُس کے باپ نے اُس کے مُنہ پر فقط تھُوکا ہوتا
تو کیا وہ سات دِن تک بھی شرمندہ نہ رہتی؟" (گنتی ۱۲: ۱۴)
"تو اُس کے بھائی کی جورُو بزرگوں کے سامنے اُس کے نزدیک
آئے اور اُس کے پاؤں سے جُوتی نکالے اور اُس کے مُنہ پر
تھُوک دے اور جواب دے اور کہے کہ اُس شخص کے ساتھ جو
اپنے بھائی کا گھر نہ بنائے یہی کیا جائے گا۔" (استثنا ۲۵: ۹)۔
"وہ مجھ سے گھِن کھاتے، وہ مجھ سے دُور بھاگتے ہیں اور میرے
مُنہ پر تھُوکنے سے باز نہیں رہتے۔" (ایُّوب ۳۰: ۱۰)
اِس پر ہمیں یسعیاہ نبی کی پیشین گوئی کا اضافہ کرنا چاہیئے
جو اُس نے خُداوند مسیح کے متعلق کی تھی جو سچائی اور خُوبی سے معمور

ہو کر اپنی قوم کی ذِلّت اور بے عزّتی کی برداشت کرتا ہے "خُداوند
یہوواہ نے مُجھ کو عُلما کی زبان بخشی تاکہ مَیں جانوں کہ اُس کی جو تھکا
ماندہ ہے، کلام ہی سے کمک کرُوں ۔ وُہ مجھے ہر صبح جگاتا ہے
اور میرا کان اُبھارتا ہے کہ عالموں کی طرح سنُوں ۔ خُداوند یہوواہ
میرے کان کھولتا ہے اور مَیں باغی نہیں ہُوں اور نہ برگشتہ ہوتا ۔
**مَیں اپنی پیٹھ مارنے والوں کو دیتا اور اپنے گال
اُن کو جو بال نوچتے ۔ مَیں اپنا مُنہ رُسوائی اور
تھُوک سے نہیں چھُپاتا ۔** (یسعیاہ ۵۰: ۴-۶)

کیا خُداوند مسیح نے اپنی ہولناک مَوت کی پیشین گوئی کرتے ہُوئے
خُود اس پیشین گوئی کا حوالہ نہ دیا تھا؟ "دیکھو ہم یروشلیم کو جاتے
ہیں اور ابنِ آدم سردار کاہنوں اور فقیہوں کے حوالے کیا جائے
گا ...... اور وُہ اُسے ٹھٹھوں میں اُڑائیں گے اور اُس پر
تھُوکیں گے اور اُسے کوڑے ماریں گے اور قتل کریں گے"۔
(مرقس ۱۰: ۳۳-۳۴)

یہاں ہم اُس انتہائی بے عزّتی کو دیکھتے ہیں جو ہمارے نجات دہندہ
کے ساتھ روا رکھی گئی ۔ شاکر کا قول ہے کہ انسان کی فطرت میں
نہایت مکروہ اور قبیح صفات پائی جاتی ہیں جن پہ نظر ڈالنا ہی خطرناک
ہوتا ہے ۔ خُداوند مسیح کی صفاتِ کاملہ و حسنہ کے مقابلہ میں ہی

Scanned with CamScanner

اُس کے مخالفین کی سب سے قبیح اور بدترین خصائل ظہور میں آئیں اب چونکہ وُہ اِس دُشمن کے قبضہ میں آجاتا ہے جس کو وُہ برباد کرنے آیا تھا تو دُشمن کی تمام قباحت و بدصُورتی ظاہر ہوتی ہے اور وُہ اپنا تمام زہر اُگل دیتا ہے۔ خُونخوار درندے کی مانند دُشمن اپنے پھاڑ ڈالنے والے پنجہ سے اُس کے گوشت کو نوچتا ہے اور اپنی نجس اور غلیظ سانس اُس کے دہنِ مُبارک میں پھینکتا ہے۔ اِس کا اندازہ لگانا ہمارے تصوّر و قیاس سے بعید ہے کہ اُس کے شاہانہ مزاج اور اُس کی نازک طبیعت پر اُس بے حُرمتی و رُسوائی کا کیا اثر ہُوا ہوگا۔

وُہ کون لوگ تھے جو بار بار اِس خوفناک حرکت کے مُرتکب ہُوئے؟ انجیلی بیان سے معلُوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے یہُودی عُلما اور ہادیانِ دین اور اُن کے بعد اُن کے ملازم اور رُومی پلٹن کے سپاہی تھے جنہوں نے اُسے بے عزّت کیا۔ (متّی ۲۶ : ۶۷ و ۲۷ : ۳۰)

کیا اہلِ ایشیا، کیا اہلِ یورپ اور کیا اہلِ شام سب نے اپنے غضب اور حقارت کو اُس کے پاک اور مُبارک چہرہ پر تھُوک کی صُورت میں اُگل دیا" تاکہ ہر ایک کا مُنہ بند ہو جائے اور ساری دُنیا خُدا کے نزدیک سزا کے لائق ٹھہرے"۔ لیکن سب سے پہلے یہ اُس کی اپنی قوم نے کیا اور وُہ جو اُسے بخُوبی جانتے تھے بلکہ اپنی کُتبِ مقدّسہ کے پیشِ نظر اِس بے عزّتی کے معانی سے بھی خُوب واقف تھے۔

یہ اِس امر کا کیا ہی عُمدہ ثبُوت ہے کہ گُناہ اور بے دینی نہایت

ہی بُری طرح انسانی عقل اَور انسانی خیالات کے تنزّل اَور پستی کا باعث ہوتے ہیں۔ کسی پر تھُوکنا حقارت کا اظہار ہے۔ اُن کے حسد اَور کینہ کا زہر اُن کے تاریک دِلوں سے باہر نِکلا۔ اس نقّارہ کی کیفیت جو ناقابلِ بیان ہے کسی مشہُور مصوّر مثلاً ریمبرینٹ (REMBRANDT) کی تصاویر کی تاریک پائین سے مشابہ ہے یعنی اس نظّارہ کی تاریک پائین گاہ انسانی دِل کی ظُلمت اَور سیاہی، اُس کی انتہائی شیطنت اَور نیک اَور مقدّس لوگوں کے خلاف اُس کی بُزدلانہ حقارت کے مترادف ہے۔

جب تک اُنہوں نے اُسے گرفتار کر کے باندھ نہ لیا اَور اُس کے چہرے کو چھُپا نہ لیا وُہ اُس پر تھُوک نہ سکے، اُس وقت سے لے کر اب تک برابر اسی طرح ہوتا چلا آیا ہے۔ تاریخ میں ایسی بیشمار مثالیں موجُود ہیں جہاں لوگوں نے خُداوند مسیح اَور اُس کے شاگردوں کے چہروں پر تھُوکا۔ شہیدوں کے بیان کی خُونی داستان کے ایک ایک ورق پر نہ فقط ظلم بلکہ حقارت اَور بے عزّتی کی علامات مرقُوم ہیں۔ مُقدّس پولُوسؔ نے بھی اس کا احساس کرتے ہُوئے کہا "ہم دُنیا کے کُوڑے اَور ساری چیزوں کی جھڑن کی مانند رہے ہے"۔ جس وقت کلیئرواکس کا برنارڈ (BERNARDOF CLAIRVAUX) یہ گا رہا تھا کہ

ابنِ خُدا کا جس دم آیا خیال دِل میں
باقی رہا نہ کُچھ بھی رنج و ملال دِل میں

تو بعض لوگ صلیبی جنگوں اور انکویزیشن (INQUISITION) یعنی مذہبی عدالتوں کی سختی اور ظلم کے باعث لوگوں کو خداوند مسیح کے نام پر کفر بکنے پر مجبور کر رہے تھے۔ کتنے منکروں، کافروں اور دہریوں نے اپنی دلی حقارت اور نفرت کا غبار خداوند یشوع ناصری پر نکالا ہے۔ یہوداہ اسکریوتی کے زمانہ سے لے کر ایک منکر مسیح کی عداوت سے بڑھی ہوئی دشمنی اور مخالف کی عداوت اب تک دیکھنے میں نہیں آئی۔ نیرو نے مسیحیوں کا خون بہا کر سخت ظلم کیا لیکن یہ اس غیظ و غضب کی شدت کے مقابلہ میں بالکل ہیچ ہے جس کا مظاہرہ منحرف جولیئن نے خداوند مسیح کے پیروؤں کے برخلاف کیا۔ اس نے پہلے خود خداوند مسیح کو قبول کیا لیکن بعدازاں مرتد ہو گیا۔ گبن جو پہلے پروٹسٹنٹ اور رومن کیتھلک تھا اور آخرکار دونوں سے پھر گیا، اس کی ایک اور مثال ہے۔ نیٹشے (NIETZSCHE) تو یہاں تک گر گیا کہ اس نے خداوند مسیح کے خلاف جو ہرزہ سرائی کی ہے وہ تھوکنے کے مترادف ہے۔ "مسیحیت کا تصور خدا کہ وہ بیماروں کا دیوتا اور مثل ایک عنکبوت ہے یا یہ کہ وہ روح ہے خدا کے تصورات میں سب سے ارذل تصور ہے جس کا خیال بھی شاید ہی کسی کے دل میں آیا ہو۔ شاید وہ خدا کے ہم صورت انسان کا پست ترین درجہ کا تصور ہو، برعکس اس کے کہ خدا کی زندگی کو غیرفانی بنائے یا اسے ازسرنو تبدیل

کرے وُہ زندگی کے متنا وتضادات کی گہرائیوں میں غرق ہوگیا۔ میں مسیحیت کو ایک سخت لعنت سمجھتا ہُوں اور اسے انتقام لینے کی بدخُو اور ایک عظیم قلبی برگشتگی سے تعبیر کرتا ہُوں جس کے لئے کوئی تدابیر کافی مضر، مکروہ اور فریب دِہ ثابت نہیں ہو سکتیں۔ میں اُسے انسانیت کا دائمی بدنما داغ تصوّر کرتا ہُوں، کیا انسانی حسد وکینہ اس سے تجاوز کرسکتا ہے؟

لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اُس منظر میں جہاں خُداوند مسیح ذلیل اور بے عزّت کیا گیا، ایسا شیطانی بُغض وکینہ کیسا بے تاثیر ٹھہرا۔ وہاں اُس الٰہی نجات دہندہ کی فتح مند وظفرمند خُود آگہی کا اظہار ہوتا ہے۔ فتح کا یقین اُس کے مُبارک چہرے سے عیاں ہے۔ اُس نے فرمایا "جب میرے سبب سے لوگ تمہیں لعن طعن کریں گے اور ستائیں گے اور ہر طرح کی بُری باتیں تمہاری نسبت ناحق کہیں گے تو تُم مُبارک ہو گے۔ خُوشی کرنا اور نہایت شادمان ہونا کیونکہ آسمان پر تمہارا بڑا اجر ہے اس لئے کہ لوگوں نے اُن نبیوں کو بھی جو تُم سے پہلے تھے اسی طرح ستایا تھا۔" اُس شخص کو دیکھو! اُس نے ہماری خاطر دُکھ اُٹھایا اور ہمارے لئے نمونہ چھوڑ گیا تاکہ ہم اُس کے نقشِ قدم پر چلیں۔ تُم نے اب تک گُناہ کے مقابلہ کرنے میں اپنی جان نہیں لڑائی۔ ذرا اُس پر غور کرو جس نے ملامت کئے جانے پر خُود ملامت نہ کی۔ ایک لاطینی گیت کا مضمون مندرجہ ذیل ہے:۔

Scanned with CamScanner

"وُہ کون ہے جو مُصیبت زدہ ہے؟ مسیح جو کلام خُدا اور باپ کی حکمت ہے۔ وُہ کس مُصیبت میں مُبتلا ہے؟ کانٹے کوڑے۔ تھوک اور صلیب کی بے عزّتی میں جب خُدا اس طور سے دُکھ اُٹھا سکتا ہے تو تُو بھی دُکھ اُٹھانا سیکھ"۔

جان کارڈیلیئر اپنی کتاب المعرُوف "غیرفانی حکمت کی راہ" (THE PATH OF ETERNAL WISDOM) میں یُوں رقمطراز ہے:۔

"جو کچھ ہم یہاں دیکھتے ہیں وُہ غیرفانی اور دائمی حکمت کا لُب لُباب اور اُس کی ماہیت ہے۔ یہ وُہ راز ہے جو زندگی میں پنہاں ہے۔ یہ وُہ کلام ہے جو سب چیزوں کے درمیان ابد تک قائم رہے گا۔ فطرت اور علم و فن اور مذہب علم حُسن وجمال اور محبّت کی مُختلف انواع و اقسام کی پُشت میں آخرکار اُس خلق کرنے والی بہادری اور اولوالعزمی کا ملاحظہ کرتے ہیں جو آخر دم تک برداشت کرتی ہے جو ہماری خاطر جان کنی اور ضعف کی حالت میں سے گُزری۔ اُس نے کسی بات سے گریز نہ کیا، فقط اس لئے کہ ہماری گمراہ رُوحیں زیادہ روشنی حاصل کریں۔ وُہ واجب الوجُود اور ناقابلِ تلاش اُلوہیت جس کے تصوّر میں ہم بستے ہیں برہنہ کی گئی اور اپنی اُس مخلُوق کی کور آنکھوں کے سامنے پیش کی گئی جو محبّت کرنے یا نہ کرنے اور نیکی و بدی دونوں کے قابل تھی"۔

بابِ پنجم

"اَور اُنہوں نے...... اُس کے کپڑے قرعہ ڈال کر بانٹ لئے"

اُنہوں نے خُداوند مسیح کے کپڑے اُتار ے! ہمارے خُداوند یسُوع مسیح کے اس خوفناک تجربہ کا بیان تمام انجیل نویسوں نے رکیا ہے۔ مرقس جو خُود باغ گتسمنی سے برہنہ بھاگ گیا تھا، اس کا بیان کرتا ہے۔ متّی اس واقعہ کو مسیحائی زبور کی پیشین گوئی کا تکملہ تصوّر کرتا ہے۔ یُوحنّا بھی اُس زبُور کی طرف اشارہ کرتا ہے جس میں دیگر تمام تجربوں کی نسبت مسیح کی موت اَور اُس کے دُکھ اُٹھانے کا بالکل صحیح اَور دُرست بیان درج ہے "وُہ میرے ہاتھ اَور پاؤں چھیدتے ہیں۔ مَیں اپنی سب ہڈیوں کو گِن سکتا ہُوں۔ وُہ مجھے تاکتے اَور گھُورتے ہیں"۔

یہ تجربہ خُداوند مسیح کے دیگر تجربات کی نسبت اُس کو زیادہ تکلیف دہ معلُوم ہُوا ہوگا خصُوصاً اس لئے کہ وُہ پاک ذات تھا اَور ایک شاندار اَور بُزرگ شخصیت کا مالک تھا۔ مُقدّس یُوحنّا فرماتا

ہے کہ "اُنہوں نے اُس کے کپڑے اُتار لیے" وہ اپنی ماں کے پیٹ سے برہنہ باہر آیا اور برہنہ صلیب پر لٹک رہا ہے۔

پہلے آدم نے اپنے گناہ کے باعث باغ عدن میں جسمانی و اخلاقی برہنگی کا تجربہ حاصل کیا۔ دوسرے آدم نے گناہ آلود جسم کی صورت اختیار کی اور اس کی وجہ سے ہماری برہنگی کی شرمندگی کا تجربہ کیا۔

کلام مجسم ہوا اور لوگوں نے اُس کا جلال دیکھا، اُس کی رسوائی اور اُس کے ننگ کا ملاحظہ کیا لیکن یہ فی الحقیقت اُس کا جلال تھا۔ یسوع مسیح کے کپڑے اُتار لیے گئے۔ یہ اُس کی ذلت اور بے عزتی کی حد تھی۔ اُسے برہنہ کیا گیا تاکہ اُس کی راست بازی کے سبب ہم سفید پوشاک سے ملبّس ہوں اور جس وقت موت ہمیں برابر کر دے تو اُس وقت ہم اپنی برہنگی کے باعث شرمندہ نہ ہوں۔

تمام رومی مصنّف اس امر پر متفق ہیں کہ صلیب پر لٹکاتے وقت مجرم کے کپڑے اُتار لئے جاتے تھے۔ ہمیں بتایا جاتا ہے کہ اہل یہود اپنے مجرموں کو ایک لنگوٹ باندھنے کی اجازت دیتے تھے۔ اس ہیبت ناک نظارہ کی تصویر اُس زمانہ کے مصوّرین نے بھی یونہی کھینچی ہے لیکن اس دردانگیز تصویر پر ہمیں اس آخری اور انتہائی بے عزتی کا اضافہ کرنا چاہیئے اپنے پردۂ حیا و شرم کو اس بے دردی سے چاک ہوتے

دیکھ کر کُل شہدائے کرام بھی خوف زدہ ہوتے تھے بلکہ بعض تو دم صلیب اُس کے خیال ہی سے کانپتے اور گھبراتے تھے لیکن مسیح نے اُسے ہماری خاطر گوارا کیا۔ ارمینیوں کے قتلِ عام میں مسیحی خواتین کو یہ شرمندگی بھی برداشت کرنی پڑی جو موت کی تکلیف کی نسبت تلخ تر تھی۔ کوونٹری کی گوڈیوا حالانکہ عفّت کی چادر اوڑھے تھی لیکن تو بھی اُس نے محسوس کیا کہ گویا دیوار کے تمام شگاف اُس پر نظر جمائے ہوئے ہیں، اسی طرح خداوند مسیح نے بھی دُکھ اُٹھایا۔ ہم جو خُود اب اس تصویر میں پھیکے رنگوں کا اضافہ کر رہے ہیں، چاہیئے کہ ہم بے اعتنائی سے اسے نظر انداز نہ کریں۔

گلگتا میں جب صلیب اپنی لئے آیا یسوع — تب اُنہوں نے اُس کو خُود مصلوب کر لٹکا دیا
اُس کے ہاتھوں اور پاؤں میں بھی میخیں ٹھونک دیں — کلوری اُسے بنا دی اُسکے کیلیں ٹھونک کر
خاردار ایک تاج اُنہوں نے اُس کے سر پر رکھ دیا — زخم تھے اُن کے شدید اُن سے لہو جاری ہُوا
اُس زمانہ کے تھے کیسے وحشی اور ظالم بشر — گوشت انسانی کی اُن دنوں میں کچھ قیمت نہ تھی
جب یسوع آیا تھا برمنگھم پر ایسے حال میں — لوگ اُس کے سامنے سے سب جا رہے تھے گذر
گو کہ لوگوں نے اُسے تکلیف مطلق نہ دی — لیکن ایسے حال ہی تنہا اُسے مرنے دیا
اس قدر بے رحم وحشی تھے گو تب کے لوگ — اس لئے ایذا اُسے پہنچانے سے باز آئے وہ
بھاگئے وہ بارش میں تنہا بھیگتا اُس کو فقط — اپنے اپنے راستوں پر اُس طریقہ سے گئے
پھر بھی چلّاتا رہا یسوع اُن کو کر معاف — کیونکہ واقف ہی نہیں اس سے کہ کیا کرتے ہیں وہ
ہو رہی تھی موسلا دھار ایک تو بارش اُدھر — دُوسرے ہے سخت سردی کا عالم اس طرف

ہو رہے ہیں کپڑے بھی یسوع کے بالکل تر بتر — بارش بارش سے کوئی بھی نہ تھی اُس کی پناہ
لوگوں کے انبوہ کے انبوہ اُس کے پاس سے — بے کئے پرواہ کچھ اُس کی یونہی جاتے ہیں گذر
بلکہ اُس کو چھوڑ جاتے ہیں تن تنہا ہی وہ — اور یسوع ایسی حالت میں لگا دیوار سے
کلوری کے واسطے روتا ہے چلاتا ہے

صلیبی دُکھ کے دو پہلو ہیں یعنی جسمانی درد اور ذہنی تکلیف جسم و رُوح ہر دو کی جان کنی، بے رحمی سے کوڑے لگانا، ہاتھ اور پاؤں میں میخیں ٹھونکنا، آتشِ پیاس کا بھڑکنا، خستہ و زخمی اعضا کا بارِ جسم کو اُٹھانا اور مخلصی کی تمنا یہ تمام جسمانی تکالیف ہیں۔ اپنی قوم سے رد کیا جانا، گنہگاروں میں شمار ہونا، ساتھیوں سے ٹھٹھوں میں اُڑایا جانا، برہنہ کیا جانا، ہدف، لعنت ملامت بننا، فوق الفطرت ظلمت کا طاری ہونا، یہ سب رُوحانی آزار ہیں۔

خُداوند مسیح کی نہایت دردناک آواز نے صاف ظاہر کر دیا کہ اُس کی رُوحانی تکلیف دراصل اُس کی تمام مُصیبت کی جڑ تھی۔

جب ہم خُداوند مسیح کی موت کے اس پہلو پر نظر غائر ڈالتے ہیں تو ہماری توجہ تین خیالات کی جانب مُلتفت ہوتی ہے۔ صلیب پر اُس کے حیا و حجاب کو بے نقاب کیا گیا۔ دُنیا اب تک اُسے برہنہ کرتی اور پھر قرعہ ڈال کر اُس کی پوشاک بانٹ لیتی ہے۔ ہر مسیحی کو بھی اسی طرح صلیب پر برہنہ ہونا ہے۔ ایک نہایت ہی دقیقہ رس مُصنف کا قول ہے کہ "آپ تکلیف اُٹھائے بغیر مسیح سے محبت

نہیں کر سکتے، نہ ہی رنج والم کو برداشت کئے بغیر صلیب سے آپ کا وصال ہو سکتا ہے۔ خواہ آپ چاہیں یا نہ چاہیں۔ وصالِ صلیب کی کوشش میں آپ کے ضرور کوئی نہ کوئی زخم آ ہی جائے گا اور یقیناً یہ مسیح کے بے حجاب کئے جانے پر غور و فکر کرنے کا نتیجہ ہے۔

تجسّم کے معانی کی گہرائی کا ملاحظہ کلوری پر ہی ہوتا ہے۔ مقدّس پولُس کے نزدیک یہ خداوند مسیح کے رنج اور اُس کی پستی کی انتہائی منزل تھی۔ وُہ فرماتا ہے اور "انسانی شکل میں ظاہر ہو کر اپنے آپ کو پست کر دیا اور یہاں تک فرمانبردار رہا کہ موت بلکہ صلیبی موت گوارا کی"۔ روزِ عدالت میں راست بازوں کے سوال کا کہ "اے میرے خُدا ہم نے تجھے کب ننگا دیکھا؟" ایک جواب یہ ہے۔ وُہ کچھ بھی چھپایا نہیں رکھتا۔ ایوب نے اپنی مُصیبت کے وقت کہا "دیکھ وہ مجھے مار ڈالتا ہے تو بھی مجھے اُس کا بھروسہ ہے اور مسیح فرماتا ہے۔ خواہ وُہ مجھے صلیب بھی دے دیں تو بھی میں اُنہیں اپنے ہاتھ اور پاؤں اور اپنا زخمی پہلو دکھاؤں گا"۔ میں اپنی سب ہڈیوں کو گن سکتا ہوں۔ وُہ مجھے تاکتے اور گھورتے ہیں۔

یہاں پر شاہ ذُوالجلال موجُود ہے لیکن اپنی شان و شوکت کے ساتھ نہیں بلکہ برہنگی کی حالت میں خُدا مجسّم ہُوا اور سپاہیوں، کاہنوں، عوام کے ہجُوم محبّت کرنے والے شاگردوں، عورتوں بلکہ اپنی ماں پر بھی یکساں ظاہر ہُوا لیکن اپنے جلال اور اپنی حشمت کے ساتھ نہیں فقط وُہ جس نے اُسے دیکھا ہو، ہاں وُہی یہ الفاظ کہہ سکتا ہے جو عبرانیوں

کے خط میں مرقوم ہیں "اس لئے کہ وہ خُدا کے بیٹے کو...... صلیب دے کر علانیہ ذلیل کرتے ہیں"۔ یہ کوئی عجیب بات نہیں کہ ایسے خوفناک عالم کے وقت پردہ بیچ میں سے پھٹ گیا! مسیح نے اپنی عاجزی اور جان کنی کے وقت نہ صرف صلیبی موت ہی گوارا کی بلکہ اُس خوشی کے سبب جو اُس کی آنکھوں کے سامنے تھی اُس نے اُس ذلّت و رسوائی کو ہیچ سمجھا۔ مقدّس لوقا کی انجیل کے مطابق اُس موقع پر ہمارے خُداوند نے فرمایا "اَے باپ! ان کو مُعاف کر کیونکہ یہ جانتے نہیں کہ کیا کرتے ہیں"۔ اُس کے سر کے اُوپر پیلاطس نے یہ مضحکہ خیز نوشتہ لگایا۔ **یہودیوں کا بادشاہ** ۔ بادشاہ بغیر ارغوانی پوشاک کے اور اس کا تخت کیا؟ صلیب! صلیب کے نیچے سپاہی اُس کے کپڑوں کے حصّے کرتے اور اُس کی پوشاک پر قرعہ ڈالتے ہیں۔ ان سب باتوں کے بعد کس طرح ممکن ہے کہ کوئی خُداوند مسیح سے شرمائے یا دوبارہ صلیب دے کر علانیہ اُسے ذلیل کرے۔ وُہ نظارہ آنے والے حالات کا مظہر تھا کیونکہ ان اُنیس صدیوں میں برابر خُداوند مسیح کو از سرِ نو صلیب پر کھینچا جاتا اور اُسے علانیہ ذلیل کیا جاتا ہے۔

خُداوند مسیح کا لباس کیا ہے؟ "اَے خُداوند میرے خُدا تُو نہایت بزرگ ہے۔ تُو حشمت اور جلال کا لباس پہنے ہے۔ وُہ نُور کو پوشاک کی مانند پہنتا ہے"۔ کائنات خُدا کی حشمت کا لباس ہے۔ آسمان ایک پردہ ہے جو اُس کے جلال پر چھایا ہُوا ہے۔ ابر اُس کی رتھ

ہیں۔ چُونکہ مسیح خُدا سے خُدا ہے اِس لئے مُقدّس یُوحنّا یہ کہنے سے نہیں جھجکتا: "جو کُچھ پیدا ہُوا اُس میں سے کوئی چیز بھی اُس کے بغیر پیدا نہیں ہُوئی"۔

قُدرت کا تمام حُسن وجمال اُس کا خلق کیا ہُوا ہے۔ وُہ اُس کا حشمت وجلال کا بِن سِلا لباس ہے۔ حکمت و سائنس فقط اُس خُوبصُورتی اور ترتیب کو دریافت یا اُس کی نقل ہی کر سکتی ہے جو ازل سے قُدرت میں پنہاں ہے کیونکہ خُداوند مسیح کے مُبارک ہاتھوں نے اُنہیں وہاں رکھا ہے۔ شفق "اُس مُقدّس ہستی کا رنگین لباس ہے جو فقط ایک گھنٹہ ہُوا قتل کیا گیا"۔

تمام فنونِ لطیفہ مثلاً مصوّری۔ سنگ تراشی۔ موسیقی اور فنِ عمارت وغیرہ سب کی لطافت اور نفاست کا سبب خُداوند مسیح کی زندگی کی مُبارک تاثیر اور اُس کی موت ہی ہے۔ کئی بار مصوّروں اور ماہرینِ موسیقی نے اپنے فائدے اور اپنی تلقین کی خاطر اُس کی پوشاک اُتاری اور پھر اُسے برہنہ اور ذلیل کر کے لٹکا رہنے دیا۔ ڈارون[ف] اپنے نظریہ درباب "ماہیّتِ اجناس" میں انسان کی ماہیّت اور قُدرت میں اُس کا درجہ دکھانے کی کوشش کرتا ہے لیکن وُہ ابنِ آدم کو بالکل نظرانداز کر دیتا ہے۔ خُداوند مسیح کی ماہیّت کیا تھی؟ عالمِ موجُودات کے پار ایک ایسا عالم اور بھی ہے جو سائنس کے فہم و ادراک سے بالاتر ہے جب ہم مخلُوق کو اُس کے خالق سے جُدا کر دیتے ہیں اور مخلُوق کے تمام قوانین

ف DARWIN.

اور قواعد کو خالق کی ہستی کے بغیر سمجھنا چاہتے ہیں تو کیا ایسے کرنے سے ہمارا مبلغ علم بڑھ جاتا ہے یا کم ہو جاتا ہے۔ شاید لوگوں نے یروشلیم میں خداوند یسُوع کو دیکھ کر یہ کہا ہو کہ دیکھو وُہ ناصرت کا رہنے والا بتاتا ہے جس کی پوشاک بن سِلی ہے لیکن کیا ایسے لوگوں کی رسائی اُس کے دِل تک ہُوئی؟

محض سائنس میں اخلاقی خُوبیوں کو کوئی قدر و مرتبہ حاصل نہیں چنانچہ مسٹر ٹی۔ ایڈمیز کہتا ہے "اگر ہم سائنس کے مروّجہ تصوّرات کو کامل طور سے قبول کر لیں تو ہم انسانی زندگی کی تمام خُوبیوں کو ضائع کر دیتے ہیں۔ انواع واقسام کے ہُنر اس مُضر اثر کو ظاہر کر رہے ہیں مثلاً آج کل کے قصّے کہانیوں اور افسانوں ہی کو لے لو۔ کہ انسانی چال چلن کچھ حقیقت ہی نہیں رکھتا اور شخصیّت فقط ایک فرضی شے ہے اور آزادیٔ اعمال فقط ایک خواب ہے اور ہم محض دماغ کی تبدیلیوں کا ایک سلسلہ ہیں اور بس اِتنی سی وُقعت و منزلت رکھتے ہیں جتنی ایک بے چارے جگنُو کو لکڑی کے خُشک کُندے پر حاصل ہو تو پھر کوئی بتائے کہ ان کے متعلّق لکھنے لکھانے سے کیا فائدہ؟"

فلسفہ نے بھی خُداوند مسیح کو برہنہ کر رکھا ہے اور فلسفہ دان عقلمندی سے کہیں یا بے عقلی سے، کچھ ایسے مسائل پر بحث کرتے ہیں جن کا جواب دینے کے لئے خُداوند مسیح نہ فقط آپ آیا تھا بلکہ جن کا جواب وُہ بذاتِ خُود ہے لیکن بعد ازاں یہ لوگ

اپنے بحث و مباحثہ سے اُسے خارج کر دیتے ہیں ۔ حال ہی میں ایک نئی کتاب "فلسفہ جدید سے متعلق مسائل" شائع ہو کر امریکہ کے کالجوں میں عموماً استعمال ہو رہی ہے ۔ اس ضخیم کتاب کے کُل ۵۰۵ صفحوں میں ایک جگہ بھی خداوند مسیح کی جانب کوئی اشارہ نہیں پایا جاتا حالانکہ وُہ فلسفہ کے بُنیادی سوالات کا جواب دینے آیا تھا مثلاً ہم کہاں سے آئے ہیں ؟ اور ہم یہاں کیوں موجود ہیں ؟ ہماری صحیح فطرت کیا ہے ؟ ہمارا انجام کیا ہے ؟ زندگی کیا ہے ؟ موت کیا ہے ؟ رنج والم کا راز کیا ہے ؟ اور انسانیت کی اُمید کیا ہے ؟ کیا سپینوزا (SPINOZA) ہیگل (HEGEL) شوپنہور (SCHOPENHAUER) کانٹ (KANT) ہکسلے (HUXLEY) سپنسر (SPENCER) برگسن (BERGSON) اور اسی قسم کے دیگر فلسفی کیا خداوند مسیح کی پوشاک پر قُرعہ نہیں ڈال رہے ہیں ؟

جدید علمِ اخلاق خُداوند مسیح سے پہاڑی وعظ تو لے لیتا ہے لیکن کلوری پر چڑھنے سے اُسے صاف اِنکار ہے ۔ وُہ جو باغِ گتسمنی میں کبھی داخل ہی نہیں ہُوئے اور خُداوند مسیح کی جان کنی سے واقف نہیں وُہ عالم گیر اُخوّت اور خُدا کی ابوّیت کے متعلق چرب زبانی تو بہت دکھاتے ہیں لیکن وُہ اُس کی اصل قدر و قیمت سے واقف نہیں ۔ جدید مسیحی الٰہیات اور جدید غیر مسیحی مذاہب اور جدید یہُودیت سب کے سب خُداوند مسیح کے اخلاق کو تو لینا چاہتے

ہیں لیکن اُس کی الوہیت کا اِنکار کرتے ہیں۔ جو کچھ سچائی، خوبصورتی اور شرافت اِن جدید مذاہب اور فلسفوں میں موجود ہے وہ ایسی پوشاک ہے جو مستعار لی ہوئی ہے "جب سپاہی یسوع کو صلیب دے چکے تو اُس کے کپڑے اُتار کر چار حصے کیئے یعنی ہر سپاہی کے لئے ایک حصہ۔"

اربابِ معیشت ایک معاشرتی انجیل کی منادی کرتے ہیں لیکن یہ بھول جاتے ہیں کہ معاشری انجیل بیت لحم میں پیدا ہوئی تھی اور انسانیت کے حقوق پر گلگتا میں خداوند مسیح کے خون سے مہر لگائی گئی۔ صلیب جو پہلے ذِلّت و رُسوائی کا نشان تھی اب خداوند مسیح کے خون کے باعث رحم، صلح و سلامتی، محبت و دلبری اور شہادت و محبوبیت کا نشان بن گئی۔ پس یہ بالکل ناممکن ہے کہ ہم معاشری خدمت کا ذِکر کریں اور خداوند مسیح کو نظر انداز کر دیں جب کبھی ہم صلیبِ احمر کے شفاخانوں اور خیرات خانوں میں جاتے ہیں وہاں مسیحی رُوح تو موجود ہوتی ہے لیکن خداوند مسیح اور اُس کے پیغام کا کوئی نشان نہیں پاتے۔ یہ دیکھ کر ہم فوراً مریم کے ہم نوا ہو کر پکار اُٹھتے ہیں "میرے خداوند کو اُٹھا لے گئے اور معلوم نہیں اُسے کہاں رکھا۔" نشان تو بلاشک موجود ہے لیکن خداوند مسیح کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے، اُس کے لئے اندر کوئی جگہ نہیں ہم عیدِ ولادت کی مبارکبادیاں بھیجنے کا اہتمام تو بڑے وسیع پیمانے

پر کیا کرتے ہیں لیکن اُن رقعوں پر جو اُس کی ولادت کی خبر دیتے ہیں اُس کی آمد کا کوئی پیغام موجود نہیں ہوتا۔ پوشاک تو موجود ہوتی ہے لیکن خود خداوند مسیح غائب ہوتا ہے جبکہ ہنوز خداوند مسیح صلیب پر برہنہ اور تنہا لٹکا ہوتا ہے تو لوگ اُس کی پوشاک پہ قرعہ ڈالتے ہیں اور جب اُس کا ٹھٹھا اُڑا چکے تو اُس کی پوشاک اُس پر سے اُتار لی"۔ (متی ۲۷: ۳۱)

پس یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ آبائے کلیسیائے یونان نے خداوند مسیح کے دکھ اُٹھانے کی نماز کی ترتیب میں ہمارے نجات دہندہ کے تمام مصائب کو جداگانہ شمار کرنے اور اُن کے ذریعہ سے رحم کی التجا کرنے کے بعد یہ اضافہ کیا ہے "تو اپنی **نامعلوم** تکلیفوں اور مصیبتوں کی خاطر جو تو نے صلیب پر اُٹھائیں اور جن کا ہمیں صاف و صریح علم نہیں، ہم پر رحم کر اور ہمیں بچا"۔ ہمیں بھی اُسی دعا کی ضرورت ہے۔ مسیحی بھی خداوند مسیح کی مانند صلیب پر برہنہ کیا جاتا ہے۔ شاگرد اپنے اُستاد سے بڑا نہیں ہوتا۔ ہماری اصلیت ہماری صلیب پر ہی ظاہر ہوتی ہے۔ مقیبت کے برداشت کرنے سے ہی تجربہ حاصل ہوتا ہے۔ موت کے اُس دردناک پل پر سے برہنہ شخصیت کے سوا اور کسی چیز کا گذرنا ناممکن ہے۔ کارلائل انسانیت کا نقشہ کھینچ کر دکھاتا ہے کہ جب بنی نوع انسان کو برہنہ کیا

جاتا ہے اور اُس کی پوشاک کی زینت اُن سے جُدا کر لی جاتی ہے تو تمام انسان ایک دُوسرے کے ہم شکل ہوتے ہیں یعنی جب رتبہ و منصب و منزلت کی بزرگی اور حشمت انسان سے دُور ہو جاتی ہے تو اُن میں باہم کوئی فرق باقی نہیں رہتا۔ انسان کی اصلی طبیعت و ماہیت کا انکشاف فقط رنج و الم کے ذریعہ سے ہوتا ہے۔ آگ میں تائے جانے اور صلیب پر کھینچے جانے سے ہی انسان کی حقیقت ظاہر ہوتی ہے۔ خُداوند یسُوع مسیح گیسٹس (GESTAS) اور ڈیسمس (DESMAS) تینوں صلیب پر لٹک رہے ہیں، ایک گُناہ میں مرا، ایک گُناہ کے اعتبار سے مُردہ ہے اور تیسرے کے ذریعہ سے گُناہ کی موت واقع ہوئی۔ ایک کافر ہے، ایک ایماندار ہے اور تیسرا نجات دہندہ ہے۔ ایک نے مر کر اپنی زندگی ضائع کی، دُوسرے نے زندگی حاصل کی، تیسرے نے اپنی زندگی کو فدیہ میں دے دیا۔ صلیب پر ہم خُدا اور اُس کی مخلُوق کو اُن کی حقیقی صُورت میں دیکھتے ہیں۔ موت ہماری رُوح کے سوا اور سب کُچھ ہم سے جُدا کر ڈالتی ہے ہماری ذات پر پردہ ڈالنے والی تمام اشیا ہم سے دُور ہو جاتی ہیں جب ہم خُدا کے حضُور عدالت میں حاضر ہوں گے تب ہم برہنگی کی حالت میں ہوں گے۔ ایوب کہتا ہے "اپنی ماں کے پیٹ سے مَیں ننگا باہر نکل آیا اور پھر ننگا وہاں جاؤں گا"۔

جب ہم موت کے دریا سے عبور کرتے ہیں تو ذیل کی آیت کی تصدیق ہوتی ہے "اور اُس سے مخلوقات کی کوئی چیز چھپی نہیں بلکہ جس سے ہم کو کام ہے اُس کی نظروں میں سب چیزیں کھلی اور بے پردہ ہیں"۔

لہٰذا خداوند مسیح کو صلیب پر لٹکے ہوئے دیکھ کر ہم یہ آرزو رکھتے ہیں کہ ہم بھی "اپنے آسمانی گھر سے ملبّس ہونے کے باعث ننگے نہ پائے جائیں۔" "مبارک وہ ہے جو جاگتا ہے اور اپنی پوشاک کی حفاظت کرتا ہے تاکہ ننگا نہ پھرے۔ لوگ اُس کی برہنگی نہ دیکھیں"۔ مکاشفات کی کتاب کی سات مبارک بادیوں میں سے اس مبارک بادی کی طرف بہت کم توجہ دی جاتی ہے۔

آسمان میں "پانا" مصدر کے لئے کوئی جگہ نہیں کیونکہ وہاں بننا مصدر اُس کی جگہ لے لیتا ہے۔ ہم وہاں پر کچھ پائیں گے نہیں بلکہ خود ایک غیر فانی میراث بن جائیں گے۔ یہ کون ہیں جو سفید جامے پہنے کھڑے ہیں؟ یہ اپنی راستبازی میں ملبّس نہیں ہیں اور اُن سفید لباس والوں کی انبوہِ کثیر کے عین درمیان وہ کھڑا ہے جو صلیب پر برہنہ کیا گیا تھا لیکن "اب پاؤں تک کا جامہ پہنے اور سونے کا سینہ بند سینے پر باندھے ہوئے تھا"۔

جی۔ ٹی۔ واٹس (G. T. WATTS) نے جو ایک مشہور مصور گذرا

ہے۔ فریڈرک شیلڈز (FREDERICK SHEILDS) سے دریافت کیا کہ "فیتھ" یعنی ایمان کی پوشاک کے لئے کون سے رنگ مناسب ہیں۔ اُس نے جواب دیا "ایمان انسان کے لئے جو حقیقی اشیا سے مقصود ہے آسمانی چیزوں کا یقین ہے اس لئے نیلگوں آسمان کا رنگ اس کے لئے موزوں ہے یعنی اس کے بازو اور اس کے چوغہ کے لئے، لیکن اس کا باقی لباس بے داغ اور سفید ہونا چاہیئے اور یہ اس لئے کہ وہ جو اعمال حسنہ کے ذریعہ سے راستبازی کو حاصل کرنا چاہتے ہیں ناکامیاب ہوتے ہیں کیونکہ یہ "فیتھ" یعنی ایمان کا انعام ہے"۔ بادشاہ کے سفید لباس سے ملبس ہو کر ہم آخرکار مندرجہ ذیل الفاظ کے رُوحانی اور علمی معانی کو سمجھیں گے یعنی "انہوں نے اُس کے کپڑے آپس میں بانٹ لئے"۔

صلیب سے متعلق جو زبور ہے وہ "اَے میرے خُدا اَے میرے خُدا تُو نے مجھے کیوں چھوڑا ہے" سے شرُوع ہوتا ہے اور بعض ترجموں کے مطابق "پُورا ہُوا" سے ختم ہوتا ہے۔ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ رنج والم کی بعید از قیاس گہرائیوں کے اظہار کے اعتبار سے اس زبُور سے بڑھ کر اور کوئی زبُور نہیں، یہ ہمارے خُداوند کی ہیجان کنی اور حالتِ نزع کی دردناک تصویر ہے۔ اُس کے آخری کلمات کا بیان اُس کے آخری آنسوؤں کا اشک دان اور اُس کی خوشی کے اختتام کی یادگار ہے۔ شاید داؤد اور اُس

کی مصیبتیں بھی اس میں کسی قدر پوشیدہ نہ ہوں لیکن جس طرح ستارے آفتاب کی روشنی میں معدوم ہو جاتے ہیں، اسی طرح جو اس میں خُداوند یسوع کو دیکھ لیتا ہے داؤد اُس کے لئے غائب ہو جاتا ہے بلکہ داؤد کی جانب اُس کا خیال تک بھی نہیں جاتا۔ یہاں ہمارے سامنے صلیب کے جلال اَور اُس کی تاریکی ہر دو کے بیانات موجود ہیں یعنی خُداوند یسوع مسیح کی مُصیبت اَور اُس کا جلال جو اُس کی مُصیبت کا نتیجہ ہے۔ اَے کاش! ہمیں فضل عنایت ہو کہ ہم اُس عظیم الشّان نظارہ کو دیکھ سکیں۔ چاہیئے کہ ہم مُوسیٰ کی مانند اپنی جُوتیاں اُتار کر کمال عاجزی اَور خاکساری سے اس مزمُور کا مطالعہ کریں کیونکہ ہماری کُتبِ مُقدّسہ میں سب سے پاک ترین مقام یہی ہے۔

(چارلس ایچ۔ سپرجن)

باب ششم

"اَے میرے خُدا! اَے میرے خُدا تُو نے مُجھے کیوں چھوڑ دیا ہے؟"

مسیح کے ہفت صلیبی کلمات میں فقط ایک ہی کلمہ ہے جسے مرقس اَور متّی ہر دو نے اپنی اناجیل میں لکھا ہے۔ بائیسویں زبُور کا آغاز انہی الفاظ سے ہوتا ہے لیکن دونوں مبشروں میں سے ایک نے بھی یہ ذکر نہیں کیا کہ کس پیشین گوئی کی تکمیل ہے۔ صلیب پر کامل چھ گھنٹے بعزت مُصیبت اَور عذاب اُٹھانے کے بعد ہمارے نجات دہندہ کے لب ہائے مُبارک سے یہ الفاظ نکلے۔ اُس کا پہلا کلمہ یہ تھا۔ "اَے باپ! اِن کو مُعاف کر کیونکہ یہ نہیں جانتے کہ کیا کرتے ہیں۔" یعنی مُعافی کے لئے دُعا۔ اُس کا دُوسرا کلمہ سلامتی اَور اطمینان کا وعدہ ہے۔ "مَیں تجھ سے سچ کہتا ہُوں کہ آج ہی تُو میرے ساتھ فردوس میں ہوگا۔" اُس کا تیسرا کلمہ اپنی ماں کو تسلّی دینے اَور اُس کے لئے فکرمند ہونے سے متعلق ہے۔ "اَے عورت! دیکھ تیرا بیٹا...... دیکھ تیری ماں۔" اس کے بعد تاریکی طاری ہوگئی۔ پھر تین آخری کلمات

سے پیشتر جو چند لمحوں کے عرصہ میں یکے بعد دیگرے کہے گئے
اُس نے نہایت دردناک آواز سے چلّا کر کہا "اے میرے
خدا! اے میرے خدا! تُو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا ہے؟"
اِن الفاظ میں ضرور کوئی خاص طاقت اور جذبہ مخفی ہے۔
اس کا ثبوت یہ ہے کہ دونوں مبشروں نے نہایت غور و خوض
کے بعد مسیح کے الفاظ عین اُسی زبان میں جس میں مسیح نے فرمائے
قلمبند کئے "ایلی - ایلی لما شبقتنی" پاک کلام میں مسیحائی زبور
کے علاوہ یہ الفاظ اور کہیں نہیں پائے جاتے۔ یہ چلّانے کی
آواز ایسی بھاری تکلیف کا اظہار کرتی ہے جو نہ تو اس سے
پیشتر کبھی دُنیا میں دیکھی گئی اور نہ ہی اس کی مثال پھر کبھی دیکھنے
میں آئے گی۔
کارتھوسیہ کے لوڈالف (LUDOLF) سے چودھویں صدی
کی ایک روایت منسوب کی جاتی ہے کہ ہمارے خُداوند نے
صلیب پر لٹکے ہوئے بائیسویں زبُور کی آیات کو دُہرانا شروع
کیا اور برابر یہی کرتا رہا، یہاں تک کہ وہ اکتیسویں باب کی پانچویں
آیت تک پہنچا کہ "میں اپنی رُوح کو تیرے ہاتھ میں سونپتا ہُوں"
اس میں کچھ شک نہیں کہ اس خیال کے علاوہ ہم مسیح کی زندگی
اُس کے مسیحائی علم اور اُس کی آگہی کی تشریح دیگر کُتب کی نسبت
مزامیر میں سب سے زیادہ واضح اور روشن پاتے ہیں۔ یہ

Scanned with CamScanner

بالکل صحیح ہے کہ بائیسویں زبور میں خداوند مسیح کی صلیبی موت کا بیان ایسے الفاظ میں مرقوم ہے اور ہم سوال کرتے ہیں کہ آیا یہ تاریخ ہے یا پیشین گوئی؟ البتہ سٹراس اور اس قسم کے دیگر لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس واقعہ کا انجیلی بیان محض فرضی ہے اور درحقیقت وقوع میں نہیں آیا بلکہ فقط اس لئے لکھا گیا کہ عہدِ عتیق کے اور ایک مقام کا بہ طریقِ نبوت پورا ہونا ثابت کیا جائے۔

لیکن ایماندار کے لئے اُس کے نجات دہندہ کا یہ کلمہ ان مصائب کا مظہر ہے جو اُسے برداشت کرنی پڑیں اور گنہگاروں کے لئے اُس کی محبت کا ثبوت ہے پس یہ آواز ہم کو اور جملہ مُقدسین کو للکار للکار کر کہہ رہی ہے کہ زور آور بنو اور ذیل کے الفاظ کے معانی کو بخوبی سمجھو یعنی اُس کی چوڑائی اور لمبائی اور اونچائی اور گہرائی کتنی ہے اور مسیح کی اس محبت کو جان سکو جو جاننے سے باہر ہے"۔

اگر صلیب عہدِ جدید کی مرکزی صداقت ہے تو یہ آواز اس صداقت کی اصل ہے اور اس کا زبردست اظہار مسیح کے دُکھ کے واقعات کا باادب مطالعہ کرنے والوں کے نزدیک یہ پاک ترین مقام ہے۔

سپرجن نے کیا خوب کہا ہے "ہمیں چاہیئے کہ ہم اس نہایت الم ناک کلمہ کے ہر ایک لفظ پر جداگانہ غور کریں۔ "تُو نے"۔ میں سمجھ سکتا ہوں کہ کیوں سرکش یہوداہ اور بزدل پطرس مجھے چھوڑ گئے لیکن تُو اے

میرے خُدا! میرے وفادار شفیق تُو مجھے کس طرح چھوڑ سکتا ہے؟
یہ اُس کے مصائب میں سے بدترین مُصیبت تھی۔ دوزخ کی آتش شعلہ زن خُدا اور رُوح کی باہمی جدائی ہے۔ "مجھے" یعنی اپنے بے عیب، فرماں بردار اور مُصیبت زدہ بیٹے کو، تُو نے مجھے کیوں ہلاک ہونے کے لئے چھوڑ دیا؟ اگر ہم تائب اور مُنفعل دِل سے صلیب پر لٹکے ہُوئے خُداوند مسیح کو دیکھیں تو ہم اِس زبردست مسئلہ کو سمجھ سکیں گے۔ خُداوند مسیح اس لئے چھوڑا جاتا ہے کہ ہمارے گُناہوں نے خُدا اور اُس کے درمیان جُدائی پیدا کر دی "کیوں"؟ اس عجیب و غریب حقیقت کا کیا سبب ہے کہ خُدا نے اپنے بیٹے کو ایسی حالت اور ایسے نازک وقت میں چھوڑ دیا؟ اس کا سبب خُداوند مسیح میں موجود نہیں تو پھر وُہ چھوڑا گیا؟ "چھوڑ"۔ اگر تُو مجھے تنبیہ کرتا تو شاید مَیں اس کی برداشت کر لیتا کیونکہ تیرے چہرے کا جلوہ مجھے نظر آتا رہتا لیکن آہ! تُو نے تو مجھے بالکل چھوڑ دیا۔ کیوں تُو نے ایسا کیا؟ "دیا" یعنی فی الحقیقت ایسا ہو گیا۔ ہمارا نجات دہندہ اس کے خوفناک اثر کو محسُوس کرتے ہُوئے یہ سوال پُوچھتا ہے یقیناً یہ بالکل سچ ہے لیکن کیسا پُر اسرار ہے۔ یہ محض چھوڑ دینے کی دھمکی نہ تھی جس کے باعث حق تعالیٰ نے بلند آواز سے چلّا کر یہ الفاظ کہے بلکہ اُس نے واقعی چھوڑے جانے کا تجربہ کیا۔

اُس جسمانی، رُوحانی اور دماغی تکلیف کا اندازہ لگانے کے

لئے جو اُس آواز سے آشکارا ہے، ہمیں اُن تمام واقعات پر دوبارہ غور کرنا چاہیئے۔ صلیب دیا جانا زمانۂ قدیم کے ایذا پہنچانے کے طریقوں میں سے سب سے زیادہ ہیبت ناک طریقہ تھا اور رُومی عدالت میں یہ جرائم کی انتہائی سزا متصوّر ہوتی تھی۔ اس میں جسمانی بے عزّتی اور جان کنی شامل تھی۔ جان کنی اس لئے کہ جسم کو غیر معمولی طور سے رکھنے اور ہاتھ پاؤں میں میخیں ٹھونکنے کے باعث سخت درد ہونا۔ پیاس کی آگ بھڑک اُٹھتی اور آخرکار طاقت بتدریج زائل ہوجاتی اور موت کی نوبت آپہنچتی۔ اس قسم کی بے عزّتی بالخصوص قوم یہود کے نزدیک بہت زیادہ سمجھی جاتی تھی کیونکہ وہ صلیب کو نہایت نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے اور اُس کو خُدا کی لعنت تصوّر کرتے تھے (گلتیوں ۳ : ۱۳ و استثنا ۲۱ : ۲۲) اس کے ساتھ ہی وہ تقابل بھی ملحوظ رکھنا چاہیئے جو خُداوند مسیح کی پاکیزگی اُس کی بے گناہی اور اُس کی الٰہی شان اور اُس وحشیانہ تمسخر مضحکہ اور نفرت کے تیروں کی بوچھاڑ کے درمیان ہے جو تماشہ بین زیرِ صلیب کھڑے ہو کر اُس پر چلا رہے تھے بلکہ وہ بھی جو اُس کے دائیں اور بائیں صلیب پر لٹکے تھے۔ سردار کاہن اُس کا ٹھٹھہ کرتے ہُوئے یُوں کہتے تھے کہ "اُس نے اوروں کو بچایا اپنے تئیں نہیں بچا سکتا......اُس نے خُدا پر بھروسہ رکھا ہے، اگر وہ اُسے چاہتا ہے تو اب اُس کو چُھڑا لے"۔ اس کے جواب میں ایک معجزانہ

تاریکی اس تمام نظارہ پر چھٹے گھنٹے سے لے کر نویں گھنٹے تک چھائی رہی۔ کامل تین گھنٹوں کی تاریکی کے بعد اپنی جان کنی اور عذاب اور مصیبت کی ظلمت کے باعث یسوع بلند آواز سے چلایا کہ "اے میرے خدا! اے میرے خدا! تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟"

میلنکتھن اور دیگر مصلحین اس آواز کا مطلب یوں بیان کرتے ہیں کہ یہ آواز اس امر کا ثبوت ہے کہ خداوند مسیح نے اپنی انسانی روح میں گناہ کے برخلاف غضب و قہر کا احساس کیا تھا۔ بعض کا یہ خیال ہے کہ یہ آواز اُس کی سیاسی تدابیر کی ناکامیابی کا اظہار تھی، یعنی ایک مایوس حُب الوطن کی نا اُمیدی کی آواز۔ بعض دیگر اشخاص جن میں شلئیر میچر (SCHLEIERMACHER) بھی شامل ہے کا یہ خیال ہے کہ یہ الفاظ اُس ماتمی زبور کا افتتاحی کلمہ ہیں جس کا اختتام بھی نہایت اعلیٰ ہے اور خداوند مسیح نے اُسے اپنے دعویٰ مسیحائی کے ثبوت میں دُہرایا تھا۔ مائر کہتا ہے کہ لوگوں سے رد کئے جانے کی وجہ سے "خدا کے ساتھ اُس کی یگانگی و رفاقت کا احساس ایک لمحہ کے لئے کسی قدر کم ہو گیا تھا۔" اولہوسن (OLHAUSEN) کہتا ہے کہ "یہ فی الحقیقت خدا کا اُسے ایک لمحہ کے لئے قصداً چھوڑنا تھا۔" ڈاکٹر فلپ شاپ (PHILIP SCHAFF) خداوند مسیح کے اس تجربہ کو باغِ گتسمنی کی جان کنی کا اُس پر نہایت شدت سے حملہ آور ہونا اور اُس کی کفارہ دہی کی

مصیبتوں کا اختتام کہتا ہے۔ یہ گناہ اور موت کا الٰہی تجربہ تھا یعنی نسلِ انسانی کے لئے گناہ اور موت کے اندرونی باہمی تعلق اور اُن کی عالمگیر حقیقت کو ایک ایسے شخص نے دریافت کیا جو بالکل بے عیب اور پاک ذات تھا۔ یہ تجربہ ایک ایسی پُر اسرار اور ناقابلِ بیان جسمانی و رُوحانی تکلیف تھی جو قریب الوقوع موت کے خیال بلکہ دراصل موت ہی سے کشمکش کرنے کے باعث تھی۔ موت گناہ کی مزدوری اور تمام انسانی تکلیفوں کا اختتام ہے حالانکہ مسیح اس سے بالکل آزاد تھا تو بھی اُس نے اُس بے مثال محبت کے باعث جو اُسے انسان سے ہے اُسے ارادتاً اختیار کر لیا تھا۔

یقیناً ہم اُسے خداوند مسیح کا موت سے خوف زدہ ہونا اور انجام اور نتیجہ کی برداشت کرنے میں اخلاقی دلیری کی کمی نہیں کہہ سکتے۔ جین جیکوس رُوسو (JEAN JACQUES ROUSEAU) جیسا کافر بھی یہ کہتا ہے کہ اگر سقراط نے ایک فلاسفر کی مانند اپنی جان دی تو یسُوع ناصری کی موت تو ایک خدا کی موت تھی۔"

ہم خداوند مسیح کے صلیب پر بلند آواز سے چلّانے کے معانی اُس وقت تک ہرگز نہیں سمجھ سکتے جب تک ہم یہ ایمان نہ لے آئیں کہ وُہ ہمارے گناہوں کو لے کر صلیب پر چڑھ گیا اور

جب تک ہم اُس کی موت میں اپنے گناہوں کے فدیہ کے قائل نہ ہو جائیں (لیکن اگر ہم یہ مان لیں کہ خداوند مسیح خُدا کا برّہ تھا اور خُدا نے اُس پر ہم سب کی بدکاریاں لاد دیں) تو ہم اِس تکلیف کے سربستہ راز کو معلوم نہیں کر سکتے ہیں۔

اگر خُداوند مسیح کی موت فقط ایک شہید کی موت تھی جس نے کسی عظیم الشّان حقیقت کے لئے اپنی جان دی تو یہ بے آواز، بے موقع اور بے محل ٹھہرتی ہے لیکن اگر اُس کا مرنا ایک بے عیب کا گُنہگاروں کے لئے مرنا تھا اور اگر وُہ ہمارے لئے گناہ بنا تو ہمارے اور تمام دُنیا کے گُناہ ہمارے نجات دہندہ کے دہن مُبارک سے یہ تکلیف اور دُکھ کی آواز نکلواتے ہیں۔ کفّارہ کیا ہے؟ کفارہ انسان کے گُناہ کے عوض خُدا کے پیارے بیٹے کی سزا ہے جو اُس نے انسان کا قائم مقام ہو کر خُدا کے عدل و انصاف کے تقاضا کو برقرار رکھنے کے لئے اُٹھائی۔

اگر ہم کفّارہ کی مذکورہ بالا تعریف کو ناپسند کرتے ہیں تو ہم عظیم الشان حقیقت کو عشائے ربّانی کی نمازوں میں جس کو ہم خُداوند مسیح کی مَوت کی یادگاری کے لئے برقرار رکھتے ہیں اور جو کلیسیا میں رائج ہیں، دیکھ سکتے ہیں۔ بلجیم اور ہالینڈ کی اصلاح یافتہ کلیسیاؤں نے جو مسئلہ کفّارہ کی تشریح و توضیح کی ہے بھلا اُس سے زیادہ خوبصورت تشریح اور کیا ہو سکتی ہے

یعنی ہم ایمان رکھتے ہیں کہ اُس نے اپنے مُبارک بدن کا صلیب پر ٹھونکا جانا اس لئے گوارا کیا تاکہ اُس پر وُہ ہمارے گناہوں کی تحریر کو ثبت کرے اَور کہ اُس نے اُس لعنت کو جو ہمارا حِصّہ تھی اپنے اُوپر اُٹھالیا تاکہ ہم کو اپنی برکتوں سے معمُور کردے اَور کہ اُس نے اپنے آپ کو جسمانی اَور رُوحانی طور سے دوزخی آزار اَور ملامت کے ماتحت کردیا، جب اُس نے صلیب پر لٹکے ہُوئے بلند آواز سے چلّا کر کہا "اَے میرے خُدا! اَے میرے خُدا! تُو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟" تاکہ خُدا ہمیں نہ چھوڑے اَور ہم خُدا کے حضُور مقبولیّت حاصل کریں۔

مسز براؤننگ (MRS. BROWNING) کی نظم کے آخری الفاظ جو کاؤپر (COWPER) کی قبر پر کُندہ ہیں، یہی خیال ظاہر ہوتا ہے۔

ایک مرتبہ عمانوایل کی تنہائی کی حالت میں "اَے میرے خُدا اَے میرے خُدا! تُو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا"۔ چلّانے کی آواز نے اس دُنیا کو تہ و بالا کر دیا۔ وُہ صدا گونجے بغیر آسمان پر پہنچی۔ وُہ اُس گمراہ شدہ مخلُوق کے درمیان سے اُس کے مُبارک لبوں سے نکلی۔ وُہ اس لئے کہ بعد ازاں اُس گمراہ شدہ مخلوق کے کسی فرد کو پھر ایسے دردناک الفاظ نکالنے کی ضرُورت نہ محسُوس ہو۔

"اُس نے ہم سب کی بدکاریاں اُس پر لادیں" یعنی ہمارے گناہ، ہمارے بدنما داغ، ہماری ضربیں، ہماری پشیمانی، ہماری کوتاہیاں، ہمارے قصور، ہماری لغزشیں، ہمارے جرم ہماری خطائیں، ہماری خلاف ورزیاں، ہماری تقصیریں، ہماری جہالت ہماری نجاست اور ہماری بدکاریاں۔ ہم کو اس حقیقت کے خوفناک احساس سے گھبرانا نہیں چاہیئے۔ ہم کبھی اپنے غرور اور اپنے تکبّر کو نظرِ حقارت سے نہیں دیکھ سکتے جب تک ہم پہلے یہ محسوس نہ کرلیں کہ خُدا کے ساتھ ہمارا میل فقط اس سبب سے ممکن ہے کہ "وہ" گناہ سے واقف نہ تھا اُسی کو اُس نے ہمارے واسطے گناہ ٹھہرایا تاکہ ہم اُس میں ہو کر خُدا کی راستبازی ہو جائیں۔ مسیح جو ہمارے واسطے لعنتی بنا اُس نے ہمیں مول لے کر شریعت کی لعنت سے چھڑایا"۔ وہ فقط ہمارے ہی گناہ کی خاطر نہیں بلکہ تمام دُنیا کے گناہ کی خاطر خدا سے چھوڑا گیا۔ گویا زمانوں کے گناہ اور اُن کی شرمندگی ایک بحرِ بیکراں و موج زن پانیوں کی مانند اُس پر سے گُزری گہرائیاں گہرائیوں کو پُکارتی ہیں۔ وحشی انسان کی تمام نامکمل نفسانی خواہشات اور اُن کی جہالت کی تاریکی، بنی اسرائیل کی خودپسندی اور خودآرائی نینوہ اور صُور کی شیخی مصر اور بابل کے ظُلم وستم، فرقوں اور گروہوں کی بے انصافی بازاروں کے جرم وگناہ قحبہ خانے اور جنگ کے میدان بیہودہ

کا پکڑوانا، قیدی پطرس کا انکار اور خداوند مسیح کے دیگر شاگردوں کی فراری، پیلاطس، ہیرودیس اور کائفا کی تقصیریں بلکہ زمانہ گذشتہ حال و مستقبل کی بدکاریاں، یہ تمام باتیں اُس کی رُوح کو پست کر رہی تھیں جس کا نتیجہ یہ دردناک صدا تھی! اُس دِل کو جو خدا کا مقدس تھا، گناہ آلودہ دُنیا کا تصور باغ گتسمنی میں ایک گھنونی صورت بن کر ستا رہا تھا۔ صلیبی دُکھ نہایت تاریک اور حقیقی تھا۔ خداوند مسیح کی رُوح کا دُکھ فی الحقیقت اُس کا اصل دُکھ تھا۔

فورسیتھ (FORSYTH) کہتا ہے کہ خداوند مسیح کا دُکھ اُٹھانا اور اُس کی موت درحقیقت عام انسانی دُکھ اور مصیبت سے کہیں بڑھ کر ہے کیونکہ وہ عمل کفارہ تھا۔ تاریخ کلیسیا (ہر دو رومن کیتھلک اور پراٹسٹنٹ) کے مختلف مدارج پر خداوند مسیح کے دُکھوں پر کسی قدر مبالغہ کے ساتھ زور دیا جاتا ہے لیکن اصل میں خداوند مسیح کے دُکھ پر اتنا زور نہیں دینا چاہیئے جتنا اس امر پر کہ اُس نے "کیا کیا"۔ مسیح کا دُکھ اُٹھانا ایک الہٰی فعل ہے کیونکہ اُس نے بے آسانی اس کو ایک کارِ عظیم میں تبدیل کر دیا۔ یہ مصیبت خوشی سے گوارا کی گئی اور پاک اور مقدس اطاعت و فرماں برداری کے ذریعہ سے ان حالات کے تحت جو گناہ اور لعنت کے باعث خدا کی پاکیزگی کے بموجب انسان پر وارد ہوئے تبدیل کی گئی۔ یہ مصیبت خدا کی

پاکیزگی اور اُس کے حُسنِ تقدّس کے سامنے ایک قُربانی تھی۔یہاں تک
تو یہ سزا ٹھہری لیکن اس مُصیبت کی شدّت اور اس کی انتہا نہیں
بلکہ اس کی اطاعت اور اس کی پاکیزگی ہی انسان کے لئے کفّارہ
ٹھہری"۔

انسان کو اس آواز کی تشریح کرنے سے کسی قدر خوف آتا ہے۔ان
تمام باتوں کے باوجُود جو انسان نے اس کے معانی کو روشن کرنے
کے لئے کہی ہیں، یہ ایک چیستان ہی ہے یعنی کفّارہ ایک ناقابلِ
حل حقیقت ہے۔خُدا جو قادرِ مُطلق اور محبت کرنے والا باپ
ہے، اُس نے کیوں اپنے اکلوتے بیٹے کو اس انتہائی تکلیف کی
تاریکی میں اکیلا چھوڑ دیا؟ بعض لوگ نہایت جرأت اور دلیری سے
یہ کہتے ہیں کہ مسیح خُدا کے غضب و قہر کا تختۂ مشق بنا۔اگر اس خیال
کی نہایت احتیاط سے ترمیم نہ کی گئی تو یہ تصوّر بہت تکلیف دہ
ثابت ہوگا۔ممکن نہیں کہ الٰہی ستم رسیدہ شخص ایک لمحہ کے لئے
بھی باپ کے غضب کا تختۂ مشق بنا ہو۔ وُہ آسمان سے فقط اسی
لئے آیا تاکہ باپ کی مرضی بجالائے اور اُس لاانتہا محبّت کے
مقصد کو تباہ شُدہ دُنیا کو نجات بخشنے کے کارِ اہم کے ذریعہ سے
انجام دے۔خواہ ایسا کرنے سے اُس کی پاک ذات کو کتنا ہی
دُکھ کیوں نہ پہنچے بلکہ برعکس اِس کے اس سے پیشتر باپ کی توجہ اور
اُس کی محبّت بیٹے پر کبھی اس سے زیادہ مرکُوز نہ تھی۔"باپ

مجھ سے اس لئے محبت رکھتا ہے کہ میں اپنی جان دیتا ہوں تاکہ اُسے پھر لے لوں۔" خداوند مسیح نے خود بیش ازیں وقت اس قدر یہ محسوس نہ کیا ہو گا کہ وہ باپ کی مرضی بجا لا رہا ہے اور اس لئے باپ اُس سے خوش ہو گا اور اُسے کبھی اکیلا نہ چھوڑے گا۔

اس دردناک صدا میں خداوند مسیح کی تنہائی کا وہ احساس پنہاں ہے جو مجسم ہونے کے ایام میں اُس نے محسوس کیا تھا اور جس کا خاتمہ صلیب پر ہی ہوا۔ "میں نے تن تنہا انگور کو کولھو میں کچلا۔"

وہ اپنی پیدائش کے وقت تنہا تھا۔ ناصرت میں اُس نے اپنے ایام زندگی تنہائی میں بسر کئے۔ بعد ازاں صحراؤں اور پہاڑوں کی بلند چوٹیوں پر اُس نے تنہائی کے لمحے گذارے۔ اُس کے متعلق عوام کی غلط فہمی، اُس کی پیشوائی، اُس کی آزمائش اور اُس کی دُعائیں یہ سب اُس کی تنہائی کا سبب تھیں۔ وہ عوام کے درمیان رہ کر تن تنہا رہا۔ پہاڑ پر اپنی صورت کے تبدیل ہونے کے وقت وہ اکیلا ہی تھا۔ یروشلیم پر ماتم کرتے اور اُس پر آنسو بہاتے وقت وہ اکیلا تھا۔ باغ گتسمنی اور کوہ کلوری پہ وہ اکیلا ہی رہا۔ "سارے شاگرد اُسے چھوڑ کر بھاگ گئے۔" "اُنہوں نے مجھ سے مُفت عداوت کی۔" "کیونکہ اُس نے کسی طرح کا ظلم نہ کیا اور اُس کے مُنہ میں ہرگز چھل نہ تھا لیکن خداوند کو پسند آیا کہ اُسے کُچلے۔ اُس نے اُسے غمگین کیا۔"

صلیب کی تنہائی کا بیان کرتے ہوئے رابرٹ کیمبل کہتا ہے۔

"میرا خیال ہے کہ وُہ یقینی طور پر اپنے تجرباتِ زندگی کو ظاہر کر رہا تھا۔ ایسے تجربے جو اُس وقت تک اُس مردِ غم ناک نے خاموشی کے ساتھ حاصل کئے ہوں گے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ صلیب پر وُہ زیادہ شدید معلوم ہُوئے ہوں گے۔ وُہ تنہا مرد جو دُنیا سے اس لئے ردّ کیا گیا کیونکہ وُہ گُناہ سے مُبرّا تھا۔ خُدا سے اس لئے ردّ کیا جاتا ہے کیونکہ وُہ گُناہ بنا۔ آہ! یہ کیسی محبّت ہے جو قیاس سے بالاتر ہے۔ آہ! اُس کی تنہائی کی فتح کیسی عجیب و غریب ہے۔ اُس نویں گھنٹے میں خُداوند یسُوع ہمارا خُداوند دُنیا میں ایسی تنہائی کی حالت میں تھا جو انسان کے اِدراک و فہم سے باہر ہے!"

"ملک مصر کے بادشاہی مقبروں کے کتبوں اور منقوشات پر جگہ جگہ زندگی کی کُنجی (مفتاح الحیات) کا نشان دیکھا جاتا ہے۔ عجیب بات ہے کہ وُہ نشان صلیب کی شکل میں ہے۔ جب ہم اپنی گول میزوں کے چوگرد بیٹھے تھے تو یکایک ہمارے دِلوں میں یہ خیال گُذرا کہ صلیب ہی مُفتاح الحیات ہے اور یہاں زیرِ صلیب ہم نے تمام اشیا کی ماہیّت پر غور کیا۔ ہم نے یہ محسُوس کیا کہ اس میں یعنی صلیب ہی میں عالمِ موجُودات کی حقیقت ہم پر روشن ہوتی ہے اور اگر ہماری رسائی اُس دُکھ اور تکلیف تک ہو جائے جو صلیب میں مخفی ہے تو ہم زندگی کے معانی کو سمجھ سکیں گے۔

بلاریب مسیح ایک راز ہے اور اس کا حل اُس کی قُربان ہونے
والی رُوح میں موجود ہے اور وہ راز حل بھی کہاں ہوتا ہے؟ صلیب
پر! اس کا سمجھنا مسیح کو سمجھنا ہے۔ مسیح کو سمجھنا خدا کو سمجھنا ہے
اور خدا کو سمجھنا عالم موجودات اور زندگی کے معانی کو سمجھنا ہے
پس صلیب ہی وہ واحد کُنجی ہے جس کو اگر میں اپنے ہاتھ سے
جانے دوں تو پشیمان ہو جاتا ہوں اور کائنات کا راز مجھ پر نہیں
کھلتا لیکن اس کُنجی کو اپنے قبضہ اور اپنے دل میں رکھتے ہوئے میں
اس راز کو معلوم کرنے پر قادر ہوں"۔ (اقتباس از "کرائسٹ ایٹ
دی راؤنڈ ٹیبل" تصنیف ای سٹینلی جونس)

باب ہفتم

"دیکھو خُدا کا برّہ"

وسط ایشیا سے خُداوند یسُوع مسیح کی ایک جلا وطن خادمہ جس نے اہلِ اسلام کے درمیان نہایت تن دہی سے طویل خدمت کی ہے، یوں کہتی ہے "ہم یہاں ابتدائی باتوں کو سب سے آگے رکھنا سیکھتے ہیں اور پھر بتدریج نہایت عقلمندی اور استقلال کے ساتھ اپنے واحد مقصد تک پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ میری رائے یہ ہے کہ ہمیں بیرونی دُنیا کو دکھائے بغیر خاموشی کے ساتھ ایسا کرنا چاہیئے تاکہ ہم اس اندرونی دُنیا میں جہاں ہمارے خُداوند نے ہمیں رکھا ہے واقعی کچھ خدمت انجام دے سکیں۔ آج کل مسیح کے نام کی گواہی دینے کے لئے ہمیں آزادی حاصل ہے لیکن اندیشہ یہ ہے کہ کسی وقت بھی یہ آزادی ہم سے چھن نہ جائے لہٰذا ہمیں نہایت دانش مندی کے ساتھ وقت کو غنیمت جان کر اس کا مناسب و واجب استعمال کرنا چاہیئے"۔

کیا ہم مسیح کے گواہ ہونے کی حیثیت میں یہ سوال نہیں پُوچھ سکتے کہ یہ مقصد کیا ہے؟ ہمارے پیغام کا مرکز کیا ہے؟ وُہ کونسی ایسی حقیقت ہے جسے ہمیں ضرور ظاہر کرنا ہے؟ وُہ کونسا ایسا مرتبہ اعلیٰ

وبرتر اور محرک پیغام ہے جو ہمیں غیر مسیحی دُنیا کو پہنچانا ہے؟ کیا وُہ پیغام یُوحنّا اصطباغی کے الفاظ سے ظاہر نہیں ہوتا جو بنی اسرائیل کے لئے ایک نئے پیغام کا پہنچانے والا تھا؟ بنی اسرائیل اور اہلِ اسلام میں بہُت سی باتیں مُشترکہ ہیں۔ بیابان میں پُکارنے والے کی آواز ایک ہی پیغام سُنا رہی ہے یعنی "دیکھو خُدا کا برّہ"!

ہیرودیس کی تیغِ آبدار نے یُوحنّا کو جلد جامِ شہادت پلایا اور یُوں اُس سے خُداوند مسیح کے پاک نام کی شہادت دینے کی آزادی لے لی گئی لیکن جب تک اُسے یہ آزادی حاصل تھی اُس نے ابتدائی باتوں کو پیش پیش رکھا۔ یہ قیصر تبریاس کے عہد کا پندرھواں سال تھا۔ پنطس پیلاطُس یہُودیہ کا حاکم تھا۔ ہیرودیس گلیل پر حکمران تھا اور فلپس اور لائیسیئس (LYSIAS) چوتھائی مُلک کے حاکم تھے۔ حنّا اور کائفا کے سپرد ہیکل کی عبادت اور قُربانیوں کا انتظام تھا۔ رُومی سلطنت میں بغاوت کے آثار نمودار تھے۔ بہُت سے نئے فرقے اور جماعتیں بن گئی تھیں جو اپنے اپنے فلسفے پیش کر رہی تھیں لیکن ان میں سے ایک میں بھی کوئی زندہ جاوید اُمید نہ تھی۔ لہٰذا خُدا کا کلام بیابان میں یُوحنّا پر ظاہر ہُوا اور اُس نے جو کُچھ سُنا اُس کی مُنادی کی یعنی "دیکھو خُدا کا برّہ"!

یہ الفاظ یعنی "خُدا کا برّہ" ہمارے خُداوند کے لقب کی صُورت میں دو مرتبہ مُقدّس یُوحنّا اور ایک مرتبہ مقدّس پطرس کے پہلے خط میں مذکُور ہیں۔ مقدّس یُوحنّا اس لقب کو تصغیر کی صُورت میں مکاشفہ کی

کتاب میں اٹھائیس مرتبہ استعمال کرتا ہے۔ اگر ہم ان مقامات کا مطالعہ کریں تو ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ اُس شاگرد کے نزدیک جو خُداوند کے سینہ پہ سَر رکھ کر تکیہ کرتا تھا اور جو دیگر شاگردوں کی نسبت اُس کی نجات بخش محبّت کے راز سے بیشتر واقف تھا، اِن الفاظ کو کس قدر اہمیّت حاصل تھی۔ یہ الفاظ سب سے پیشتر یُوحنّا اصطباغی کی گواہی میں مذکور ہیں جو اُس نے خُداوند مسیح کی نسبت دی۔ "دُوسرے دِن اُس نے یسُوع کو اپنی طرف آتے دیکھ کر کہا دیکھو! یہ خُدا کا برّہ ہے جو دُنیا کے گُناہ اُٹھا لے جاتا ہے"۔ اُس سے اگلے دن پھر یردؔن کے اُس پار شاید بیت عنیاؔ یا بیت اباؔرہ میں یُوحنّا اور اُس کے شاگردوں میں سے دو شخص کھڑے تھے اُس نے یسُوع پر جو جا رہا تھا نگاہ کر کے کہا "دیکھو یہ خُدا کا برّہ ہے"۔

مُقدس پطرس اس لقب کو بالکل اُسی طرح نہیں استعمال کرتا لیکن گُناہوں سے خلاصی حاصل کرنے کے متعلّق ذِکر کرتے ہُوئے یُوں کہتا ہے کہ "یہ فانی سونے اور چاندی کے ذریعہ سے نہیں ہو سکتی بلکہ ایک بے عیب اور بے داغ برّے یعنی یسُوع کے بیش قیمت خُون سے"۔

پتمسؔ کے جزیرے میں یُوحنّا کے مکاشفہ کے ذریعہ سے دفعتہً ہماری ملاقات یہُوداہؔ کے قبیلے کے اس ببر سے ہوتی ہے جو خُدا کا برّہ بھی ہے۔ "اور مَیں نے اُس تخت اور چاروں جانداروں اور ان بزرگوں کے بیچ میں گویا ذبح کیا ہُوا ایک برّہ دیکھا۔ چوبیس بزرگ اس

برّہ کے سامنے گر پڑے (مکاشفہ ۵ : ۸) اور ایک نیا گیت گانے لگے
اور فرشتے جو شمار میں لاکھوں کروڑوں تھے بلند آواز سے یہ کہتے ہوئے
سُنائی دیے "ذبح کیا ہُوا برّہ ہی قدرت اور دولت اور حکمت اور طاقت
اور عزّت اور تمجید کے لائق ہے" تمام مخلوقات بھی جواب میں برّہ کی
حمد و عزّت کے گیت گاتی ہے۔

پھر ہم پڑھتے ہیں کہ برّہ خُدا کی سات مُہروں میں سے ایک کو کھولتا
ہے اور خُدا کا غضب پے در پے ظاہر ہوتا ہے، یہاں تک کہ لوگ خوفزدہ
ہو کر چلاّ کر "پہاڑوں اور چٹانوں سے کہنے لگے کہ ہم پر گر پڑو اور ہمیں
اُس کی نظر سے جو تخت پر بیٹھا ہُوا ہے اور برّہ کے غضب سے چھپا لو"
(مکاشفہ ۶ : ۱۶) نجات یافتہ لوگوں کی ایک بڑی جماعت سفید جامے
پہنے تخت اور برّہ کے آگے کھڑی بڑی آواز سے چلاّ چلاّ کر اُس کی
تمجید کے گیت گاتی ہے کیونکہ برّہ جو تخت کے بیچ میں ہے وُہ اُن
کی گلہ بانی کرے گا اور خُدا اُن کی آنکھوں کے سب آنسو پونچھ دیگا۔
(مکاشفہ ۷ : ۱۰، ۱۷)

آگے چل کر ہم دیکھتے ہیں کہ کس طرح وُہ برّہ کے خُون کے باعث
بھائیوں پر الزام لگانے والے پر غالب آئے (۱۲ : ۱۱) اور اس لئے
بھی کہ اِن کے نام برّہ کی کتابِ حیات میں لکھے گئے تھے (۱۳ : ۸)
پھر ہم برّہ کو کوہِ صِیُّون پر کھڑا دیکھتے ہیں (۱۴ : ۱) اور وُہ جو عورتوں کے
ساتھ آلودہ نہیں ہُوئے، برّہ کے پیچھے پیچھے چلتے ہیں کیونکہ وُہ خُدا اور

برّہ کے لئے پہلے پھل ہونے کے واسطے آدمیوں میں سے خرید لئے گئے ہیں
(۱۴:۴) لیکن وُہ جو اُس حیوان کی پرستش کرتے ہیں، برّہ کے سامنے
آگ اَور گندھک کے عذاب میں مُبتلا ہوتے ہیں (۱۴:۱۰) وُہ جو غالب
آئے تھے برّہ کا گیت گاتے ہیں (۱۵:۳) وُہ جو اُس حیوان کے ساتھ
ہیں برّہ سے لڑتے ہیں لیکن برّہ اُن پر غالب آتا ہے کیونکہ وُہ خُداوندوں
کا خُداوند ہے اَور بادشاہوں کا بادشاہ ہے (۱۷:۱۴) اس کے بعد
آسمان پر ایک بڑی بھیڑ کی آواز یہ کہتے ہُوئے سُنائی دی "ہلّیلُویاہ اس
لئے کہ برّہ کی شادی آپہنچی"۔ (۱۹:۷) "مُبارک ہیں وُہ جو برّہ کی شادی
میں بُلائے گئے ہیں"۔ آخری ابواب میں تمام جلال اَور بزُرگی خُدا کے برّہ
کو دی گئی ہے جو دُنیا کے گناہ اُٹھائے جاتا ہے۔ مقدّس شہر "برّہ کی
دُلہن" ہے۔ کل رسُول برّہ کے رسُول ہیں، اِس میں کوئی مَقدِس نہیں کیونکہ
خُداوند خُدا قادرِ مُطلق اَور برّہ اُس کا مَقدِس ہیں (۲۱:۲۲) اس شہر میں
سُورج اَور چاند کی کوئی حاجت نہیں، کیونکہ خُدا کے جلال نے اُسے
روشن کر رکھا ہے اَور برّہ اُس کا چراغ ہے (۲۱:۲۳) اس میں کوئی داخل
نہیں ہوسکتا مگر وُہ جن کے نام برّہ کی کتابِ حیات میں لکھے ہیں (۲۱:۲۷)
آبِ حیات کا دریا برّہ کے تخت سے نکل کر سڑک کے بیچ میں بہتا ہے
کیونکہ خُدا کا تخت برّہ کا تخت ہے اَور اُس کے بندے اُس کا مُنہ
دیکھیں گے اَور اُس کا نام (یعنی یسُوع کا نام) اُن کے ماتھوں پر لکھا
ہُوا ہوگا (۲۲:۱-۳)" تُو اُس کا نام یسُوع رکھنا کیونکہ وُہی اپنے لوگوں

Scanned with CamScanner

کو اُن کے گناہوں سے نجات دے گا۔"

پس کون اِن متعدد مقامات کی دلائل اور ان کے بے شمار ثبوتوں کے باوجود کہہ سکتا ہے کہ یشوع مسیح خُدا کا برہ ہو کر گنہگاروں کا نجات دہندہ، دُنیا کا بچانے والا، جلال کا بادشاہ، عادل منصف اور قوموں کا سردار نہیں ہے جو باپ کے ساتھ ایک ہے۔ اُس کا اور باپ کا ایک ہی جوہر ہے اور باپ کی اور اُس کی ایک ہی صفات ہیں اور اُس کی اور باپ کی ایک ہی شان، بزرگی اور اختیار ہے۔

یہ تمام باتیں یُوحنا اصطباغی کے الفاظ میں مخفی تھیں جو اُس نے اُس بے عیب یشوع ناصری کو دیکھ کر یردن کے کنارے کہے حالانکہ یشوع اپنے بپتسمہ کے وقت گنہگاروں کے ساتھ شمار کیا گیا تھا لیکن بعد ازاں آسمان پر سے اس آواز کے آنے کے ذریعہ سے کہ "یہ میرا پیارا بیٹا ہے جس سے مَیں خُوش ہُوں" اُس کو جلال بخشا گیا (متی ۳ : ۱۷)۔

یقیناً یُوحنا نے یہ الفاظ اس خیال سے کہے ہوں گے کہ لوگوں کو ان کے حقیقی معانی سمجھ میں آجائیں۔ اُس نے یہ الفاظ چیستان کے طور پر نہ کہے بلکہ اُس کی مُراد اِن الفاظ سے مسیح موعُود کو ظاہر کرنا تھا۔ غالباً اُس کا مطلب یسعیاہ کے ترپنویں ۵۳ باب کے یہوواہ کے صادق بندہ سے ہوگا جو ہماری بدکاریاں اُٹھاتا ہے اور برہ کی مانند ذبح کرنے کو لے جایا جاتا ہے۔ اگر ان الفاظ سے محض یشوع کے حلم اور اُس کی فروتنی کی جانب اشارہ ہو (جیسا کہ جدید الٰہیات کے بعض معتقد اپنی تحریروں

میں دکھانے کی کوشش کرتے ہیں، اور اُن میں اس کے کفّارہ اور قربانی کا عنصر شامل نہ کیا جائے تو اس سے اسی قسم کے تمام دیگر مقامات کا خُون ہوتا ہے۔ گوڈیٹ (GODET) اپنی رائے ظاہر کرتے ہُوئے کہتا ہے "اس میں کُچھ شک نہیں کہ یُوحنّا کو اس فرق نے جو اُس نے یسُوع اور اپنے درمیان دیکھ لیا تھا راغب کیا ہو کہ عہدِ عتیق کے جملہ القاب پر اس لقب کو ترجیح دے یعنی "خُدا کا برّہ جو جہان کے گناہ اُٹھا لے جاتا ہے"۔ یہ حیرانی کی بات ہے کہ یہ لقب "برّہ" جس سے اس مُبشّر نے یسُوع کو سب سے پہلے پہچانا وہی ہے جس کو کتاب مکاشفات میں ترجیح دی گئی ہے۔ وہ اس سُر کو جو ایک مرتبہ اُس کے سر میں سما گیا تا دمِ مرگ الاپتا رہا"۔

یہ شیریں راگ خُود خُداوند مسیح کی اپنی اور اوّلین تعلیم میں سُنائی دیتا ہے یعنی اُس نے فرمایا کہ وہ اس لئے آیا کہ اپنی جان اوروں کے لئے فدیہ میں دے اور جس طرح مُوسیٰ نے پیتل کا سانپ بیابان میں لکڑی پر اُٹھایا اسی طرح ابنِ آدم بھی ہماری نجات کی خاطر صلیب پر چڑھایا جائے گا۔

مسیح کا کوئی لقب یا نام مختلف کلیسیاؤں کی نماز کی کتاب میں اتنی مرتبہ نہیں آیا جتنی دفعہ یہ نام کہ:-

"اے خُدا کے برّہ جو جہان کے گناہ اُٹھا لے جاتا ہے اپنا اطمینان ہمیں بخش۔

اے خُدا کے برّہ جو جہان کے گناہ اُٹھا لے جاتا ہے ہم پر رحم کر"۔

ڈینٹے (DANTE) کی تصنیف پرگٹوریو (PURGATORIO) میں بھی آوازیں یک زبان ہو کر مُعافی کے لئے یہی دُعا مانگتی ہُوئی سُنائی دیتی ہیں۔ "خُدا کا برّہ یہی اُن کی تمہید ہے اُور فقط اسی نام کو وہ ہم آوازہ ہو کر گاتی ہیں۔"

یُوحنّا اصطباغی خُداوند مسیح کی شخصیّت پر اپنی توجہ مرکُوز رکھتا ہے۔ وُہ صیغہ واحد استعمال کرتا ہے اُور کہتا ہے "دیکھ" حالانکہ خُداوند مسیح تمام دُنیا کے گُناہ اُٹھائے جاتا ہے تو بھی ہم میں سے ہر ایک تو اپنے ذاتی گُناہ کے دُور کرنے کے لئے شخصی طور پر خُداوند مسیح کو دیکھنا ہے۔ "وُہی ہمارے گناہ کا کفّارہ ہے اُور نہ صرف ہمارے گُناہوں کا بلکہ تمام دُنیا کے گُناہوں کا بھی۔"

لیشُوع ناصری کوئی شاہانہ لباس اُور شاہی تاج پہنے ہُوئے نہ تھا۔ وُہ نجّار کا بیٹا تھا لیکن یُوحنّا رسُول نے اُس میں وُہ جلال دیکھا جو باپ کے اکلوتے کا تھا۔ اُس نے اُسے فضل وسچائی سے معمُور دیکھا۔ وُہ خُدا کا برّہ ہے۔ اُس کے وسیلہ سے سب چیزیں بنیں اُور کُل پر اُس کا اختیار ہے۔ خُدا نے اپنے بیٹے کو دُنیا میں بھیجا اُور وُہ اُسے پیار کرتا ہے۔ اس قربانی میں انسان کا کچھ خرچ نہیں ہوتا کیونکہ خُدا ہی اپنی سب سے بہترین چیز دیتا ہے۔

"دیکھو اُس مرد کو"! یہ الفاظ پیلاطُس نے خُداوند یسُوع کی جانب اشارہ کرتے ہُوئے کہے، جب اُس نے اُسے کانٹوں

کا تاج سر پر رکھے ہوئے زخمی اور گھائل اور ارغوانی چوغہ پہنے ہوئے دیکھا۔ یوحنا اصطباغی نے مسیح کی خدمت کے آغاز ہی میں اُس کے بپتسمہ کے بعد کہا "دیکھو خدا کا برہ"۔

دُنیا اُس وقت سے لے کر اب تک اُسے دیکھ رہی ہے کیونکہ وہ تمام تاریخ اُفق پر محیط ہے۔ وہ چھپ نہیں سکتا۔ لوگ تو اُس پر نظر کرتے اور کنی کترا کر گذر جاتے ہیں یا اُسے دیکھ کر آخر دم تک اُس کی پیروی کرتے ہیں۔ سٹڈرٹ کینڈی (STUDDERT KENNEDY) خُداوند یسُوع کا بیان کرتے ہوئے اُس کا نقشہ بعینہٖ ویسے کھینچتا ہے جیسے موجُودہ دُنیا اُسے دیکھتی ہے اور کہتا ہے۔

"وہ اب بھی اپنی خستہ حال کلیسیا کے ساتھ اُسی طرح ذلیل و خوار نظر آتا ہے جو سبت کے روز تو ہوشعنا کے نعرے بلند کرتی ہے لیکن جمعہ کے دِن باغِ گتسمنی میں اُسے اکیلا چھوڑ کر فرار ہو جاتی ہے جو بڑا ہونے کے متعلق بحث تو کرتی ہے لیکن نوکروں کی مانند اس کے پاؤں دھونے سے احتراز کرتی ہے، جو پطرس کی مانند پہلے اقرار تو کرتی ہے لیکن بعد میں اُسے پکڑوا بھی دیتی ہے یعنی اپنے بیکس و لاچار خادمانِ دین کے ایک گروہِ عظیم کے ساتھ جس میں میرے جیسے کم عقل بے وقوف لوگ شامل ہیں جو انجیل کی منادی تو کرتے ہیں لیکن اُس کی تعلیم کا اثر اپنی زندگیوں میں

دکھانے سے قاصر ہیں۔ جو محبّت کرنے کی کوشش تو کرتے ہیں
لیکن دراصل عوام کے دل پسند نہیں ہو سکتے۔ وُہ اب بھی ایسا
ہی قابلِ تضحیک معلُوم ہوتا ہے جیسا اُس وقت تھا جب
اُس کے سَر پر کانٹوں کا تاج دھرا گیا اور اُس کی زخمی پیٹھ پر جس
سے سیلِ خُون جاری تھا ایک غلیظ ارغوانی چُوغہ پہنایا گیا تھا۔
جب اُس کے ہاتھ میں تمسخر کے طور پر عصا کے بجائے لاٹھی پکڑائی
گئی تھی اور اُس کے مُبارک چہرے پر ایک شرابی سپاہی کا
تھوک بہہ رہا تھا۔ ہاں بالعینہٖ وُہی مسیح جو تب تھا اب بھی ہے
لیکن مَیں اُس سے خوف کھاتا ہُوں کیونکہ مُجھے خیال ہے کہ نئی
روشنی کا انسان اپنے انتہائی وحشی پن اور بربرّیت کے باوجُود
اپنے دِل میں اُس سے ڈرتا ہے اس لئے یسُوع انسان کے دِل
میں ایک قِسم کی بے چینی اور اضطراب پَیدا کرتا ہے۔ وُہ انسان
کی خُود اعتمادی کو دُور کرتا اور اُس کے غرُور اور تکبّر کی بیخ کنی کرتا
ہے۔ اُس میں کُچھ ایسی قدرت ہے کہ صاحبِ اقتدار بھی اُسے
سجدہ کرنے کو اپنے تئیں مجبُور پاتے ہیں حالانکہ سجدہ کا سزاوار
فقط خُدا قادرِ مُطلق ہے۔

خُداوند مسیح وُہ برّہ ہے جو خُدا کفارہ کے لئے مہیّا کرتا ہے
تاکہ وُہ کفّارہ کی قُربانی ٹھہرے۔ عبرانیوں کے خط کی صریح تعلیم
کے مطابق ہم خُداوند مسیح میں عہدِ عتیق کی تمام تعلیم کی تکمیل دیکھتے

ہیں جو گُناہ کے کفّارہ کے لیئے خُون کی قُربانی کو لازم قرار دیتی ہے۔
یہاں پر تمام انسانی رسُوم اَور قُربانی سے متعلّق جملہ احکام کا بزُرگ واضح اَور بانی موجُود ہے یعنی خُدا کا برّہ جو تمام اقوام کی آرزُو اَور تمنّا ہے۔

عبرانیوں کے خط کا راقم کوہِ سینا کے جلال اَور کوہ صیّون پر اخلاقی اصُول اَور قواعد دیتے وقت مزید جلال کا مقابلہ کرتے ہُوئے ایک حیرت انگیز معراج کو پہنچتا ہے اَور یُوں فرماتا ہے " تُم زندہ خُدا کے شہر یعنی یروشلیم کے پاس اَور لاکھوں فرشتوں اَور اُن پہلوٹھوں کی عام جماعت یعنی کلیسیا جن کے نام آسمان پر لکھے ہیں اَور سب کے مُنصف خُدا اَور کامِل کیئے ہُوئے راستبازوں کی رُوحوں اَور نئے عہد کے درمیانی یسُوع اَور چھڑکاؤ کے اُس خون کے پاس آئے ہو جو ہابیل کی نسبت بہتر باتیں کرتا ہے "۔
خُون کے بہائے جانے سے گُناہوں کی مُعافی کس طرح ہوتی ہے؟ قُربانی کی رسم شرُوع کیونکر ہُوئی؟ اس کے عالمگیر ہونے کی کیا وجہ ہے؟ نہ فقط مُلک شام کے مذہب میں بلکہ تمام اقوام کی قُربانی سے متعلّق رسُومات میں ہم کفّارہ کے تین بُنیادی اصُول پاتے ہیں یعنی فدیۂ اطمینان و دل جمعی اَور آسُودگی و کفایت یہ سب صلیب پر خُداوند مسیح کی قُربانی میں موجُود ہیں۔ خُداوند مسیح اُن ہی مُعافی میں ہمارے لیئے مرا جس طرح کوہ موریا پر بیل اضحاق

کے عوض قربانی چڑھا۔ مسیح کی موت سے کامل تسلی اور خاطر جمعی ہو گئی یعنی عدل و انصاف کا تقاضا پورا ہوا اور معافی حاصل ہوئی۔ اس سے بھی کہیں زیادہ جتنی چوکھٹ پر خون کا نشان لگانے سے ہوئی جبکہ ملک الموت مصر کے پہلوٹھوں کو مارتا ہوا گذر رہا تھا۔ خداوند مسیح کی موت کافی ہے، وہ دوبارہ نہیں مرنے کا۔ اُس نے ایک بار صلیب پر قربان ہونے سے "ایک کامل اور کافی قربانی گذرانی اور تمام دنیا کے گناہوں کے لئے تسلی بخش ذبیحہ پیش کر دیا۔"

ٹرمبل (TRUMBELL) "خون کے عہد" کے دلچسپ مطالعہ کے دوران میں ملک شام و روم کی ابتدائی تعلیم کا ایک نہایت عمدہ خلاصہ پیش کرتا ہے جو عہدِ عتیق کی تعلیم سے بہت کچھ مطابقت رکھتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ "ان لوگوں کے نزدیک خون بہائے جانے کے بغیر گناہوں کی معافی اور خدا سے رفاقت اور اطمینانِ قلبی حاصل کرنا ممکن نہیں"۔ یوحنا اصطباغی کے مسیح کو "خدا کا برّہ" کہنے کے معنی کو سمجھنے کے لئے ہمیں چاہیئے کہ عہدِ عتیق کے صحائف کا بغور مطالعہ کریں کیونکہ یہی عہد جدید کے موضوع کی بنا اور اصل ہیں۔

ملک شام کے اس وسیع مذہبی تصوّر کو ہم اسلام کی قدیم رسم یعنی عقیقہ کی قربانی میں پاتے ہیں جس کو آنحضرت نے جائز قرار

دیا۔ وُہ عنقریب عالم گیر رسم ہے جو راسخ الاعتقاد روایات پر مبنی ہے اور مراکو سے لے کر مُلک چین تک رائج ہے۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت نے نہ فقط اپنے دونو نواسوں امام حسن اور امام حسین کے لئے ہی عقیقہ کی قُربانی گذرانی بلکہ خُود اپنے لئے بھی (عن نفسہ) وُہ دُعا جو سات دِن کے بچّہ کے گُناہوں کی مغفرت کے لئے برّہ یا بکری کے بچّہ کی قُربانی چڑھائے جانے کے موقع پر مانگی جاتی ہے مندرجہ ذیل ہے:۔

"اے خُدا میرے بچّہ فلاں نامی کے لئے یہ عقیقہ کی قُربانی گذرانی جاتی ہے۔ اس کا خُون اُس کے خُون کے عوض۔ اُس کا گوشت اُس کے گوشت کے عوض۔ اس کی ہڈی اُس کی ہڈی کے عوض۔ اس کا چمڑہ اُس کے چمڑے کے عوض اور اس کے بال اُس کے بال کے عوض اَے خُدا اسے میرے بچّہ کو دوزخ کی آگ سے بچانے کا فدیہ بنا کیونکہ فی الحقیقت مَیں نے اُس کی طرف جس نے آسمان و زمین پیدا کئے رجُوع کیا اور مَیں تجھ پر ایمان رکھتا ہُوں۔ مَیں اُن میں سے نہیں جو تیری ذات واحد میں دُوسروں کو تیرا شریک ٹھہراتے ہیں۔ واقعی میری نماز اور میرا نذرانہ بلکہ میری زندگی اور موت خُدا کے لئے ہے جو مالکِ ہر دو جہان ہے اور لاشریک ہے۔ مَیں نے یہی تعلیم پائی اور مَیں اہلِ اسلام میں سے ہُوں"۔

اہلِ اسلام میں بھی فسح کی مانند اس ذبیحہ کی کوئی ہڈی نہیں توڑی

جاتی۔ مقدس یوحنا اس خاص امر پر اشارہ کرتا ہے جو نبوت کے طور پر لفظ بہ لفظ پورا ہوا (یوحنا ۱۹: ۳۶) کیونکہ اُس نے کلوری پر خدا کے برّہ کو دیکھا، جو جہان کے گناہ اُٹھا لے جاتا ہے۔"

اہل اسلام اور دیگر غیر مسیحی اقوام کے لئے انجیل کا پیغام اسی مختصر سے جملہ میں پایا جاتا ہے۔ مسیح کی صلیب اسلامی عقیدہ کی زنجیر کی غائب کڑی ہے۔ مسیح کی صلیبی موت، اُس کی ضرورت، اُس کے تاریخی واقعہ ہونے کی حقیقت، اُس کے معانی و مقاصد، اُس کے نتائج، اُس کی قدرت اور اُس کی رقّت و دلسوزی یہ تمام حقائق اسلام کے ارباب فکر و دانش کی چشم بصیرت سے پوشیدہ رہے ہیں لیکن خدا انہیں بچّوں پر ظاہر کرتا ہے جس وقت متلاشی حق مسیح کی صلیب کے پاس جا کر مصلوب مسیح پر نظر کرتا ہے تو اُس وقت اُس کی تمام مشکلات حل ہو جاتی ہیں۔ اسلام میں اہل تصوّف بھی باوجود اپنی کمالیت کے صلیب کے راز کو ظاہر کرنے میں قاصر رہے ہیں۔ بہت سی رُوحوں کے ہولناک انجام کا یہی سبب ہے جو منزل مقصود پر پہنچے بغیر متواتر بھٹکتی رہتی ہیں۔ غزالی، شعرانی، جلال الدین الرومی۔ ابن العربی اور اسی قسم کے بہت سے متلاشیانِ حق ایک طویل اور خطرناک راہ پر سفر کرتے رہے ہیں۔ گناہ اور توبہ، مغفرت اور خدا کا دیدار حاصل کرنے کے متعلق اُن کی جو تعلیم ہے ازبس کہ وہ انجیل کی تیاری کے لئے مفید تو ہے تاہم وہ کلوری کی بلندیوں تک ہرگز ہرگز نہیں پہنچتی۔ اگر ہم پیدائش کی کتاب کے عہد سے لے کر کوہ کلوری کے دامن تک تمام راہ خون کے نشانوں کی پیروی نہ کریں گے تو ضرور

گمراہ ہو جائیں گے۔

پرنسپل فورسنتھ کہتا ہے کہ "رسولوں نے خدا سے دوبارہ میل اور صلح کا انحصار ہمیشہ صلیب اور خداوند یسوع مسیح کے خون پر رکھا ہے۔ اگر کبھی ہم ایسا نہیں کرتے (جیسا کہ موجودہ زمانہ میں بہت سے لوگ کر رہے ہیں) تو عہدِ جدید کی خوفناک توہین کا ارتکاب کرتے ہیں۔ زمانہ حاضرہ کے بہت سے قبیح اور مذموم خیالات اور ان کے مضرت رساں اثر کی وجہ یہ ہے کہ وہ اصل رُوحانی مذہب ہونے کا دعوے کرتے ہوئے فقط عہد جدید ہی کو سرے سے نظر انداز کرتے ہیں بلکہ اس کے ساتھ ہی تاریخی مسیحیت کو بھی وہ نام نہاد نقادِ اعلیٰ کہ جن کا انحصار ایک اصول یا عنصر پر ہے یا اپنی ذاتِ معقولات پر ہے یا رُوحانی تاثرات پر۔ ہاں! ایسی وہ ہیں جو عہدِ جدید کو اس کی مکمل صورت میں تو نہیں مانتے لیکن اس کے بعض مقامات کی بہت قدر و احترام کرتے ہیں۔

جب لوگ خداوند مسیح کی "صلیب کے بغیر" انسانی جماعت یا انسانی زندگی کی نجاست کو پاکیزگی میں تبدیل کرنا چاہتے ہیں تو وہ ایک لاحاصل شے کے درپے ہوتے ہیں۔ جب ہم دُنیا کے حق میں خدا کے فضل کو پورا ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں تو ہم فوراً یہ کہہ سکتے ہیں کہ تمام حوادثِ زمانہ بہتری کے لئے ہیں، خصوصاً جب ہم نئے حالات اور نئے مواقع سے دوچار ہوتے ہیں لیکن جب یوحنا توبہ

کی مُنادی کرتا ہُوا آیا تو اُس وقت پیشین گوئیوں کی تکمیل کا وقت تھا۔ رُومی سلطنت اور یہودی کلیسیا میں بغاوت کے آثار نمایاں تھے بڑی تیاریاں ہو چُکی تھیں، نہایت انتظار کی ساعت تھی۔ سابق نظم و نسق کے متعلق نہایت نااُمیدی تھی تو بھی یُوحنا نے اس نئے زمانہ کو ایک جدید طریق نجات کی مُنادی سے شروع کیا یعنی دیکھو خُدا کا برّہ جو جہان کے گُناہ اُٹھائے جاتا ہے۔

ہم سابقہ نظام کی نجات کے آرزومند ہیں لیکن نہایت لازم ہے کہ یہ نجات خُداوند مسیح کے خُون کے ذریعہ سے ہو۔

خُداوند مسیح کی صلیب ہی دُنیا کی اُمید ہے لیکن متواتر خطرہ جو ہمیں درپیش ہے یہ ہے کہ ہم اپنی تجاویز پر بیشتر اعتقاد کرتے ہیں اور نہایت تکبرانہ انداز میں اُن کا ذکر کیا کرتے ہیں۔ لوگوں سے ہم یہ کہنا تو بھُول جاتے ہیں "دیکھو! خُدا کا برّہ!" پر دکھاتے کیا ہیں؟ اپنی برادری! نئی تدبیریں! نیا موقع!

ایک عجیب و غریب تصویر ہے جس میں خُداوند مسیح صلیب پر لٹک رہا ہے اور جو یہ ظاہر کرتی ہے کہ دُنیا کی اُمید فقط اُسی میں ہے ایسے حیرت انگیز طریق پر اور خوبصورت رنگوں میں کفارہ کی عالمگیری اور اُس کی قُدرت کا اظہار کرتی ہے کہ ممکن نہیں کہ اُس کا نقش ذہن سے مٹ جائے۔ اس تصویر کا قصہ یُوں ہے کہ بلیٹر ہیرونی (BLATTER HERONE) جو مُلک اسپینا کے شہر ادلیس آبا میں دربار

خاص و عام کا صدر تھا اُس نے سوٹزرلینڈ کے ایک مشن سکول میں تعلیم
پائی تھی اور عہد جدید کا ترجمہ بھی اپنی زبان میں کیا تھا۔ دورانِ
جنگ اُس نے بڑی عزّت و مرتبہ حاصل کیا تھا۔ اقوامِ عالم کے
باہمی امن و صُلح کے متعلق غور کرتے ہُوئے اُسے خیال گذرا کہ
یہ محض خُداوند مسیح کی قُربانی کے ذریعہ سے ممکن ہے۔ پھر اُس نے
چاہا کہ اپنی عقل کے مطابق اپنے تصوّر کو خط و خال کی صُورت
میں ظاہر کرے۔ چنانچہ اُس نے اپنے خیالات شہر پیرس کے
ایک مشہور مصوّر کے سپرد کر دیئے جس کا نتیجہ مشہور و معروف
صلیب کی تصویر ہے جو خیالات کے اعتبار سے تو نہایت
عجیب ہے لیکن اُس کے معانی بالکل صاف روشن ہیں۔ تصویر
مذکورہ نہایت دلفریب ہے اور اُس کا پیغام بھی ایک قائل
کرنے والا پیغام ہے۔ ہمارا نجات دہندہ دُنیا کے مشرقی و
مغربی نصف کرّہ ارض کے درمیان صلیب پر لٹک رہا ہے۔
اُس کی پائیں میں بادلوں سے گھرا ہُوا دُھندلا آسمان ہے ہیبت
زدہ مصلوب کے سر پر تاج خاردار کے چوگرد آنے والی فتح
کا ہالا ہے اور وُہ دُنیا کے دونوں حصّوں پر نظر کر رہا ہے
جن کی خاطر اُس نے اپنی جان دی۔ اُس کے زخمی ہاتھوں
سے خُون بہہ رہا ہے جس سے دُنیا کے تمام براعظم اور جزیرے
سُرخ ہو رہے ہیں۔ یہ خُداوند مسیح کے خُون کے وسیلہ سے

تمام دُنیا کی نجات کی تصویر ہے جس کے نیچے تین زبانوں میں یہ آیت مرقُوم ہے۔

"خُدا نے جہان کو ایسا پیار کیا کہ اُس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخش دیا تاکہ جو کوئی اُس پر ایمان لائے، ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے۔"

وہ سب سے اعلیٰ اور عُمدہ خدمت یہ ہے کہ ہم مسیح مصلُوب کی مُنادی کریں۔ خواہ وُہ مُنادی خاموشی مجمع میں کی جائے یا مناظرانہ رنگ میں۔ مگر ہو وُہ اس یقین کے ساتھ کہ فقط یہی زخمی ونگار دلوں کو شفا اور ایمان دار کو اُس کے رہے سہے گُناہوں سے مخلصی دینے کی ایک راہ ہے اور فتح اُسی کلیسیا کی ہے جہاں ہے وُہ دُنیا کے کسی گوشہ میں ہو یا اُن گھروں میں ہو جہاں مسیحیّت اپنے عرُوج و کمال پر ہے۔ حتّیٰ کہ ہماری مشنوں کے دُور دراز اور نیم تاریک خطّوں میں ہی کیوں نہ ہو جو نہایت سنجیدگی اور عقیدت کے ساتھ اس قدیم اعتقاد کی تجدید کرے کہ "خُدا نے ہم سب کی بدکاریاں اُس پر لاد دیں" اور وُہ خُود ان الفاظ کو خُوشی اور خرمی کے اُس نغمہ میں کہ جس کی صدائے بازگشت سے زمین و آسمان گونج اُٹھیں گے، تبدیل کر دے گا "جس نے ہم سے محبّت رکھی۔ جس نے اپنے خُون کے وسیلہ

سے ہم کو ہمارے گناہوں سے مخلصی بخشی اور ہم کو ایک بادشاہت دی اور اپنے خُدا اور باپ کے لئے کاہن بھی بنایا۔ اُس کا جلال اور سلطنت ابدالآباد رہے۔" آمین۔

پرنسپل جان کیئرنز (JOHN CAIRNS)

باب ہشتم

"اُنہوں نے ... جلال کے خُداوند کو صلیب دی"

حالانکہ مقدّس پولُس نے یہ بات محسُوس کر لی تھی کہ مسیح مصلُوب کا پیغام ہلاک ہونے والوں کے نزدیک بیوُقوفی ہے (۱۔ کرنتھیوں ۱ : ۱۸) یہودیوں کے نزدیک ٹھوکر اور غیر قوموں کے نزدیک بیوقوفی ہے۔ (۱۔ کرنتھیوں ۱ : ۲۳)۔

لیکن تو بھی اُس نے یہ مصمّم ارادہ کر لیا کہ مسیح مصلُوب کے سوا اور کوئی پیغام نہ دے گو اس کے باعث اُسے بدن کمزوری، خوف اور تذبذب کی حالت میں سے گذرنا پڑا (۱۔ کرنتھیوں ۲ : ۳) صلیب کا یہ پیغام ایک رازِ عظیم ہے حالانکہ پولُس نے خُدا کی حکمت اور اُس کی قُدرت کو ظاہر کیا لیکن یہ فقط رُوح کے ذریعہ سے ہُوا جو خُدا کی تہ کی باتیں بھی دریافت کر لیتا ہے (۱۔ کرنتھیوں ۲ : ۱۰) اسی خیال کے ضمن میں پولُس نے اس جہان کے سرداروں کی نسبت جنہوں نے خُدا کی حکمت کے بھید کو نہ سمجھا نہایت بے باکی سے اپنی رائے کا اظہار کیا ہے یعنی "اگر سمجھتے تو جلال کے خُداوند کو صلیب نہ دیتے"۔ (۱۔ کرنتھیوں ۲ : ۸)

افسس کی کلیسیا کے بزرگوں کو خطاب کرتے ہوئے مقدس پولوس اِن سے بھی بڑھ کر دلیرانہ اور دلکش الفاظ استعمال کرتا ہے "پس اپنی اور اُس سارے گلّہ کی خبرداری کرو جس کا رُوح القدس نے تمہیں نگہبان ٹھہرایا۔ تاکہ خُدا کی کلیسیا کی گلّہ بانی کرو جسے اُس نے اپنے خاص خُون سے مول لیا۔" (اعمال ۲۰ : ۲۸) ہم ایسے دلیرانہ اشارات یعنی جلال کے خداوند کا صلیب دیا جانا اور خُدا کا خُون وغیرہ کو سُن کر ذرا جھجکتے ہیں لیکن جب ہم اِن الفاظ کی سختی کو کسی قدر دُور کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ یُونانی زبان کی اس عبارت کا بجز اس کے اور کوئی مطلب نہیں۔

اگنیشئیس (IGNATIUS) نے مُقدّس پولُوس کے خط لکھے جانے کے پچاس سال بعد اہلِ افسُس کو یُوں لکھا "ایماندار خُدا کے خُون کے باعث ایک زندہ آگ کی مانند بھڑک اُٹھتے ہیں"۔ اس کے سو سال بعد طرطولیان بھی یہی الفاظ یعنی "خُدا کا خُون" استعمال کرتا ہے۔ دُوسرے مقام میں بھی یُونانی متن یقیناً صحیح ہے اور یہ الفاظ مُقدّس پولُوس نے اس واقعہ کے ستائیس سال بعد لکھے، یعنی اناجیل کے رائج ہونے سے بھی پیشتر" اگر وُہ جانتے تو جلال کے خُداوند کو صلیب نہ دیتے"۔

"یہ جلال کا بادشاہ کون ہے؟ لشکروں کا خُداوند وہی جلال کا بادشاہ ہے"۔ (زبور ۲۴ : ۱۰)

عہدِ عتیق اور عہدِ جدید دونوں میں جلال کے خُداوند سے مُراد وہی

ہے جس کی صفات میں جلال شامل ہے (زبور ۲۹: ۱- اعمال ۷: ۲-
افسیوں ۱: ۱۷ اور یعقوب ۲: ۱) یعنی وُہ خُداوند جو اپنے ذاتی و
طبعی حق کے مطابق جلال کا مالک ہے۔ یہ خیال الٰہیات کی رُو سے
بڑی اہمیت رکھتا ہے کیونکہ یہ ہمارے خُداوند کی الُوہیت پر اشارہ
کرتا ہے۔ اسی قسم کے دیگر مقامات مثلاً ۱- کرنتھیوں ۱۱: ۲۰ و ۱- کرنتھیوں
۱۱: ۲۷) جہاں "خُداوند کی موت" اور "اُس کا خُون اور اُس کا
بدن" مذکور ہیں، اہمیت تو ویسی ہی رکھتے ہیں لیکن ان کے الفاظ اس قدر
مُہیب نہیں۔ اپنی زمینی زندگی کے ایّام میں بھی ہمارا نجات دہندہ پولُوس
رسُول کے نزدیک وُہی خُداوند تھا جو اپنے ذاتی اور طبعی حق کے مطابق کامل
جلال کا مالک ہے۔ جیسے یُوحنّا کے نزدیک ویسے ہی پولُوس کے نزدیک
بھی کلام جو مجسّم ہُوا "ابتدا میں خُدا کے ساتھ تھا اور کلام خُدا تھا"۔

بلا ریب ایک الٰہی ہستی ایک قادرِ مُطلق مُنجی کا صلیب پر جکڑا جانا
ایک راز ہے جس سے بڑھ کر زمین و آسمان پر اور کوئی راز نہیں، لیکن
عبارت مافوق سے بھی مُعانی نکلتے ہیں۔ صلیب پر ہی ہم مسیح میں خُدا
کی محبت و شفقت کو مجسّم صُورت میں دیکھتے ہیں۔ اس مقام پر پہنچ
کر اور آخری تدبیر کو پُورا ہوتے دیکھ کر ہم صُوبہ دار کی مانند اُس کی الُوہیت
کے قائل ہو جاتے ہیں۔ یہ وُہ کارِ عظیم ہے جو فقط خُدا ہی کی شان
کے شایاں ہے لیکن مسیح نے اُسے صلیب پر انجام دیا اور ہر ایک
رُوح جو اُس کے ذریعہ سے جیت لی جاتی ہے وُہ خُداوند مسیح میں

ہو کر خُدا کے لئے جیتی جاتی ہے۔

خُداوند مسیح اپنی موت اور زندہ ہونے کے ذریعہ سے پولوس پر عالمِ موجُودات کا عین مرکز ثابت ہوتا ہے۔ وُہ تمام مخلُوقات کا مبداء اُن کی باہمی یگانگت و رفاقت کا اصل الاصُول، اُن کا انجام اور اُن کے تمام اسرار کا حل ہے (کلسیوں ۱: ۱۳ و ۱۸) اس مقام کو پڑھ کر کوئی شخص اس امر سے انکار نہیں کر سکتا کہ مسیح خُدا کے جلال میں برابر کا حصّہ دار ہے۔

اسی مقام کے متعلق جہاں خُدا کے بیٹے کی اُلوہیت پر اشارہ ہے کہ جس کی محبّت میں ہماری نجات ہے، جان کارڈیلیئر ایک رومن کیتھولک صُوفی یُوں گویا ہے" اگر صلیب کی کچھ بھی حقیقت ہے تو یہ کہ وُہ دُنیا کے وجُود کی بُنیاد ہے۔ وُہ عالمِ موجُودات میں ایک ہیولے سے دُوسرے ہیولے تک جاتی ہے اور دُنیا کی حدُود کو باہم ملاتی اور اُنہیں اپنے زخمی ہاتھ دکھاتی ہے۔ زندگی کے شعبہ جات میں تمام ترقی محبّت اور رنج و الم کی اس باہمی ٹکر سے پیدا ہوتی ہے جو اُس کی اصلیت کا راز ہے۔

خُداوند مسیح کی پُر اسرار صعُوبت، ہماری مسرت و خُوشی کی بنا ہے۔ یہ بات نہایت حیرت انگیز معلُوم ہوتی ہے کہ کس طرح کوئی ماہر علم الحیات مسیحی مذہب کے بجائے کسی دُوسرے مذہب کا پیرو ہو جس حال کہ عالمِ موجُودات کے ہر ایک طبقہ میں وُہ مسیحیّت کا زبردست اور گراں شان

یعنی صلیب موجود پاتا ہے اور وہ ہر جگہ دیکھتا ہے کہ دُکھ، جد و جہد اور اور قربانی کا اصول نئی پیدائش کے یومیہ عمل میں بھی ویسے ہی کارفرما ہے جیسے کہ جنس کے بتدریج کمال کو پہنچنے کے لئے ان کا ہونا شرط ہے۔ بلندیوں اور پستیوں میں، اندر، باہر جدھر نظر دوڑاؤ ہر جگہ صلیب موجود ہے۔

ہم خداوند مسیح کی موت میں فقط خدا کی بے حد محبت ہی کو نہیں دیکھتے بلکہ اُس کے بے حد رنج و الم اور اُس کی رحمت کا بھی ملاحظہ کرتے ہیں۔ ایک سو تیسرے زبور میں یہ الفاظ مرقوم ہیں "جس طرح باپ بیٹوں پر ترس کھاتا ہے" اور اسی مقام پر ذیل کے الفاظ بھی درج ہیں "پورب پچھم سے جتنا دور ہے اتنی دور تک اُس نے ہماری خطاؤں کو ہم سے دور کیا"۔ صلیب پر سے غم اور محبت باہم مل کر بہتے ہیں یعنی خدا کا رنج و الم اور اُس کی محبت۔

خداوند مسیح کی الوہیت کی تعلیم کی جڑیں کفارہ کی تمام مسیحی تعلیم موجود ہے۔ اول الذکر کے متعلق ہمارے اعتقاد ہی سے آخر الذکر کے متعلق ہمارے ایمان کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔ محض انسان دوسرے انسان کے گناہ کی سزا نہیں اُٹھا سکتا۔ خداوند مسیح کی شخصیت کی بزرگی وشان کی عظیم حقیقت کے مقابلہ میں اُس کے فدیہ و کفارہ ہونے کے متعلق تمام اعتراضات یک قلم معدوم ہو جاتے ہیں۔ ڈاکٹر گرفتھ تھامس رقم طراز ہیں کہ "یہ بات بالکل صحیح ہے کہ موجودہ علمائے طبیعات کے

تصور کا مسیح ہرگز دوسروں کے گناہوں کی سزا اُٹھانے کے قابل نہیں ہو سکتا لیکن اس میں اور جلال کے خداوند میں آسمان و زمین کا فرق ہے۔ اگر موجودہ مخالفت کے مطابق قائم مقام قربانی کا خیال بالکل فضول ہے تو مسیحی تجربہ کے کیا معنے جو اس پر مبنی ہے؟ موجودہ آزاد خیال کلیسیا کے نزدیک تجربہ کی بہت قدر و منزلت ہے۔ پھر وہ حقیقی مسیحی تجربہ جو فقط اس ایمان کا نتیجہ ہے جو کلوری کے پاس ملتا ہے کہاں سے میسّر ہوگا؟ وہ اطمینان فقط اس وقت حاصل ہوتا ہے جب انسان یہ محسوس کر لیتا ہے کہ خدا سے میل پیدا کرنے میں اس کی تمام کشمکش اور نجات حاصل کرنے سے پیشتر شریعت کے احکام کی تعمیل کرنے میں اس کی سعی و کوشش بالکل بیکار و بیسود ٹھہرتی ہے اور یہ جان لیتا ہے کہ خداوند یسوع مسیح نے صلیب پر اس کے عوض جان دے کر اس دستاویز کے نقش کو جو اس کے برخلاف ثبت ہو چکی تھی ہٹا دیا۔ کون اس تسلّی اور خوشی کے عمق کا اندازہ لگا سکتا ہے جو اس مبارک علم سے حاصل ہوتی ہے؟ کیا کفارہ فقط ایک نظریہ ہی نظریہ ہے یا انسان کے تصورات کی فریب خوردگی؟ یا کیا یہ واقعی ایک الٰہی صداقت ہے؟

جب پولوس رسول خداوند مسیح کے صلیبی دُکھ کا بیان اس طور پر کرتا ہے جس کا ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں تو وہ ایسے بات کرتا ہے کہ گویا وہ آسمانی حقیقتوں کا بیان کر رہا ہے اور "خدا کی نہ کی باتیں" کہتا

ہے۔ (۱۔کرنتھیوں ۲: ۱۰) یہ اسرار اس قدر عمیق ہیں کہ انسانی فلسفہ اور حکمت کی اس تک رسائی نہیں۔ یہ اس قدر بلند ہیں کہ انسان کا ادراک اور اس کی عقل اُس تک پرواز نہیں کرسکتی۔ بحرالکاہل کے بعض حصے اس قدر گہرے ہیں کہ اعلیٰ سے اعلیٰ آلات بھی اُس کی تہ تک پہنچنے میں ناکام رہ گئے۔ اجرامِ فلکی کے درمیان بعض ایسے ستارے اور سیارے ہیں جہاں زبردست ترین دُوربین کے ذریعہ بھی چشمِ انسانی کی رسائی مُمکن نہیں یعنی "ایسی چیزیں جو نہ آنکھوں نے دیکھیں نہ کانوں نے سُنیں نہ آدمی کے دل میں آئیں۔" لیکن خُدا اُنہیں اپنے رُوح کے وسیلہ سے بچّوں پر ظاہر کرتا ہے اور حالانکہ ہم اُنہیں سمجھ نہیں سکتے تو بھی ہم شُکر گزاری اور خاکساری کی رُوح سے معمُور ہو کر خُدا کے حضُور سجدہ میں گر پڑتے ہیں۔ صلیب پر ہمارے خُداوند کی ذات کی دونو فطرتیں ایک دُوسرے سے جُدا نہ ہُوئیں۔ اُس کی حقیقی انسانیّت اور اُس کی ذاتی الوہیّت باہم مخلُوط نہ تھیں بلکہ دونو جُدا جُدا اور صریح طور پر موجُود تھیں "خُدا نے مسیح میں ہو کر اپنے ساتھ دُنیا کا میل ملاپ کر لیا۔" اس قُربانی کے ذریعہ سے مسیح فقط خُدا کی مرضی کو ہی نہیں بجا لا رہا تھا بلکہ خُدا مسیح میں ہو کر انسان کا اپنے ساتھ میل ملاپ کر رہا تھا۔ مسیح کی مَوت خُدا کے حکم کی تعمیل کے مطابق کسی بہادر کی موت نہ تھی بلکہ وُہ دُنیا کے گناہوں کے لئے خُدا کے بیٹے کی مَوت تھی۔ انجیلی بیان کے بموجب مسیح نے اپنی زندگی کے اس موقع پر اپنا

جلال صاف اور بیّن طور سے ظاہر کیا، ایسا جلال جو باپ کے اکلوتے کا جلال تھا اور جو فضل اور سچائی سے معمور تھا۔ کفّارہ کامل الُوہیّت کا فعل ہے کیونکہ باپ نے دُنیا سے اس قدر محبت کی کہ اپنے بیٹے کو بخش دیا۔ خُدا بیٹے نے دُوسروں کی خاطر اپنی جان فدیہ میں دی اور خُدا رُوح القُدس نے مسیح کو اپنی حضُوری اور اپنی قُدرت سے معمُور کر دیا تاکہ وُہ موت کی برداشت کر سکے اور اپنی مُبارک قیامت کے ذریعہ سے اُس پر غالب آئے (رُومیوں ۱ : ۴)۔

نہ صرف بیت لحم میں بلکہ کلوری پر بھی ہم فرشتوں کے ہم نوا ہو کر یہ گا سکتے ہیں "خُدا کو آسمان پر تعریف، زمین پر سلامتی اور آدمیوں میں رضامندی ہو"۔

فورسِتھ کہتا ہے، پس اس لئے ہم ذیل کی عبارت کے عمیق معانی کو سمجھنے کی کوشش کریں کہ "خُدا مسیح میں ہو کر میل ملاپ کر رہا تھا" مسیح کے ذریعہ سے نہیں بلکہ خُود مسیح کی صُورت میں موجُود ہو کر وُہ اپنے میل ملاپ کے کام کو انجام دے رہا تھا۔ یہ کام تینوں اقانیم باہم مل کر کر رہے تھے نہ فقط اقنُوم ثانی یعنی بیٹا۔ قدیم علمائے علِم الٰہی کا خیال بالکل درست تھا کہ نجات کا فعل تینوں اقانیم کا فعل ہے یعنی باپ، بیٹے اور رُوح القُدس کا۔ جب ہم تینوں اقانیم کے نام میں بپتسمہ کے ذریعہ سے کسی کو خُدا کے ساتھ میل ملاپ کی از سرِ نَو زندگی میں داخل کرتے ہیں تو ہم اس کا اقرار کرتے ہیں۔

اگر ہم اس راز کی تہ تک پہنچنا چاہتے ہیں تو چاہیئے کہ اس پر اور زیادہ غور و خوض کریں۔ چاہیئے کہ یہ محض ہمارا عقیدہ ہی عقیدہ نہ رہے بلکہ ایک تجربہ بن جائے۔ ہم نے جلال کے خُداوند کو صلیب دی۔ ہم ہی اُس کے خُون سے خریدے گئے۔

مُقدّس اینسلم کو رات کے وقت صلیب کے پاس دُعا و مناجات کرتے ہُوئے سُنیئے "اَے میرے محبُوب! اَے میرے مُشفق مسیح! تُو نے کیا کیا ہے کہ اِس طرح تیری منّت سماجت کی جائے؟..... مَیں ہی وُہ ضرب ہُوں جو تجھ کو لگی اور جس نے تجھے دُکھ پہنچایا۔ تیری موت کا سبب مَیں ہُوں۔ مَیں نے ہی تجھے سخت ایذا پہنچانے کی کوشش کی"۔ پھر وُہ ہماری جانب رُخ کر کے وُہ الفاظ کہتا ہے جن کی صدا اب تک ہمارے کانوں میں گُونج رہی ہے۔ "اُس کی موت پر کامل بھروسہ کر۔ کسی اور چیز پر توکّل نہ کر، اُس کی موت پر کامل اعتماد و تکیہ کر، اُس کو اپنا ملجا و ماوا بنا اور اُسی میں سکونت کر"۔ مقدّس برنرڈ جیسے عالم شخص کو بھی سُنیئے۔ "میرا اعلیٰ ترین فلسفہ اور میری انتہائی حکمت یہ ہے کہ مَیں مسیح مصلوب کو جانوں، کیونکہ کلوری عاشقوں کے وصال کا مقام ہے"۔ ذرا اُس دُعا کی طرف بھی متوجہ ہوجیئے جو مقدّس فرانسس سے منسُوب ہے "اَے میرے خُداوند یسُوع مسیح مَیں تجھ سے منّت عرض کرتا ہُوں کہ مجھے میرے مرنے سے پیشتر دو برکتیں عنایت فرما۔ اوّل یہ کہ مَیں اپنے ایّامِ زندگی میں اپنے جسم اور اپنی رُوح میں تیرے تلخ ترین رنج و الم کا

Scanned with CamScanner

احساس کر سکوں - دوم یہ کہ مَیں اپنے دِل میں اس بیحد محبّت کو پاؤں جس نے تجھ ابنِ خُدا کو ترغیب دی کہ اس قدر تلخ مُصیبت و عذاب کو ہم گنہگاروں کی خاطر برداشت کرے ''۔

ہم جانتے ہیں کہ خُداوند مسیح کی مَوت اَور انبیاء، محبّانِ وطن اَور شہیدوں کی مَوت میں بہُت فرق ہے - خُداوند مسیح کی مَوت کے متعلّق پیشین گوئیاں کی گئیں - وُہ گُناہ سے خلاصی بخشنے کے لئے تھی جو اسی وقت ظہُور میں آئی - اُس کے ذریعہ سے مَوت اَور قیامت پر فوق الفطرت فتح ہُوئی، لیکن اصل فرق اُس شخص کی ذات میں پایا جاتا ہے جس نے اپنی جان دی کیونکہ ''وُہ خُدا کا بیٹا تھا'' اُس میں کامل الُوہیّت موجُود تھی - کلام مجسّم ہُوا اَور ہماری خاطر مصلُوب ہُوا -

کلوری کی صلیب پر دُنیا کی سب سے عظیم الشان چیز یعنی محبّت ظاہر ہوتی ہے اَور دُنیا کا سب سے تاریک ترین راز یعنی گُناہ اَور خُدا کی ذات و صفات کا سب سے اعلےٰ اظہار یعنی اُس کی قدُوسیّت - اسی کو اُس نے ہمارے واسطے گُناہ ٹھہرایا تاکہ ہم اُس میں ہو کر خُدا کی راستبازی ہو جائیں '' یہی اظہارِ کفّارہ ہے -

ڈاکٹر کالی چرن چیٹرجی جو اڑتالیس سال تک پنجاب میں مشہور و معرُوف مبشّر کی حیثیّت میں خدمت کرتے رہے اَور جو کلیسیائے ہند میں بقدر شہزادہ گذرے ہیں، اُن کی سوانح عُمری میں جو کچھ عرصہ ہُوا شائع ہُوئی، ہم اُن کی ذیل کی گواہی پڑھتے ہیں -

"اکثر اوقات مجھ سے یہ سوال پوچھا گیا ہے کہ مَیں کیوں ہندو دھرم کو ترک کر کے خُداوند مسیح کا شاگرد ہو گیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ خداوند مسیح کی پاک اور بے عیب زندگی کی کشش نے اُس کے خدا کی مرضی کے تابع ہونے اور اُس کے پُر محبت اور شفقت آمیز اعمال نے مجھے خود بخود اپنی جانب کھینچ لیا۔ پہاڑی وعظ میں اُس کی عجیب و غریب نصیحتوں نے اور گنہگاروں کے لئے اُس کی محبت نے مجھے اپنا گرویدہ بنا لیا۔ مَیں اُس کا بڑا مدّاح تھا اور اُس سے محبّت کرتا تھا۔ رام، کرشن اور کالی جیسے اوتار جن کی عزّت کرنا مجھے بچپن سے سکھایا گیا تھا، محض زور اور طاقت کے اوتار تھے۔ وہ بہادر تھے جو ہماری مانند گنہگار تھے اور ہمارے سے جذبات رکھتے تھے۔ فقط خداوند مسیح ہی مجھے پاک اور خدا کی مانند عزّت و تعریف کے لائق معلوم ہوا۔ وہ تعلیم جس کی وجہ سے مَیں نے مسیحی مذہب اختیار کرنے کا فیصلہ کیا، خداوند مسیح کی قائم مقام قربانی کی تعلیم اور اُس کی اذیّت اور موت تھی۔ مَیں نے اپنے گناہوں کا احساس کیا اور خداوند مسیح میں ایک ایسے شخص کو پایا جس نے میرے گناہوں کی خاطر اپنی جان دی اور وہ سزا جو میرا حق تھی اُس نے خود اُٹھائی۔ "کیونکہ تم کو ایمان ہی کے وسیلہ سے فضل اور نجات ملی ہے اور یہ تمہاری طرف سے نہیں۔ خدا کی بخشش نہ اعمال کے سبب سے ہے تاکہ کوئی فخر نہ کرے۔" میرے دل

میں یہ خیال سما گیا کہ خُداوند مسیح نے اپنی جان دی اور ایسا کرنے سے وُہ قرض ادا کیا جو اَور کوئی شخص ادا نہ کر سکتا تھا۔ یہ یقین میری مسیحی زندگی اَور تجربہ کے ساتھ ترقی کرتا اَور قُوّت پکڑتا گیا اَور اب میری زندگی کا جُزو بن گیا ہے۔ یہی مسیحیت اَور دیگر مذاہب کے درمیان مابہ الامتیاز ہے۔ جس وقت مَیں مسیحی ہُوا مَیں نے اس حقیقت کو محسوس کیا اَور اب یہ میرے دِل میں اَور بھی زیادہ پُختہ اَور مُحکم ہو گئی ہے"۔

گُناہ کی خاطر مخلصی ایک نجات دہندہ کا قائم مقام ہو کر قُربان ہونا ہی مسیحیّت اَور دیگر مذاہب کے درمیان خطِ امتیاز نہیں بلکہ ایک ایسے نجات دہندہ کی مَوت۔ سب کُچھ اُس شخص کی ذات و صفات پر مُنحصر ہے جس نے قائم مقام ٹھہر کر اس سزا کو کامل طور پر اُٹھا لیا۔ اینسلم گیارھویں صدی کی اُس عالمانہ اَور منطقیانہ رسالہ (CUR DEUS HOMO) میں کہتا ہے "اُس الہٰی شخص خُداوند مسیح کی زندگی ایسی اعلیٰ، افضل اَور بیش بہا ہے کہ وُہ اِن گُناہوں سے کہیں زیادہ وزن دار ہے جو اُس کو صلیب دینے کے جُرم سے اس قدر بڑھ گئے ہیں کہ انسانی عقل و اندازہ کے دائرہ سے بعید ہو گئے ہیں۔ مَیں تو دُنیا کے تمام گذشتہ، حال و مُستقبل کے مکرُوہ سے مکرُوہ گناہوں بلکہ اَور گناہوں کا بھی جو انسان کے عقل و خیال میں آ سکتے ہیں مُرتکب ہونا کہیں زیادہ پسند کرُوں بہ نسبت اس کے کہ

جلال کے خدا کو صلیب دے کر اس ایک خوفناک گناہِ عظیم کے لئے مجرم ٹھہرایا جاؤں۔ اُس کی تعلیم کے مطابق صرف اُلوہیّت ہی اس قابل ہے کہ اُلوہیّت کے تقاضا کو کامل طور سے پُورا کر سکے لیکن چُونکہ انسان نے گُناہ کیا ہے اس لئے انسان ہی کو انسان کے گناہ کی سزا اُٹھانی ہے، لہٰذا یہ واجب، بجا اور پُوری سزا صرف وُہی اُٹھا سکتا ہے جس میں اُلوہیّت اور انسانیّت دونو پائی جائیں۔ شاید کوئی کہے کہ یہ طرزِ استدلال تو ازمنۂ وُسطیٰ کے علما کا ہے لیکن آج کل بھی ہم نماز کی کتاب میں جو عام طور پر رائج ہے، انہی حقائق کا عقائد کی صُورت میں ملاحظہ کرتے ہیں بلکہ گیتوں سے بھی اس عقیدہ کا اظہار ہوتا ہے۔

اوسط درجہ کی عقل کا شخص اس قسم کے بیانات کو سُن کر بڑا برہم ہوتا ہے لیکن فقط ان حقیقتوں پر غور کرنے ہی سے ہماری عبُودیت کی رُوح کو تقویت پہنچتی ہے اور ہم نماز و ریاضت کے وقت ظاہرداری کے گُناہ سے باز رہ سکتے ہیں۔ عقیدوں اور مُبتدیوں کے سوال جواب کی کتابوں کے معارف جب ہم پر خُوب واضح ہو جاتے ہیں تو نہ صرف نہایت پُر لُطف معلُوم دیتے بلکہ ہمارے دل و دماغ کو فرحت بخشتے ہیں اور ہماری عقل و قیاس میں بھی آجاتے ہیں۔ کُتبِ مُقدّسہ کی "خُدا کی تہ کی باتوں" پر غور کرنا از حد مشکل ہے بلکہ شروع میں بعض اوقات ان کا مطالعہ بے لطف سا معلُوم ہوتا ہے لیکن یہ موسیقی کے سُروں

Scanned with CamScanner

کے سیکھنے کے مُترادف ہے۔ کچھ عرصہ کے بعد عقائد کے سُر باہم مل کر ایک نہایت شیریں رُوحانی راگ بن جاتے ہیں اَور وُہ جو استقلال کے ساتھ برابر اس میں منہمک رہتا ہے، آخرکار خُدا کی اُس دولت و حکمت اَور علم کے متعلّق مزید تجسس اَور تفتیش میں کامیاب ہوتا ہے جو ازبس عمیق ہے۔

پس ہم پھر مُقدّس پولُوس کے الفاظ کی جانب متوجّہ ہوتے ہیں بلکہ اُن الفاظ کی طرف..... جو خُدا کی رُوح کی ہدایت سے لکھے گئے یعنی ”اُنہوں نے جلال کے خُداوند کو صلیب دی۔“ ”خُدا کی کلیسیا ..... جسے اُس نے خاص اپنے خُون سے مول لیا۔“

خُداوند مسیح کی شخصیّت میں دو فطرتیں موجُود ہیں۔ اصلی و حقیقی اُلوہیّت و انسانیّت اُس کی ذات میں موجُود ہیں لیکن یہ دونوں فطرتیں باہم گڈ مڈ مخلُوط نہیں۔ خُدا نے صلیب پر دُکھ اُٹھایا لیکن اپنی الٰہی فطرت و ذات کے اعتبار سے نہیں بلکہ انسان ہونے کی حیثیت میں۔ ہُکّر (HOOKER) کہتا ہے کہ جب رسُول فرماتا ہے کہ ”یہُودیوں نے جلال کے خُداوند کو صلیب دی“ (۱۔کرنتھیوں ۲: ۸) تو ہمیں جلال کے خُداوند سے مسیح کی کامل ذات مُراد لینی چاہیئے جو جلال کا خُداوند ہوتے ہُوئے حقیقت میں صلیب پر مارا گیا۔ لیکن اس لحاظ سے نہیں جس کے اعتبار سے وُہ جلال کا خُداوند کہلاتا ہے بعینہٖ جب ابنِ آدم زمین پہ ہوتے ہُوئے یہ دعوٰی کرتا ہے کہ ابنِ آدم اُسی وقت آسمان پر بھی موجُود تھا (یُوحنّا ۳: ۱۳)

تو ابنِ آدم سے خُداوند مسیح کی کامل شخصیت مُراد ہے جو مجسّم ہو کر زمین پر موجُود ہوتے ہُوئے آسمان پر جلوہ افروز تھا لیکن اس اعتبار سے نہیں جس کی رُو سے اُسے انسان کہا گیا ہے۔

مَوت کا فتویٰ لگائے جانے سے پیشتر خُداوند مسیح یسُوع نے خود سردار کاہن کے سامنے اپنی اٹل انسانیت اور الُوہیّت کا جس قدر زبردست اقرار ممکن تھا کیا یہ بیان تمام اجمالی اناجیل میں درج ہے (متّی ۲۶ : ۶۴، مرقس ۱۴ : ۶۲، لُوقا ۲۲ : ۷) "مگر یسُوع چُپکا ہی رہا۔ سردار کاہن نے کھڑے ہو کر اُس سے کہا تُو جواب نہیں دیتا؟ ...... مَیں تجھے زندہ خُدا کی قسم دیتا ہُوں کہ اگر تُو خُدا کا بیٹا مسیح ہے تو ہم سے کہہ دے یسُوع نے اُس سے کہا تُو نے خود کہہ دیا (مرقس کے بیان کے مطابق "مَیں ہُوں") بلکہ مَیں تُم سے سچ کہتا ہُوں کہ اس کے بعد تم ابنِ آدم کو قادرِ مُطلق کی داہنی طرف بیٹھے اور آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھو گے۔ اس پر سردار کاہن نے اپنے کپڑے پھاڑے کہ اُس نے کُفر بکا ہے۔ اب ہمیں گواہوں کی کیا حاجت رہی؟ دیکھو تم نے ابھی یہ کُفر سُنا ہے وُہ قتل کے لائق ہے۔ اس پر اُنہوں نے اُس کے مُنہ پر تھُوکا۔"

مقدّس پولُوس فرماتا ہے کہ اُن میں سے کسی نے نہ جانا" کیونکہ اگر جانتے تو جلال کے خُداوند کو صلیب نہ دیتے"۔ لیئو اعظم جو ایک زبردست عالمِ الٰہیات گُذرا ہے کہتا ہے کہ "ہمارے نجات دہندہ کی ذات میں دو فطرتیں موجُود تھیں حالانکہ دونو کی خصُوصیّتیں جُدا گانہ برابر برقرار رہیں۔

Scanned with CamScanner

تو بھی دونو کے جوہر میں ایسی عظیم یگانگت تھی کہ جس وقت سے کلام مجسّم ہو کر کنواری کے بطن میں آیا ہم اُس کی الوہیّت کا بغیر اُس کی اِنسانیت کے اور اُس کی انسانیّت کا بغیر اُس کی الوہیّت کے ذِکر نہیں کر سکتے۔ دونو فطرتیں اپنی اصلیّت کو اپنے مخصُوص اعمال کے ذریعہ سے جُداگانہ ظاہر کرتی ہیں لیکن ایسا کرنے سے اپنا باہمی رشتہ و تعلّق توڑتی نہیں۔ دونو ایک دُوسرے کے تقاضوں کو کامل طور سے پُورا کرتی ہیں عظمت و بُزرگی کے ساتھ کامل ادنٰی پن موجُود ہے اور ادنٰی پن کے ساتھ ہی کامل عظمت و بُزرگی موجُود ہے۔ یگانگی بے ترتیبی پر مُنتج نہیں نہ موزُونیّت نفاق پیدا کرتی ہے۔ ایک چیز قابلِ گُذند ہے، دُوسری ناقابلِ گُذند اور جو جلال کا حقدار ہے اُسی کے حِصّہ میں حقارت و رسوائی بھی ہے۔ جو توانائی و طاقت کا مالک ہے، اُس کے حِصّہ میں کمزوری بھی ہے۔ یہی شخص لائق و قابل اور مَوت پر غالب آنے والا ہے۔ خُدا نے کامل انسان کی صُورت اختیار کی اور خُود اِنسان کی ذات میں الیسا مِل گیا اور اس کو اپنی شفقت و زور میں الیسا مِلا لیا کہ دونو ذاتیں ایک دُوسرے میں آگئیں، لیکن دونو نے باہم مِل جانے کے باوجُود بھی اپنی خاصیّتوں کو برقرار رکھا۔

پس خُداوند مسیح کی صلیبی مَوت میں انسانی اذیّت و بے حُرمتی اُلوہیّت کے باعث حقیقی الٰہی مُصیبت میں تبدیل ہوگئی کیونکہ اُلوہیّت ہی انسانی رُوح اور جسم کے ساتھ ذاتی احساس کی یگانگی کے سبب ایک ہوگئی۔ چُونکہ مُصیبت اُٹھانے والا شخص لامحدُود ہے، اس لئے مُصیبت بھی

لامحدود ہے۔ خُدا کے بیٹے نے مجھ سے محبت رکھی اور اپنے آپ کو میرے عوض فدیہ میں دے دیا اور یُوں کلیسیا کو اپنے خُون سے خرید لیا۔

خُداوندا تھکا ماندہ ہُوں مَیں جب — مجھے تکلیف دہ ہوں تیرے احکام
زباں بارِ گراں سے جب ہو شاکی — دِکھا ہاتھ اپنے تب اَے نیک فرجام
دکھا دے ہاتھ خُون آلُودہ اپنے — جڑے تھے کاٹھ پر جو اَے نکونام

کبھی جو پاؤں میرے لڑکھڑائیں — کرُوں آگے کو جانے سے مَیں اِنکار
اگر ہو آبلہ پائے سے دہشت — ہو میری راہ سُنسان اَور پُرخار
تُو اپنے پاؤں وُہ مجھ کو دکھائے — کہ جن میں کیلوں کے اب تک ہیں آثار

خُداوندا نہیں یہ مجھ میں جُرأت
دکھاؤں اپنے دست و پا کی حالت

(بشپ بیڈلی صاحب کی نظم کا ترجمہ)

باب نہم

"اُس نے اپنے ہاتھ اُنہیں دکھائے"

(یُوحنّا ۲۰: ۱۹-۲۹)

فلپیوں کے خط میں مُقدس پولُوس خُداوند مسیح کے ساتھ اپنی رفاقت اَور دوستی پیدا کرنے میں تین منازل کا ذِکر کرتا ہے۔ اوّل مسیح کا علم جو دوست و دُشمن سے نہایت تکلیف دِہ ذرائع سے اُسے حاصل ہُوا۔ دوم اُس نے دمشق کو جاتے ہُوئے راہ میں خُود خُداوند مسیح کو دیکھا اَور "اُس کے زندہ ہونے کی قُدرت" کا تجربہ کیا، کیونکہ زندگی اُس کے لئے مسیح تھی۔ آخرکار وُہ خُداوند مسیح کی مُصیبت میں شریک ہونے کا ذِکر کرتا ہے اَور اُس کو اپنی دوستی کی آخر منزل کہتا ہے یعنی مسیح کے ساتھ قُربان ہونے کی زندگی میں شریک ہونا اَور مسیح کے صلیبی دُکھ کے پیالہ کو اَوروں کی خاطر پینا بلکہ اُن کی خاطر موت تک گوارا کرنا۔

خُداوند مسیح کے عاشق کے نزدیک صلیب کا عکس ایک ہمہ گیر عکس ہے جو زمانوں اَور دُنیا کے ممالک پر حاوی ہے حتیٰ کہ روزِ محشر تک پہنچتا ہے۔ "تُمہاری سلامتی ہو اَور یہ کہہ کر اُس نے اپنے ہاتھ اَور پسلی اُنہیں دِکھائی۔ خُداوند مسیح یسُوع نے اپنے شاگردوں کو جیت لینے کے

لئے اپنے زخموں کے داغوں کو مطلقاً نہ چھپایا۔ اُس کے جلالی بدن پر اُس کے ایذا اُٹھانے کے نشان موجود ہیں۔ وُہ اُس کی شناخت کے ثبوت ہیں۔ اُس کے غالب آنے کا اعلان کرتے اور اُس کے شاہانہ اختیار اور اُس کی نجات بخش قدرت کی علامت ہیں "پس شاگرد خداوند کو دیکھ کر خوش ہُوئے۔ یسُوع نے پھر اُن سے کہا کہ تمہاری سلامتی ہو۔ جس طرح باپ نے مجھے بھیجا ہے اُسی طرح میں بھی تمہیں بھیجتا ہُوں"۔

تھورو والڈسن (THORWALDSEN) نے جو ملک ہالینڈ کا ایک مشہور سنگ تراش گذرا ہے اس نظارہ کو سنگ مرمر میں تراشا ہے۔ کوپن ہیگن کے ایک گرجا گھر میں اُس کا تراشا ہُوا زندہ مسیح کا بُت کھڑا ہے۔ وُہ اپنے ہاتھ پھیلائے ہُوئے اپنے شاگردوں کو صلح و سلامتی کے پیغام کی اشاعت کے لئے روانہ کر رہا ہے۔ گرجا کے دونو جانب بارہ شاگردوں کے چھ چھ بُت کھڑے ہیں۔ یہُوداہ اسکریُوتی کی جگہ پولُوس لئے ہُوئے ہے۔ یہ نظارہ دِل و دماغ پر ایک عجیب کیفیت پیدا کرتا ہے۔ مسیح صلیب پر نہیں بلکہ تخت نشین ہونے کو تیار ہے لیکن زخموں کے داغ لئے ہُوئے ہے۔ مصوّر کی کاریگری مسیح کے لبوں سے اُس دوگونہ پیغام کی بھی مظہر ہے کہ جس کا ذکر انجیل یُوحنا میں آیا ہے یعنی "تمہاری سلامتی ہُوا اور "جس طرح باپ نے مجھے بھیجا ہے اسی طرح مَیں بھی تمہیں بھیجتا ہُوں"۔ صلیب نہ فقط کفارہ کی مظہر ہے بلکہ وُہ ایک نہایت اعلیٰ نمونہ بھی پیش کرتی ہے۔ ہماری رُوح کے لئے اطمینان

اُور سلامتی کا پیغام ہے اُور ہمیں اجتہاد کی دعوت دیتی ہے۔ وُہ گُنہگار کے لئے ایک خاص مقصد کے علاوہ ایک پیغام بھی رکھتی ہے۔ وُہ جنہوں نے ایک مرتبہ خُداوند مسیح کے داغوں میں صلیب کا نظارہ دیکھ لیا ہے اُن میں ضرُور تبدیلی واقع ہوتی ہے۔ "وُہ مسیح سب کے واسطے مُؤا کہ جو جیتے ہیں وُہ آگے کو اپنے لئے نہ جیئیں بلکہ اُس کے لئے جو اُن کے واسطے مُؤا اُور پھر جی اُٹھا۔" ہم کو اُسی کے خُون کے وسیلہ سے سلامتی حاصل ہوتی ہے اُور اُس کے نمُونہ سے رسالت۔

یہ نہایت عجیب بات ہے کہ خُداوند مسیح نے اپنے جی اُٹھنے کے بعد اپنے داغ اپنے شاگردوں کو دکھائے۔ اُنہوں نے اماؤس میں روٹی توڑتے وقت پہچان لیا حالانکہ وُہ اُس کی شکل وشباہت اُور اُس کی طرزِ گفتگو سے اُسے نہ پہچان سکے۔ اُس نے اپنے داغ دکھا کر اپنے دس شاگردوں کو اپنی شناخت کرائی اُور اپنے دوبارہ زندہ ہونے کا قائل کیا۔ اُس کے داغوں کی وجہ ہی سے ایک ہفتہ کے بعد تُوما اپنی کم اعتقادی کا قائل ہو کر بول اُٹھا "اَے میرے خُداوند! اَے میرے خُداوند!" اُس کے ہاتھ اُور اُس کی پسلی کے داغ ہی خُدا کے ساتھ ہمارے میل ملاپ کی مُہر اُور نشان ہیں اُور ہمیں خدمت کرنے اُور قربان ہونے کی دعوت دیتے ہیں۔

ہینّن (HEINE) نامی ایک جرمن شاعر قدیم دُنیا کے دیوتاؤں کو اپنے ضیافت کے کمرے میں دُنیا کو تسخیر اُور فتح کئے ہُوئے تخت نشین

تصوّر کرتا ہے ۔اُن کے سامنے ایک مفلس و غریب دہقان صلیب کے بوجھ سے دبا ہُوا داخل ہوتا ہے اور صلیب کو میز پہ دے مارتا ہے ۔شہوت اور جفا کے دیوتا مایُوس ہو کر فوراً مر جاتے ہیں ۔قدیم دُنیا کے دیوتا موجُودہ دُنیا کی باطل اور فانی خُوبیاں ہیں جب مسیح کی صلیب کا عکس کسی شخص کی زندگی پر پڑتا ہے تو اُسی وقت وُہ پُرانی باطل اور فانی خُوبیاں معدُوم ہو جاتی ہیں اور اُن کے عوض ایک عجیب نئی زندگی معرضِ وجُود میں آتی ہے جو غیر فانی خُوبیوں پر مبنی ہوتی ہے ۔

انجیلی بیانات سے معلُوم ہوتا ہے کہ ہمارے خُداوند نے اپنی زبانِ مُبارک سے دُنیا کے متعلّق چار فرمان دیئے ۔مقدّس متّی دُنیا کی تمام اقوام کو شاگرد بنانے کا سبب بتاتا ہے "آسمان اور زمین کا کُل اختیار مجھے دیا گیا ہے ۔پس تُم جاکر"..... مُقدّس مرقس جگہ کے متعلّق ہمارے خُداوند کے یہ الفاظ لکھتا ہے "تُم دُنیا میں جاکر ساری خلق کے سامنے انجیل کی مُنادی کرو" مُقدّس لُوقا اس خدمت کی ترتیب پر زور دیتے ہُوئے مسیح کے الفاظ دُوہراتا ہے "اور یروشلیم سے شرُوع کر کے ساری قوموں میں توبہ اور گناہوں کی معافی اُس کے نام سے کی جائے گی" مُقدّس یُوحنّا سب سے اہم ترین بات پر زور دیتا ہے اور اُس رُوح کو ظاہر کرتا ہے جو اُس خدمت میں ہماری ہدایت کرتی اور ہم پہ حکُومت اور اختیار رکھتی ہے "جس طرح باپ نے مُجھے بھیجا ہے اُسی طرح مَیں بھی تُمہیں بھیجتا ہُوں" نوکر اپنے مالک

سے بڑا نہیں ہوتا۔ ہمیں اُس کا ہم خدمت ہونا اور اُسی اختیار کے ماتحت رہنا ہے۔ ہمارا پیغام بھی وُہی ہے اور اسی قسم کی تکلیف و مُصیبت ہمیں بھی برداشت کرنی ہے۔ یُوحنّا نہایت سادہ الفاظ میں بلعد تامّل یہ کہتا ہے" اُس نے ہمارے واسطے اپنی جان دی اور ہم پر بھی بھائیوں کے واسطے جان دینی فرض ہے"۔

صلیب خدمت کے لئے ایک زبردست مُحرّک ہے۔ خداوند یسُوع کو اپنے پکش کی خاطر شہید پیدا کرنے کے لئے فقط اپنے داغ دکھانے کی ضرُورت ہے"۔ جب وُہ جنہوں نے اُسے چھیدا ہے اُس پر نظر کریں گے" تو خدُا ہر ایک پر قُربانی کی رُوح نازل کرے گا اور ہر ایک اُس سے پُوچھے گا کہ تیرے ہاتھوں پر یہ کیا زخم ہیں تو وُہ جواب دے گا، یہ وُہ زخم ہیں جو مجُھے اپنے دوستوں کے گھر سے لگے (زکریاہ ۱۲: ۱۰ اور ۱۳: ۱۶) جب یسُوع مسیح دمشق کی راہ میں ساؤل پر ظاہر ہُوا تو ضرُور اُس نے بھی آسمانی نُور کی روشنی میں میخوں کے نشان اُس کے ہاتھوں میں اور بھالے کے نشان اُس کی پسلی میں دیکھے ہوں گے"۔ "تُو مجُھے کیوں ستاتا ہے؟" "مسیح ہُوں جسے تُو ستاتا ہے"۔۔۔۔۔ "میں اُسے جتا دُوں گا کہ اُسے میرے نام کی خاطر کس قدر دُکھ اُٹھانا پڑے گا"۔

یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ مُقدّس پولُوس اپنی رسُولی خدمت اور مسیح کے دُکھ اُٹھانے کا بیان کرتے ہُوئے ایک عجیب لفظ کا

Scanned with CamScanner

استعمال کرتا ہے۔ یہ لفظ اس مقام کے علاوہ فقط ایک مرتبہ اور استعمال ہُوا ہے۔ یہ ایک یُونانی لفظ ہے جس کے معنی لُوقا کی انجیل میں "ناداری" کیا گیا ہے اور کلسیوں کے خط میں "کمی" مُقدّس لُوقا کی انجیل میں ہم اُس بیوہ کا حال پڑھتے ہیں جس نے اپنی ناداری کی حالت میں جتنی پُونجی اُس کے پاس تھی، خزانے میں ڈال دی۔ پولُوس رسُول بھی اسی یُونانی لفظ کو استعمال کرتا ہے جس کے معنی اُس کے خط میں "کمی" کیئے گئے ہیں۔ "اب مَیں اُن دُکھوں کے سبب سے خُوش ہُوں، جو تمہاری خاطر اُٹھاتا ہُوں اور خُداوند مسیح کی مُصیبتوں کی کمی اُس کے بدن یعنی کلیسیا کی خاطر اپنے جسم میں پُوری کیئے دیتا ہُوں۔" کلوری کی ناداری یا کمی!

اہلِ یہُود کے نزدیک دُکھ اُٹھانا ایک ایسا مسئلہ تھا جس کا حل کرنا مُشکل تھا لیکن مسیحی کے لئے یہ ایک خاص منصب بن گیا جس میں وُہ اپنے خُداوند کا حِصّہ دار ہو سکتا ہے۔ شاؤل یہُودی نے دُکھ اُٹھانے کے مسئلہ کو ایُّوب اور اُس کے تین دوستوں کی رُوح سے حل کرنا چاہا اور وُہ لاینحل ثابت ہُوا لیکن پولُوس مسیحی نے مسیح کے داغ دیکھے اور اُس نے محسُوس کر لیا کہ یہُوواہ کا صادق بندہ ہمارے گُناہوں کے لئے گھائل کیا گیا اور ہماری ہی بدکاریوں کے باعث کُچلا گیا۔ لہٰذا وُہ فرماتا ہے "اس لئے مسیح کی خاطر کمزوریوں میں، بے عزّتیوں میں، احتیاجوں میں، ستائے

جانے ہیں اور تنگیوں میں خوش ہوں"۔

زندہ مسیح کا جلال یہ ہے کہ ہم اُس کے داغوں کو پہچان لیں اور توما کے ساتھ مل کر میخوں کے نشانوں میں اپنی انگلیاں ڈالیں اور کہیں "بس کافی ہے اب تو اپنے غلام کو اپنے کلام کے موافق سلامتی سے رخصت دیتا ہے کیونکہ میری آنکھوں نے تیری نجات دیکھ لی ہے"۔ "اے میرے خداوند اے میرے خداوند اے میرے خدا!" ہر جلال مقدسین کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا خوشی و مسرت ہو سکتی ہے اور اس تجربہ سے بہتر تجربہ اور کونسا ہو سکتا ہے کہ خداوند مسیح کے داغوں کو دیکھیں اور اُس کے حضور سر بسجود ہوں۔ مریم مگدلینی کو بھی خداوند مسیح کے سر پر تیل ملتے وقت یہ نصیب نہ ہوا کہ اُس کے داغوں کو چومے۔ فلک پر ملائک آرزومند ہیں کہ اُن کو دیکھیں لیکن جب وہ اس نجات بخش محبت کا ملاحظہ کرتے ہیں تو اپنے چہروں کو چھپا لیتے ہیں۔

"اُس نے اپنے ہاتھ ..... اُنہیں دکھائے"۔ کیا اُس نے اپنے ہاتھ کبھی آپ کو بھی دکھائے؟ اسیسی کے مقدس فرانسس نے خداوند مسیح کے داغوں پر غور کرتے وقت اس قدر وقت صرف کیا کہ آخرکار اُس کے بدن پر نجات دہندہ کے نشان ظاہر ہو گئے لیکن خداوند مسیح کے داغوں سے کہیں زیادہ مسیح کی صلیب برداری کے ثبوت اُس کی روزانہ زندگی میں نمایاں تھے۔

جب اسیسی کے برنرڈ نے مُقدّس فرانسیس کی پیروی کرنے کی خواہش ظاہر کی تو یہ فیصلہ ہُوا کہ وُہ لبشپ صاحب کے مکان پرجائیں اور وہاں اسؔ میں شامل ہوں - پھر مُقدّس فرانسس نے کہا "بعد از نماز ہم دُعا میں مشغول رہیں گے اور خدا کی مِنّت کریں گے کہ تین مرتبہ نماز کی کتاب کھولنے کے ذریعہ سے وُہ اپنی مرضی ہم پرظاہر کرے اور ہمیں بتائے کہ ہم کونسا راہ اختیار کریں"۔ پہلی مرتبہ کتاب کھولنے پر وُہ الفاظ نکلے جو ہمارے خُداوند نے اُس نوجوان کو جو اُس سے کاملیّت کا درس لینے آیا تھا فرمائے یعنی "اگر تُو کامل ہونا چاہتا ہے تو جا اپنا مال و اسباب بیچ کر غریبوں کو دے . . . . اور آکر میرے پیچھے ہولے" (متّی ۱۹ : ۲۱) دُوسری مرتبہ کتاب کھولنے پر وُہ الفاظ نکلے جو خُداوند مسیح نے اپنے شاگردوں کو مُنادی کے لئے روانہ کرتے وقت فرمائے یعنی "راہ کے لئے کچھ نہ لینا، نہ لاٹھی نہ جھولی، نہ روپیہ، نہ دو دو کُرتے رکھنا"۔ (لُوقا ۹ : ۳) تیسری مرتبہ مرقس ۸ : ۳۴ آیت نکلی "اگر کوئی میرے پیچھے آنا چاہے تو اپنی خُودی سے اِنکار کرے اور اپنی صلیب اُٹھائے اور میرے پیچھے ہولے"۔ پھر مقدّس فرانسیس برنرڈ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "مسیح کی صلاح کو سُنو اور اُس پر عمل کرو۔ ہمارے خُداوند لیسُوع مسیح کا نام مُبارک ہو جس نے اپنی مرضی ہم پر ظاہر کی کہ ہم اُس کی مقدّس انجیل کے مطابق زندگی بسر کریں"۔

---

[1] رومن کیتھلک فرقہ کی صبح کی نماز۔

بعدازاں اُس نے اَور ساتھ کے باقی درویشوں نے انتہائی درویشانہ زندگی بسر کرنی شروع کی اَور ایک ویران جذام خانہ میں سکونت اختیار کی۔ بیماروں، مُفلسوں اَور بیکسوں کی امداد کرتے اَور وسیع پیمانہ پر انجیل جلیل کی بشارت کا کام کرتے تھے اَور یہ حلقہ روز بروز بڑھتا گیا حتیٰ کہ اُس میں مُلحد اَور اہلِ اسلام بھی شامل ہونے لگے۔ مصر میں سلطان کامل کے رُوبرُو فرانسِیس نے اپنے ایمان کی خاطر مُصیبت برداشت کرنے کے لئے مُستعد اَور رضامند ہونے کا ثبوت دیا۔ دُنیوی فکروں سے بے نیاز، خدمت میں خُوش، اُس کا حلم، اُس کی فروتنی اَور اُس کا بچّوں کا سا ایمان مناظرِ قدرت کے لئے اُس کا شوق، عامتہ الناس کے لئے اُس کی بے حد محبّت، یہی اُس کے داغ تھے یعنی اُس کے جسم پر مسیح کے زخموں کے نشان۔

ایک مرتبہ ایک مُسلم صُوفی سے میری مُلاقات ہُوئی، وُہ اہلِ تصوّف میں سے تھا اَور نہایت مُفلسانہ زندگی بسر کرتا تھا۔ جب مَیں داخل ہُوا تو وُہ تسبیح پھیر رہا تھا جس کے ننانوے دانوں سے اللہ کے ننانوے خُوبصُورت نام مُراد ہیں جب ہم ان ننانوے ناموں کے خواص اَور ایک طالب خُدا کے نزدیک اِن ناموں کے مطالب پر گفتگو کر رہے تھے اَور یہ کہہ رہے تھے کہ الغزالی اَور دیگر صُوفیائے کرام نے تعلیم دی ہے کہ ہمیں حق تعالیٰ کی صفات پر خُوب غور کرنا چاہیئے تاکہ ہم اُس کی رحمت و شفقت و مہربانی کی نقل کر سکیں تو اُس نے میری طرف متوجہ ہو کر

کہا "یہ ضرور نہیں کہ ہم خدا کے ناموں کو یاد کرنے کے لئے تسبیح کریں کیونکہ وُہ تو ہمارے ہاتھوں پر کندہ ہیں"۔ پھر اُس نے اپنے ہاتھ پھیلا کر اپنی ہتھیلیاں مجھے دکھائیں جن میں عربی اعداد ۸۱ اور ۱۸، بائیں اور دائیں ہاتھوں میں خوب گہرے کھدے ہوئے ہیں اور جن کا مجموعہ ننانوے ہے۔ اُس نے کہا "یہی وجہ ہے کہ ہم دُعا و التجا کرتے وقت اپنے ہاتھ پھیلا کر خدا کو اُس کی پُر شفقت صفات یاد دلاتے اور اُس سے اُس کے فضل کی التماس کرتے ہیں"۔

مَیں نے خداوند مسیح کے داغوں کے متعلّق اُس سے گفتگو کی اور اُسے بتایا کہ اُس نے ہمارے گناہوں کو صلیب پر اُٹھا لیا۔ "مَیں تجھے نہ بھُولوں گا ...... دیکھ! مَیں نے تیری تصویر اپنی ہتھیلیوں پر کھود دی ہُوئی ہے"۔

اُنہوں نے اُس کے ہاتھ اور پاؤں کو چھیدا۔ وُہ داغ اُس کے جلالی بدن پر اب تک موجود ہیں اور اُنہیں جو اُس کے نام سے کہلاتے ہیں اُس کی شاگردی اختیار کرنے کی دعوت دیتے اور اُن کی رسالت کے لئے کسوٹی کا کام دیتے ہیں۔ خداوند مسیح کا پیرو ہونا کوئی آسان کام نہیں۔ اُس کے مطالبات نہایت سخت ہیں جب تک کوئی سب کچھ ترک نہ کردے، وُہ اُس کا شاگرد نہیں ہو سکتا۔ تاج بغیر صلیب کے حاصل کرنا غیر ممکن ہے۔

خداوند مسیح نے اپنے آپ کو حقیقی دیودار زیتون یا بلوط کا درخت

نہیں کہا بلکہ حقیقی انگور کا درخت کہا ہے فقط یہی ایک درخت ہے جو پھلنے سے باندھا جاتا اور دوسروں کی خاطر باغبان کی مقراض کا تختۂ مشق بنا رہتا ہے۔ ہر ایک شاخ تراشی جاتی ہے اور جہاں شگاف زیادہ گہرے آتے ہیں وہیں پھل زیادہ لگنے کی امید بھی زیادہ ہوتی ہے۔

ہم خداوند مسیح کی شراکت میں شریک ہونے کے لئے بلائے گئے ہیں لیکن یہ شراکت تکلیف و مصیبت کی شراکت ہے۔ روزِ اوّل ہی سے یہ کرۂ زمین ظلمت اور نور کی طاقتوں کی آخری زور آزمائی کے لئے ایک میدان مقرر ہو چکی ہے۔

خداوند مسیح کی شراکت ہی اصل رسولی تسلسل ہے۔ شہیدوں کا خون ہر ایک ملک اور زمانہ میں کلیسیا کا بیج رہا ہے۔ پولوس رسول فرماتا ہے، "آگے کو کوئی مجھے تکلیف نہ دے کیونکہ میں اپنے جسم پر مسیح کے داغ لئے پھرتا ہوں۔"

ڈیوڈ لونگسٹن۔ ہنری مارٹن۔ میری سلیسر۔ جیمس گلمور اور کیتھ فالکنر کے سوانح میخوں کے داغ لئے ہوئے ہیں۔ ہماری تجاویز کا ملیامیٹ ہونا، ہماری امیدوں کا نا امیدی میں تبدیل ہو جانا، ہمارے تصوّرات کا معدوم ہو جانا، ہمارے فیصلوں کا تکلیف دہ ثابت ہونا، ہماری خوشیوں کا رنج والم بن جانا اور باغ گتسمنی میں ہمارا جان کنی کی حالت میں رہنا یہ سب اگر خداوند مسیح کی صلیب اٹھانا نہیں تو اور کیا ہیں؟ دعا کا جواب نہ پانے

پر صبر کرنا، پوشیدگی میں خود انکاری کرنا، پیشوائی میں تنہا رہنا یہ سب تشبیہیں ہیں اور اُن کا حصہ ہیں جو حقیقی فرزند ہیں اور حرام زادے نہیں" ہم ہر وقت اپنے بدن میں مسیح کی موت لئے پھرتے ہیں۔ خُدا کے خادموں کی طرح ہر بات سے اپنی خوبی ظاہر کرتے ہیں۔ بڑے صبر سے مُصیبتوں سے احتیاجوں سے، تنگیوں سے، کوڑے کھانے سے، قید سے، ہنگاموں سے، محنتوں سے، بیداریوں سے اور فاقوں سے"

آسمان کے بارہ در ہیں اور وہ جن کے نام شہر مُقدس کی بُنیاد پر کندہ ہیں سب کے سب اپنے مالک کے داغ لئے ہوئے ہیں۔ ہر ایک در ایک گوہر ہے یعنی گوہرِ قربانی۔

کشمیر کے ایک مشنری نے اُس بدن کے لئے جو سراپا خُدا کے آگے نذر کیا جا چکا ہے ایک دُعا لکھی ہے۔ کیا یہ ہماری دُعا نہیں ہو سکتی؟ "اے مالک! ہم اپنا گوشت۔ اپنی ہڈیاں۔ اپنے عضو اپنا بند بند تیری خدمت کے لئے پیش کرتے ہیں۔ ہمیں اسے اپنے جلال کے لئے استعمال کرنا سکھا۔ ہماری ہدایت کر کہ ہم اسے ایک کل کی طرح دُرست رکھ سکیں جو بطور ایک امانت کسی خاص مقصد کے لئے ہمارے سپرد کی گئی ہے ہمیں سکھا کہ ہم اسے بلا پس و پیش سختی اور استقلال کے ساتھ استعمال کریں لیکن بے جا طور پر نہیں اور جب یہ رفتہ رفتہ فرسودہ ہو جائے تو یہ بخش کہ ہم اس یقین سے خوش ہوں کہ یہ تیرے لئے صرف ہو رہا ہے۔ آمین"

"مسیح ہمارا پیشرو موت پر غالب آ کر ازلیت کے دروازے کھولتا ہے جو ہمارے لئے بند تھے اَور ہماری رُوح کو اُن کے اندر داخل ہونے دیتا ہے۔ اس حکیم ازلی نے صلیب اَور گور کی راہ سے گُذر کر اَور سچائی اَور حق کی فضا میں داخل ہو کر ہمیں یہ راستہ دکھایا۔ یہ راز بتایا اَور قُدرت اَور اختیار کا وُہ لفظ ہمیں سکھایا کہ جس کے مُنہ سے نکلتے ہی عالمِ رُوحانیت کے دروازے ہم پر یکدم کھُل جاتے ہیں۔

اگر جہان کے نُور نے گور کی ظُلمت کو نُور میں تبدیل نہ کر دیا ہوتا اَور اُس گھنونے پن کو جو جسم کی نزاکت اَور قبر کی سختی کے باہمی میل سے پیدا ہوتا ہے، پاکیزگی میں نہ بدل دیا ہوتا تو واقعی اُس نے ہمارے لئے کچھ بھی نہ کیا ہوتا۔ آؤ وُہ جگہ دیکھو جہاں کامل محبّت رکھی گئی تھی! (اقتباس از پاتھ اوف ابٹرنل وزڈم" (ازلی حکمت کی راہ) تصنیف جان کورڈیلیئر)

باب دہم

"اُس کے جی اُٹھنے کی قُدرت"

یُوجین برنند کی ایک نادر کتاب ہے جو "ہولی سیٹرڈے" کے نام سے کہلاتی ہے۔ اُس میں خداوند مسیح کے گیارہ شاگرد دکھائے ہیں جو اہلِ یہُود کے خوف سے دروازے بند کئے بیٹھے ہیں۔ نہ اُن کے بُشروں سے بشاشت کا نُور چمک رہا ہے اور نہ خُوشی کا تبسّم اُن کے چہروں پر نظر آرہا ہے۔ یہ اُن کی زندگی کی تاریک ترین شام ہے۔ خُداوند یسُوع قبر میں مدفُون ہے اور اُن کی اُمیدیں بھی اُس کے ساتھ ہی مدفُون ہیں۔ وُہ یہ کہہ رہے ہیں "ہم کو اُمید تھی کہ اسرائیل کو مخلصی یہی دے گا لیکن اب ہمارا یقین جاتا رہا۔ ہم نے گلیل میں جھیل کے قریب اُس کے جلال اور اُس کی قُدرت کو دیکھا۔ گلگتھا میں ہم نے اُس کا دردناک چلّانا سُنا اور اپنی آنکھوں سے اُس کی جانکنی بھی دیکھی۔ پھر ارمتیہ کا یُوسف اُس کی لاش لے گیا اور ہم نے اُسے دفن کیا۔ بلاشک یسُوع مر گیا۔"

مقدّس پطرس اپنے سر کو اپنے ہاتھوں پر جھکائے بیٹھا ہے اور یُوحنّا جس کے چہرے سے مختلف قسم کے جذبات کا اظہار ہو رہا ہے اُسے تسلّی دینے کی بے سُود کوشش کر رہا ہے لیکن

جانتا نہیں کہ کس طرح تسلّی و تشفی پائے۔ اُن میں سے ہر ایک مُستقبل کے خیال سے نا اُمید، مایوس، پست ہمت، پریشان حال، سراسیمہ و حیران ہو رہا ہے۔ ہر ایک کے چہرے سے اُن کی مُشترکہ تکلیف اور اُن کے رنج کا اثر عیاں ہے۔ یسُوع مر گیا ہے "ہم کو اُمید تھی کہ اسرائیل کو مخلصی یہی دے گا۔"

خُدا کا شُکر ہو کہ انجیلی بیان خُداوند مسیح کی موت پر ختم نہیں ہو جاتا اور اُس کی فتح کی آواز "پُورا ہُوا" پھر بھی ختم نہیں ہوتا اور نہ ہی رسُولی پیغام کا یہاں خاتمہ ہوتا ہے۔ مسیح کی موت کے بعد اُس کی قیامت ہُوئی۔ یسُوع جسم کے اعتبار سے داؤد کی نسل سے پیدا ہُوا، لیکن مُردوں میں سے جی اُٹھنے کی قُدرت کے ساتھ خُدا کا بیٹا ٹھہرا۔" مسیح ہمارے گناہوں کے لئے مرا اور تیسرے دن کتاب مقدّس کے بموجب زندہ کیا گیا۔" مذکُورہ بالا الفاظ مقدّس پولُوس کے بیان کا خلاصہ ہیں۔ خُداوند مسیح کے زندہ ہونے کے متعلّق پولُوس کے ایمان کی بُنیاد اوّل پیشین گوئیاں اور وعدے تھے جو یہ ظاہر کرتے ہیں کہ مسیح جی اُٹھے گا۔ دوم زندہ نجات دہندہ کا بار بار اپنے آپ کو مختلف طریق سے ظاہر کرنا، کیونکہ واقعی وُہ زندہ ہو گیا تھا۔ پولُوس اپنے بیانات میں خُداوند مسیح کے ظہوروں کو ترتیب وار لیتا ہے اور دمشق کی راہ میں خُداوند مسیح کے اپنے اُوپر ظاہر ہونے کو اپنا گواہ قرار دیتا ہے اور نتیجہ نکالتا ہے "اگر خُداوند مسیح نہیں جی اُٹھا تو تمہارا ایمان

بے فائدہ ہے۔ تم اب تک اپنے گناہوں میں گرفتار ہو بلکہ جو مسیح میں سو گئے ہیں وہ بھی ہلاک ہوئے۔ اگر ہم صرف اسی زندگی میں مسیح میں اُمید رکھتے ہیں تو سارے آدمیوں سے زیادہ بدنصیب ہیں"۔

ہڈنی ڈویل تمام ثبوتوں اور بالخصوص اُس ثبوت کی اہمیت کو چشم بصیرت سے دیکھ کر یوں لکھتا ہے" پولُس رسول کا خداوند مسیح کے زندہ ہونے کی حقیقت کو اپنی بشارت کا بنیادی اصول قرار دینے کی انتہائی فکر ہی ایک عظیم الشان ثبوت ہے جس کے باعث پولُس رسول کا اپنا دماغ بھی ایک ثبوت بن جاتا ہے۔ اُس کی گواہی سو گواہیوں کی ایک گواہی ہے اور یہی حال دُوسرے رسولوں کا بھی ہے۔ اُن کی پہلی بے اعتقادی کے مقابلہ میں اُن کا موجودہ یقین و اعتقاد اور اُن کا قیامت کو ایک اعلیٰ و افضل حقیقت تصور کرنا ہی نا معلوم تاریخی حقیقتوں کا ایک زبردست و بیّن ثبوت ہے۔

خداوند مسیح کے زندہ ہونے کے انجیلی بیان سے متعلّق ایک نہایت عجیب بات یہ ہے کہ اُن چشم دید گواہوں کے تمام بیانات میں ہمارے خداوند کے پیروؤں کے شکوک کا ذکر نہایت زور سے کیا جاتا ہے۔ وہ خود ایک وہمی و شکّی حالت کے زیرِ اثر تھے اس لئے دُوسروں کی گواہی کو فوراً قبول کرنے کے لئے تیار نہ تھے۔

عورتوں نے "کسی سے کچھ نہ کہا"، کیونکہ "ڈرتی تھیں" (مرقس ۱۶: ۸)
جب مریم مگدلینی نے اُنہیں بتایا کہ اُس نے خُداوند مسیح کو دیکھا تو
اُنہوں نے "یقین نہ کیا"۔ (مرقس ۱۶: ۱۱) جب اُنہوں نے اُسے
گلیل میں پہاڑ پر دیکھا تو بعض نے اُسے سجدہ کیا لیکن "بعض نے
شک کیا"۔ (متی ۲۸: ۱۷) توما رسول ایک ہفتہ تک شک کرنے
کے بعد قائل ہُوا۔

لہٰذا خُداوند مسیح کے زندہ ہونے کے متعلق رسُولوں کا ایمان کچھ اندھا
ایمان نہ تھا۔ اُس کی بُنیاد چشم دید واقعات اور ناقابلِ تردید شہادت
پر قائم تھی۔ اُس نے اپنی مصلوبیت کے بعد بہت سے ثبوتوں سے
اپنے آپ کو اُن پر زندہ ظاہر بھی کیا چنانچہ وہ چالیس دن تک
اُنہیں نظر آتا رہا" اور اُن کی تعداد جنہوں نے اُسے زندہ دیکھا
پانچسو سے اُوپر تھی (اعمال ۱: ۳ و اکرنتھی ۱۵: ۶) خُداوند مسیح کے
صعُود اور پنتیکُست کے روزِ عظیم کے بعد رسُولی جماعت کے کسی
شریک کے دِل میں اُس کے متعلق ذرّہ بھر بھی شک باقی نہ رہا۔
خُداوند مسیح کے تا اَبد زندہ ہونے سے وُہ بھی سب کے سب
تبدیل ہو گئے۔ اُس کا زندہ ہونا اُن کی زندہ اُمید تھی اور نہ فقط
اُن کے پیغامِ بشارت میں بلکہ اُن کے روزانہ تجربہ میں بھی مُوجبِ
تحریک۔ مُقدس پطرس فرماتا ہے "اُس کو خُدا نے تیسرے دِن
جلایا اور ظاہر بھی کر دیا نہ کہ ساری اُمّت پر، بلکہ اُن گواہوں

پر جو آگے سے خُدا کے چُنے ہُوئے تھے یعنی ہم پر جنہوں نے اُس کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے بعد اُس کے ساتھ کھایا پیا۔" (اعمال ۱۰: ۴۰، ۴۱) پولُوس رسُول فرماتا ہے "وُہ کمزوری کے سبب سے صلیب دیا گیا لیکن خُدا کی قُدرت کے سبب سے زندہ ہے۔" (۲-کرنتھیوں ۱۳: ۴) یُوحنا کہتا ہے "یسُوع مسیح ... جو سچا گواہ اور مُردوں میں سے جی اُٹھنے والوں میں سے پہلوٹھا ہے، ہاں! وُہ ابد تک زندہ رہے گا۔ موت کا اب اُس پر کوئی اختیار نہیں کیونکہ اُس نے موت کو نیست و نابُود کر دیا اور اپنے دوبارہ جی اُٹھنے سے زندگی اور بقا کی تعلیم دی اور یہی وُہ قُدرت ہے جس سے خُداوند مسیح میں نئی زندگی ملتی ہے۔ وُہ ہر ایک ایماندار کے لئے جلال کی اُمید اور گناہ پر فتح پانے کا بھید ہے۔ ایماندار مسیح کے ساتھ صلیب دیا جانا، اس کے ساتھ مرنا اور دفن ہونا لیکن پھر اُس میں ہو کر اور اُس کے باعث زندہ ہو جاتا ہے۔

صبحِ قیامت ایک نئی روشنی یعنی بقا کا نُور صفحۂ عالم پر پھیلاتی ہے چنانچہ ہر ایک چیز اور ہر ایک انسان میں اس زندہ اُمید یعنی قبر پر خُدا کی قُدرت اور فتحیابی کے ظہور کے باعث ایک تبدیلی واقع ہوتی ہے۔ جو شخص مسیح میں قائم ہوتا ہے وُہ نیا مخلُوق بن جاتا ہے، پُرانی چیزیں جاتی رہتی ہیں اور سب کچھ صبحِ قیامت

Scanned with CamScanner

کی روشنی میں نیا ہو جاتا ہے۔

جب لوگ زندہ مسیح کی حضوری کو محسوس کر لیتے ہیں تو زندگی کی قدر و قیمت کا ایک نیا معیار قائم ہو جاتا ہے۔ ڈیوڈ لونگسٹن کہتا ہے "اب سے لے کر میں اپنی کسی چیز پر اگر کوئی قیمت لگاؤں گا تو اُس نسبت سے جو خُداوند مسیح کی بادشاہت کے مقرر معیار کے مطابق اُسے حاصل ہے"۔ مقدس یُوحنّا کی انجیل میں لکھا ہے کہ "جس جگہ اُسے صلیب دی گئی وُہ ایک باغ تھا اور اُس باغ میں ایک نئی قبر تھی"۔ وُہ باغ اب تک ہمارا انتظار کر رہا ہے۔ رُوح کے تمام پھل وہاں پکتے ہیں۔ اُس کے زندہ ہونے کی قُدرت انسان کو تمام دُنیوی تکلیفات اور ضرورُیات کا مقابلہ کرنے کے قابل بناتی ہے کیونکہ اُس کے بندوں کو یہ یقین ہوتا ہے کہ خُداوند مسیح سب کچھ جانتا اور اُنہیں پیار کرتا ہے اور اُن کی احتیاجوں کو رفع کر سکتا ہے۔ حضرت انسان کا دِل دو باتوں کا خواہشمند ہوتا ہے یعنی گُناہ سے نجات پانے کا اور اَبدی زندگی حاصل کرنے کا۔ اگر مُختلف مذاہب کا باہمی مقابلہ کیا جائے تو ایک نہایت عجیب بات معلُوم ہوگی کہ موت کے بعد زندہ رہنے کی عالم گیر اُمید اور انواع و اقسام کی قُربانیوں اور نذروں کے ذریعہ سے دیوتاؤں اور خداؤں کو راضی رکھنے کی عالم گیر سعی و کوشش قریب قریب ہر مذہب میں پائی جاتی ہے۔ مسیح میں

اِن ہردو کی تکمیل ہوتی ہے۔ اگرچہ وحشی اقوام کے درمیان آئندہ زندگی کے متعلق جو خیالات رائج ہیں وُہ نہایت خام ہیں تو بھی وُہ موجُود ضرور ہیں اَور اُن کے معتقدات میں اُنہیں خاص مرتبہ اَور فوقیت حاصل ہے۔ اوہام پرستی کے نام ہی سے مادی دُنیا پر رُوح کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے نہ فقط وحشی اقوام کے مذاہب ہی بلکہ بُت پرستوں اَور مُشرکوں کے تمام مذاہب بھی بقائے دوام کی تعلیم دیتے ہیں اَور فطرتاً اُن کی طبیعت میں ابدیت اَور غیر فانیت کے عقیدہ کی بہُت قدر و قیمت پائی جاتی ہے۔

لوگ محض موجُودہ انسانی زندگی کی ذاتی خامیوں اَور اُس کے غیر مکمّل ہونے کی وجہ سے غیر فانیت اَور بقا پر ایمان رکھتے ہیں کیونکہ اُنہوں نے دیکھ لیا کہ بسا اوقات قوائے انسانی میں ضعف آنے کے بعد بھی ہمارے جذبات محبّت کے پُر زور مطالبات کے باعث اخلاق و اطوار ترقّی کرتے ہیں محبّت موت سے قوی تر ہے۔ ہمارے اندر کائنات کی اُس آواز کی صدائے بازگشت پیدا ہوتی ہے اَور رُوحیں خُود بخُود اپنے اَبدی مسکن کے واحد راستہ پر بے اختیار کھچی چلی جاتی ہیں۔ تمام اشیاء خُدا کے دِل کی طرف رجُوع کرتی ہیں جو اُن کا مبدا اَور منبع اَور اُن کی انتہا بھی ہے۔ لوئی پاسیٹو کہتا ہے "وُہ جو اُس لامحدُود ہستی کا اعلان کرتا ہے اَور کوئی نہیں جو ایسا نہ کرے وُہ اس

اعلان میں جُملہ مذاہب کی تمام مُعجزانہ باتوں سے کہیں زیادہ اعجاز شریک کرتا ہے کیونکہ لامحدُود ہستی کا تصوّر اس دوگونہ خصلت کا اظہار کرتا ہے یعنی یہ کہ وُہ اپنے آپ کو زبردستی ہم پر ظاہر بھی کرتی ہے اَور ساتھ ہی ہمارے فہم وادراک سے کہیں بالاتر بھی ہے لیکن جب ہمیں اُس کا ادراک حاصل ہوتا ہے تو ہم سرِ تسلیم خم کرنے کے سوا اَور کوئی چارہ نہیں پاتے۔ مَیں ہر جگہ دُنیا میں اس لامحدُود ہستی کا ناگزیر اظہار دیکھتا ہُوں، اسی کے باعث ہر شخص کے دِل کی تہ میں اعجاز کا تصوّر موجُود ہوتا ہے"۔ سائنس لامحدُود فضا۔ لامحدُود زمانہ، لامحدُود اعداد، لامحدُود زندگی اَور لامحدُود حرکت کا ذِکر کرتی ہے۔ "اُس نے ابدیّت کو بھی اُن کے دل میں جاگزیں کیا"۔ (واعظ ۳ : ۱۱)

موت زندگی کی خواہش سے زیادہ عام نہیں۔ انسانی رُوح زندگی بلکہ کثرت کے ساتھ زندگی کی خواہشمند ہے۔ ایسی زندگی جو مسیح نے اپنی جلالی قیامت اَور اپنے صعُود کے ذریعہ سے ظاہر کی۔

یہ حقیقت ایٹرُوریہ (اٹلی کے وسط میں ایک مُلک ہے) کے قدیم باشندوں کے معتقدات، قدیم مصریوں کی مردُوں کی کتاب (جو فی الحقیقت کتاب حیات تھی) منو کے دھرم شاستر کی آخری کتاب جو مسئلہ تناسخ اَور آخری مُبارک بادی سے متعلق

ہے۔ اہلِ اسلام کی مشہور و معروف کتابیں جو موت اور سزا وجزا سے متعلق ہیں حتّیٰ کہ خود ان کے متعلق بدھ مذہب کے عالموں کے خیالات سے بھی آشکارہ ہوتی ہے۔

اَبدی زندگی کے لئے اقوامِ عالم کی خواہش خداوند مسیح اور فقط خداوند مسیح میں پوری ہوتی ہے، اس لئے کہ وہ اپنی موت اور اپنی قیامت کے ذریعہ سے زندگی اور بقا کو دُنیا میں لایا۔ اُس نے ہمیں ایک نادر پیغام دیا۔ ہاں ایک ایسا پیغام جو بنی نوعِ انسان کے مرضِ خصوصی یعنی گناہ اور اُس کے عواقب یعنی رنج و الم کے عین حسبِ حال ہے۔

ہر مُلک و قوم کے حقیقی طالبانِ حق ایک نادیدنی دُنیا کو دیکھتے ہیں۔ خاموش آوازیں سُنتے اور غیر محسوس حقیقتوں کو اپنے قبضہ میں لانا چاہتے ہیں، اس لئے وہ اس مسیحی پیغام کی طرف کبھی راغب نہیں ہوں گے جو آئندہ جہان کے حالات سے متعلّق نہ ہو۔ مسیح نے لعزر کی قبر کے پاس قیامت کی خوش خبری دی۔ "قیامت اور زندگی تو مَیں ہوں جو مجھ پر ایمان لاتا ہے گو وہ مر جائے تو بھی زندہ رہے گا اور جو کوئی زندہ ہے اور مجھ پر ایمان لاتا ہے، وہ اَبد تک کبھی نہیں مرے گا۔"

یہی پولوس کی منادی کی جان تھی۔ وہ خداوند مسیح اور اُس کے زندہ ہونے کی منادی کرتا تھا اور کسی اور خوشخبری

سے واقف نہ تھا۔" اب اَے بھائیو! مَیں تمہیں وُہی خوشخبری جتائے دیتا ہُوں جو پہلے دے چکا ہُوں جسے تم نے قبُول بھی کرلیا تھا اَور جس پر قائم بھی ہو، اسی کے وسیلے سے تم کو نجات بھی ملتی ہے بشرطیکہ وُہ خوش خبری جو مَیں نے تمہیں دی تھی، یاد رکھتے ہو ورنہ تمہارا ایمان لانا بے فائدہ ہُوا، چنانچہ مَیں نے سب سے پہلے تم کو وُہی بات پہنچا دی جو مجھے پہنچی تھی کہ مسیح کتاب مقدّس کے بموجب ہمارے گناہوں کے لئے مُوا اَور دفن ہُوا اَور تیسرے دِن کتاب مقدّس کے بموجب جی اُٹھا..... اَور اگر مسیح نہیں جی اُٹھا تو ہماری مُنادی بھی بے فائدہ اَور تمہارا ایمان بھی بے فائدہ، بلکہ ہم خُدا کے جھُوٹے گواہ ٹھہرے کیونکہ ہم نے خُدا کی بابت یہ گواہی دی کہ اُس نے مسیح کو جلا دیا حالانکہ نہیں جلایا۔ اگر بالفرض مُردے نہیں جی اُٹھتے"۔

(۱۔کرنتھیوں ۱۵: ۱-۴ و ۱۴ و ۱۵) خُداوند مسیح موت پر غالب آیا وُہ قبر کے خوف کو دُور کرتا ہے۔ اُس نے انجیل میں زندگی اَور بقا کا درس ہمیں دِیا۔ اگر فقط اسی زندگی ہی میں مسیح ہماری اُمید ہے تو ہمارا پیغام اَور ہم خُود بھی نہایت بدنصیب ہیں، لیکن نہیں ہم تو موت اَور گناہ پر غالب آنے والے اَور جلال کے اَبدی بادشاہ کے سفیر اَور ایلچی ہیں۔ ہماری انجیل فقط اسی زندگی سے متعلّق نہیں بلکہ اس کا تعلّق ابدیّت سے ہے اَور اسی لئے اُس کی قدر و قیمت بھی بے اندازہ ہے ہماری تمام مسیحی تعلیم گاہیں، ہمارا کُل نظم و نسق،

ہماری مسیحی تدابیر اَور تجاویز سب کے سب حصُول انجام کے ذرائع ہیں۔ یہ درحقیقت مدارج و منازل ہیں جو ہمیں اُس گھر تک پہنچاتے ہیں جو ہاتھوں سے نہیں بنایا گیا بلکہ جو آسمان پر غیر فانی مقام اَور جائے دوام ہے۔

معاشری خدمت بھی اپنا زور اَور درجہ رکھتی ہے کیونکہ خُداوند مسیح شکستہ دِلوں کو شفا دینے اَور قیدیوں کو رہائی بخشنے آیا۔ گو ہم انجیل کے اخلاقی اصُولوں اَور اُن کے زبردست مطالبات کو ہرگز نظرانداز نہیں کرسکتے۔ لیکن مُردوں میں سے جی اُٹھنے کی خوشخبری سے بڑھ کر اَور کوئی پیغام دلکش اَور دلفریب نہیں ہو سکتا۔

بولشوکوں کے خیال کے مطابق انجیل مُفلسوں اَور بیکسوں کے لئے کوئی خواب آور شے نہیں جو دولت مند اَور متموّل اشخاص اُنہیں جبراً پلا دیتے ہیں بلکہ انجیل اُس حقیقت کا اعلان کرتی ہے کہ جو چیزیں ہم دیکھتے ہیں وُہ فانی ہیں اَور اَن دیکھی اشیا غیر فانی ہیں۔ اب اس انصاف سے خالی دُنیا میں شاید ہمیں خُداوند مسیح کے دُکھوں کی شراکت میں شریک ہونا پڑے لیکن اُس پر ایمان لانے کے سبب ہم مُردوں میں سے جی اُٹھنے کی نوبت تک پہنچ جاتے ہیں۔ "وُہ اپنی اُس قوّت کی تاثیر کے موافق جس سے سب چیزیں اپنے تابع کرسکتا ہے، ہماری پست حالی کے بدن کی شکل بدل کر اپنے جلال کے بدن کی صُورت پر بنائے گا۔" (فلپیوں ۳: ۲۱)

وُہ غیرفانی خُوبیاں جو اُن میں چھپی ہوتی ہیں جو خُداوند مسیح کی مَوت اَور اُس کی قیامت پر ایمان لاتے ہیں، رسُولوں، کلیسیا کے مُقدسوں، اَور شہیدوں کی خُوشی اَور اُن کی رُوح کی فرحت کا باعث تھیں، اس لئے کہ وُہ دُنیا کو حقیر و ناچیز جانتے تھے۔ اُنہوں نے دُنیا کو مسیح کے لئے جیت لیا اَور ہر ایک مُلک میں ایک رُوحانی بادشاہت کی بنا ڈالی کیونکہ وُہ آسمانی حکُومت کا حق رعیت رکھتے تھے۔ اُنہوں نے ہر ایک شہر میں کلیسیا کی بُنیاد رکھی کیونکہ وُہ خُود پردیسی اَور مُسافر تھے اَور اُس پائیدار شہر کی تلاش میں تھے "جس کا معمار اَور بنانے والا خُدا ہے"۔

مسیحی الٰہیات میں اگر کسی صداقت پر ان دِنوں نسبتاً زیادہ زور دینے کی ضرُورت ہے تو وُہ قیامتِ مسیح کا عقیدہ ہے۔ اگر ہم زندہ مسیح اَور اَبدی زندگی کے اس پیغام کو غیر مسیحی دُنیا میں پہنچا دیں تو ہم سمجھیں گے کہ ہم نے فی الحقیقت اپنی الٰہیات کی رُوح کو پا لیا ہے اَور اب صحیح معنوں میں راہِ ترقی پر گامزن ہیں۔ ڈاکٹر ڈیسمین DR. DEISSMAN فرماتے ہیں کہ قریباً گذشتہ تیس سال سے یسُوع کی مَوت اَور اُس کی قیامت کی بشارت مختلف مسیحی اقوام کی الٰہیات میں ایک دلچسپ مُبحث بنی رہی ہے اَور میں اُسے مذہبی تحقیقات میں ایک نہایت مُفید اَور اہم قدم تصوّر کرتا ہُوں۔ آج کل ہمیں مَوت اَور قیامت کی تعلیم پر ازحد زور دینا چاہیئے اَور اس کا اعلان کرنا کلیسیا کا فرضِ اوّلین ہونا چاہیئے۔

ہم پر فرض ہے کہ ہم اپنی توجہ کو اس حقیقت پر مرکُوز کریں کہ خُدا

کی بادشاہت قریب ہے اور کہ خدا عدالت و نجات کے ذریعہ اپنی کامل حکومت کے ساتھ آنے والا ہے اور ہمیں اپنے آپ کو رُوحانی طور سے اُس کی آمد کے لئے تیار کرنا چاہیئے کیونکہ "خُداوند آرہا ہے"۔

دراصل یہی ہمارا مشنری پیغام ہے یعنی ایک ایسے شخص کی زندہ جاوید بشارت دینا جو اس دُنیا میں آیا، صلیب دیا گیا، مُردوں میں سے جی اُٹھا، آسمان پر چڑھ گیا اور وہاں سے پھر آنے والا ہے۔ بیت لحم۔ کلوری۔ خالی قبر بلکہ اُن بادلوں سے بھی جنہوں نے اُسے چھپا لیا، غیر فانیت اور بقا کا نُور درخشاں ہے۔ ہم اس عظیم الشان بیضوی شکل کے رقبہ کو جو دُنیا کے لئے ہمارے پیغام و ایمان پر محیط ہے جس قدر چاہیں وسیع تصوّر کر سکتے ہیں لیکن مسیح کی مَوت اور قیامت اور انسان کے ازلی و ابدی انجام سے اس کا تعلق ہمیشہ ہی اس کے دو مرکزی نقطے رہیں گے اور یہی قیامت کی خُوشخبری ہے۔

۱

اُس نے یہ کچھ کیا ہمارے لئے
کیا اُسے سجدہ بھی کریں گے نہ ہم
وُہ ہے تیار کرنے کو یہ کچھ
پستیِ ہمّت کا دَم بھریں گے نہ ہم
آؤ اُس کے حضُور سجدہ میں
کریں حاصل سرُور سجدہ میں
اپنی تکلیفوں کا گراں تر بار
اُس کے قدموں پہ کیا دھرینگے نہ ہم

۲

اَور اِن آنکھوں سے ہماری کاش
شُکر کا اُس کے نوُر روشن ہو
خُوش ہوں تائب ہوں اَور بہ اطمینان
تکیہ اُس پر دلی ہمہ تن ہو
اَور ہم اپنی زندگانی بھر
بلکہ بعد اس کے جب یہ ہو آخر
حمد کے گیت گانے میں ہر وقت
نہ تھکاوٹ ہو اَور نہ اُلجھن ہو

٣

زندگی موت رنج و غم میں بھی
گُنہ کی حالتِ الم میں بھی
ہاں میرے واسطے وُہ کافی ہے
ہے ہمیشہ ہر ایک دم میں بھی
یہی اوّل ہے کیوں کہ آخر ہے
یہی آخر اور اوّلین تر ہے
اوّل ہست ہے مسیح بھی
ہے یہی آخر عدم میں بھی

پی۔آر۔بی۔ایس پریس لاہور میں باہتمام مسٹر وی۔ایس۔کے فضل (پرنٹر و پبلشر) سیکرٹری پنجاب ریلجس بک سوسائٹی انارکلی لاہور چھپ کر شائع ہوئی۔

Scanned with CamScanner

The publication of this book was assisted by a grant made by The W.P.C.C. Literature Board

Printed at the P.R.B.S. Press and published by Mr. V.S.K. Fazal, Secretary, Punjab Religious Book Society, Anarkali, Lahore.

Scanned with CamScanner